حضرت میراں سید مصطفیٰ قادری بیجاپوری ابن حضرت بدر الدین بدرِ عالم حبیب اللہ بیدری قدس سرہٗ

تذکرہ
معشوقِ الٰہی قدس سرہٗ

مُصنفہ

میراں احمد الدین شاہ مرتضیٰ قادری صاحب سجادہ
حضرات گچی محل بیجاپور (میسور اسٹیٹ)

اگست ۱۹۷۳ء

بار اوّل

قیمت روپے
30/00

کتاب:- تذکرہ معشوق الہٰی اعلیٰحضرت میراں سید مصطفیٰ قادری معشوق الہٰی قدس سرہ
مصنف:- میراں احمد الدین سید شاہ مرتضیٰ قادری سجادہ نشین -
حضرت سید شاہ ابوالحسن قادری و حضرت سید شاہ مصطفیٰ قادری -
حضرت سید شاہ قاسم قادری (حضرات گچی محل بیجاپور) قدس اللہ اسرارہم
کاتب:- سید منظور محی الدین کلیانوی
مطبع:- نیشنل فائن پرنٹنگ پریس حیدر آباد
سنہ اشاعت:- اگست ۱۹۷۳ء
تعداد:- پانچ سو-
قیمت:- [illegible] روپے -
15/- ——

ملنے کے پتے

مصنف - گچی محل - بیجاپور
نیشنل بک ڈپو - مچھلی کمان - حیدر آباد نمبر ۲....۵

فہرست مضامین
تذکرۂ معشوق الہٰی قدس سرہ

ب

مضامین

مضامین

تذکرہ تاجداران بیجاپور موسوم بہ طبقات عادل شاہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا روزی کن آن روزے مرا ٭ وار بان زین روز بے سوزے مرا
بر جوانان سہل کن حرف مرا ٭ بہر شان پایاب کن ژرف مرا
اقبال

بعد حمد و نعت کے عرض کرتا ہے فقیر سراپا تقصیر ہیچمدان ہیچ
بیان میراں احمد الدین سید شاہ مرتضیٰ قادری المشہور دستگیر و جعافری
عفی اللہ عنہ سجادہ نشین روضہ منورہ و مقدسہ عارف باصفا حضرت
میراں سید شاہ مصطفیٰ القادری معشوق اللّٰہ و میراں سید شاہ ابوالحسن قادری
قدس اللہ اسرارہم و درگاہ حضرت میراں سید شاہ قاسم قادری المعروف
قاسم اولیا گچی محل بیجاپور و سجادہ نشین و متولی درگاہ قطب عالم
حضرت میراں سید شاہ شمس الدین قادری شیر خداوائی گومری شریف
تعلقہ سندگی ضلع رائچور قدس اللہ اسرارہم اجمعین و رحمۃ اللہ برکاتہم
ناظرین با تمکین سے التماس اور عرض حال کرتا ہے کہ کئی دنوں سے میرے
دل میں اپنے سلسلہ کے سرسلسلہ حضرت غوث المسلمین قطب المومنین سید عارف
باصفا حضرت سلطان میراں شاہ مصطفیٰ قادری معشوق اللّٰہ صاحب قدس سرہٗ
روضہ بیجاپور کے احوال عالیہ و مناقب کاملہ و کرامات جلیلہ اور ارشادات
و تعلیمات کو جمع کرنے اور آپ کے سوانح حیات کو لکھنے کا ارادہ اور
آرزو ایک عرصہ سے کر رہا تھا مگر کوئی موقع اور وقت فرصت میسر نہیں

ہوتا تھا کہ ایک روز میں بغرض زیارت روضۂ مصطفویہ معشوقیہ کے لیے
گیا تو مجھے پھر یکایک خیال اس امر کا آیا کہ کچھ ہی ہو لکھنا شروع کر دوں۔
اسی رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں روضۂ معشوق پر حاضر ہوں اس
وقت چبوترۂ روضہ پر ایک عجیب و غریب نور برس رہا ہے ایک بزرگ
جو محو زیارت ہیں اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میاں جب ارادہ لکھنے کا کیے
ہیں تو جھجکتے کیوں ہو تم شروع تو کر دو۔ واقعات خود بخود تمہارے سامنے
آتے جائینگے۔ جب میں صبح بیدار ہوا تو تذکرۂ معشوقیہ لکھنا شروع کیا۔
میں جب لکھتا تو معلوم ہوتا کہ کوئی کتاب میرے سامنے ہے اور میں لکھ
رہا ہوں۔ اللہ اللہ معشوق کی رہنمائی و رہبری کے کیا کہنے ؎

وہ دے رہے ہیں فیض لے جا رہا ہوں میں

کا معاملہ تھا۔ مجھے خود تعجب ہو رہا تھا کہ میں نے اتنے حالات و واقعات
و ارشادات کہاں سے جمع کیے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے میرے
جد امجد پیر و مرشد سر حلقہ سلسلہ معشوقیہ کی سوانح حیات کو مکمل طور سے
اپنے قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے مجھ بندۂ ناچیز سے لکھوا کر تکمیل کو
پہنچایا اور آپ کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ اختتام تذکرہ کے بعد تذکرۂ
برادران عالی قدر سرکار معشوقیہ مصطفویہ کا مختصر تذکرہ بھی لکھ دیا اور
آپ کے ہم زمانہ دیگر بزرگان دین کا تذکرہ بھی جن سے سرکار معشوقیہ
مصطفویہ سے خاص تعلق رہا ہو یا اُن کے خاندان عالیہ سے تعلق ہو لکھا گیا۔
اور آخر میں تاجداران بیجاپور کا مختصر احوال بھی درج کر کے اس ناچیز

یادگار کو ختم کیا اس جناب میں معتقدین سے التجا ہے کہ جلد از جلد اس کتاب
تذکرۂ معشوقیہ مصطفویہ کو زیور طبع سے آراستہ کروا کر مقبول و پسند
خاص و عام کروائیں فقط

میراں احمد الدین سید شاہ مرتضیٰ قادری سجادہ نشین
روضۂ معشوقیہ مصطفویہ وابوالحسینیہ و درگاہ قاسمیہ گچی محل
بیجاپور و گومسی شریف تعلقہ سندھنور ضلع رائچور۔

گر خدا سازد ترا صاحب نظر روزگارے را کہ می آید نگر
اقبال

در میان سینہ دل خون کردہ ام
تا جہانش را دگرگوں کردہ ام
اقبال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدمہ

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
من قبلہ راست کردم برسمت کج کلاہے

مقدمہ تذکرہ معشوقیہ رح

حضرت محمد ابراہیم زبیری نے اپنی تصنیف روضۃ الاولیا کے دیباچہ میں یہ حدیث قدسی درج کی ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری کے مضمون کے مطابق بعضوں کے قبریں پوشیدہ ہیں۔ اُن کے احوال کا علم اور اُن کے انتقال کے سنہ اور اُن کے مزاروں اور مقبروں کے مقام کسی پر ظاہر ہیں

حضرت جدی و مرشدی سیدی و مولائی پیر دستگیر سیدنا و مولانا شاہ ہاشم حسینی العلوی گجراتی قدس اللہ سرہ گنج الاسرار میں فرماتے ہیں کہ اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری یعنے اولیا حضرت حق تعالیٰ کی ربوبیت اور قرب میں غرق ہو گئے ہیں .... کہ حق تعالیٰ کے نور سے جنکی آنکھیں روشن نہیں ہیں اُن کی آنکھوں سے اولیاء اللہ مثل دلہنوں کے چھپے ہوئے ہیں مگر جو قطب ارشاد یافتہ ہے پہچان لیتا ہے

اسی حدیث کی سید یعقوب قادری نے اس طرح تشریح کی ہے کہ یہ ایک نعمتوں میں سے ایک نعمت اولیا اللہ کیلئے مخصوص ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنکو

اپنی آستین کے نیچے مخلوق کے دسراس کے شر سے چھپا لیا ہے اور لوگوں کی مزاحمت کی تشویش سے محفوظ کر دیا ہے

اسی طرح حضرت معشوق منقبت رحمۃ اللہ علیہ کے احوال اور روضۂ مبارک بیجاپور میں بہت کم لوگ جانتے ہیں بقول حضرت جدنا شاہ ہاشم قدس سرہ کے جو قطب الارشاد یافتہ ہے پہچان لیتا ہے۔

میرا نسبی اور نسبتی تعلق اسی ذات مظہر مصطفوی معشوق الٰہی قدس سرہ سے ہے۔ اس لیے میں نے اپنی کج کلاہ کو اسی جناب کی جانب سیدھا کر لیا۔

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
من قبلہ راست کردم برسمت کج کلاہے

چنانچہ میں نے اُس ذات مقدس کو اپنا قبلہ او روسیلہ سمجھکر اور اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھ کر اپنی عقیدت کے سر کی کلاہ کو جو من شر الوسواس کی باعث قدرے ٹیڑھی ہو گئی تھی اس قبلہ و کعبہ کی جانب سیدھا کر لیا اور اُن کے حالات اور واقعات کو جمع کر کے یکجا کرنے کی سعادت حاصل کی ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست، تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جس وقت کہ حضرت معشوق ربانی قدس سرہٗ اپنے بڑے بھائی حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری قدس سرہٗ کے ہمراہ سرزمین بیجاپور کو تشریف لائے تھے وہ زمانہ ایسا تھا کہ بادشاہ صغرسن تھا امرائے سلطنت ایکدوسرے پر غلبہ حاصل کر کے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش میں تھے کہ کامل خاں دکنی ان سب پر فوقیت لے گیا اور مہمات سلطنت کا رتق و فتق

غالب ہوگیا اتنی بڑی سلطنت کے ہاتھ میں آتے ہی سے

برے نسیم بادہ بس مستانہ را

خراب استقلال دولت دوروزہ کے استحکام سے بیخود اور مغرور ہوگیا
حضرت ملکہ عالم چاند بی بی سلطانہ رحمتہ اللہ علیہا کی شان میں بے ادبی اور
گستاخی کرنے لگا۔ چاند اور سورج جب گستاخی و بے ادبی کرتے ہیں تو
اُن پر گہن آجاتا ہے ملکہ عالم نے خفیہ حکم حاجی کشور خاں کو دیا کہ کامل خاں
کو دفع کردے۔ اس حکم کے پاتے ہی کشور خاں کامل خاں کے دفع کرنے کی فکر
میں لگ گیا آخرکار وہ اپنے منصوبہ میں کامیاب ہوا اور کامل خاں کو گرفتار
کرکے قتل کردیا اور منصب وکالت بادشاہی پر کامل خاں دکنی کی جگہ کشور خاں
کا تقرر ہوا۔ یہ بھی چند روز اس منصب پر فائز رہنے کے بعد ملکہ کے احکام کی
نافرمانی کرنے لگا آخرکار ملکہ عالم چاند سلطانہ کو قید کرکے ستارا کے جیل میں
رکھدیا۔ خاص و عام اس سے بیزار ہوگئے تو اس نے کسی بہانے سے بادشاہ
سے اجازت لی اور چار سو سواروں کو ساتھ لیکر گولکنڈہ کی جانب فرار ہوا۔
گولکنڈہ پہنچتے ہی ایک اردستانی شخص نے اپنے مالک مصطفیٰ خاں کے خون کے
بدلے میں کشور خاں کو قتل کردیا۔ اس کی جگہ اخلاص خاں حبشی منصب
وکالت پر مقرر ہوکر ملکہ عالم چاند سلطانہ کو باعزاز تمام ستارہ سے بیجاپور
لاکر بادشاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی کی پرورش حسب سابق ان کے سپرد کی
اور ملکہ عالم چاند سلطانہ کے حکم سے پیشوائی کا عہدہ موافق طریقہ عادلشاہیہ
افضل خاں کے سپرد کیا اور افضل خاں کے مخلص دوست بہمن پنڈت کو

مستوفی الممالک بنادیا۔ اخلاص خاں اس گمان سے کہ کہیں میں منصب وکالت
سے معزول نہ کردیا جاؤں افضل خاں اور اُن کے خیرخواہ بہمن پنڈت کو
ناحق قتل کردیا اور افضل المتاخرین شاہ فتح اللہ شیرازی اور شاہ ابوالقاسم
مرتضیٰ خاں انجو کو مع دیگر اکابر و اشراف کے جو بیچارے پردیسی تھے بیجاپور سے
نکالدیا اور حمید خاں اور دلاور خاں کے مشورے سے مہمات سلطنت انجام
دینے لگا جب ۹۸۹ ہجری میں ابراہیم قطب شاہ بادشاہ تلنگانہ نے انتقال
کیا تو اس کا بیٹا محمد قلی قطب شاہ خوردسالی میں تخت نشین ہوا۔ امرائے
سلطنت قطب شاہیہ نے مرتضیٰ نظام شاہ سے دوستی میں اس بات سے
اتفاق کرلیا کہ بہزاد الملک سپہ مرتضیٰ کی مدد کرکے پہلے شاہ درگ فتح کرکے
نظام شاہ کے حوالے کریں اس کے بعد ضلع گلبرگہ فتح کرکے خود قبضہ کرلیں۔
یہ طے کرکے نظام شاہ اور قطب شاہ کے سپہ سالاروں نے متحدہ فوجیں لیکر
شاہ درگ پر حملہ کردیا۔ شاہ درگ کا قلعہ نہایت مضبوط تھا اور وہاں کا
گورنر محمد آقا پردیسی تھا اس نے بہادرانہ مقابلہ کرکے ہر روز متحدہ فوجوں کے
بہت سے فوجیوں کو قتل کرنا شروع کیا آخرکار انھوں نے گورنر محمد آقا کو
لالچ بھی دلایا اور بہت بہلایا مگر گورنر عادلشاہی نے اُن سے کہلوایا کہ اگر
آج میں اپنے خداوند نعمت سے بے وفائی کروں تو کل آپ سے کیا وفا
کروں گا اور آپ میری اس بے وفائی سے مجھ پر کیا بھروسہ کرینگے جب
چار مہینے محاصرہ میں بیت گئے اور فوج کے ہزاروں سپاہی مارے گئے
اور بہترین جرنیل قتل ہوگئے تو قطب شاہ نے اپنے سپہ سالار مرزا اصفہانی کو

جو شاہ درگ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا سخت ملامت کی۔ بہزاد الملک

سید مرتضیٰ بھی تنگ آگئے تھے۔ اس لئے سب نے مشورہ کیا کہ یہی طاقت
بیجاپور پر ٹکانا بہتر ہوگا۔ لہذا بیجاپور کی جانب چالیس ہزار افواج کی جمعیت
لیکر راستے میں قتل و غارت گری کرتے ہوئے بیجاپور پہنچے قلعہ بیجاپور میں
دو یا تین ہزار سوار خاصہ فیل سے بڑھ کر فوج نہ تھی ناچار امرائے حبشی
قلعہ بند ہوئے اور فرمان شاہی اطراف سپہ سالاروں کے نام روانہ کئے
حسب فرمان مبارک عین الملک اور انکس خاں ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ
آکر اللہ پور دروازہ پر اُترے روزانہ جنگ ہوتی تھی۔ دشمنوں کا غلبہ تھا۔
بارش کی کثرت کی وجہ سے بیس گز قلعہ کی دیوار بھی گر گئی تھی حبشی
امرا نے ملکۂ عالم چاند سلطانہ کے حضور میں عرض کیا کہ ملکۂ عالم ہم کو اپنے
آقا کی خیر خواہی مدنظر ہے ہم لوگ حبشی غلام ہیں لوگ عناد کرتے ہیں۔
علیہ حضرت کسی خاندانی شخص کو امیر الامرا اور وکیل شاہی بنا دیں تاکہ
یہ فتنہ دفع ہو جائے کیونکہ عین الملک اور انکس خاں بھی ہماری وجہ سے
دشمنوں سے مل گئے ہیں ملکۂ عالم چاند سلطانہ نے شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر کو
میر جملہ مقرر کیا انھوں نے ایک قاصد چالاک ان امرائے برکی کے پاس بھیجا
جو علی عادل شاہ اول کے زمانہ میں کرناٹک چلے گئے تھے دوسرے قاصد کو
سید مرتضیٰ کے پاس بھیجا جو خاندان شاہ طاہر کے معتقد تھے۔ اور یہ کہلایا
کہ شاہی فرمان ملک میں بھیجا گیا ہے بیشمار فوجیں آجائینگی سوائے خونریزی
اور تباہی کے کچھ نہ ملے گا خصوصاً امرائے برکی جب آجائینگے تو تم لوگوں کا

سلامت واپس جانا مشکل ہوگا۔ سید مرتضیٰ بھی چاہتا تھا کہ جنگ موقوف ہو
اور محاصرہ برخاست کرکے واپس ہو جائیں [illegible] نے انکس خاں اور عین الملک
کو ان کی بے وفائی پر سخت ملامت کی جس کی وجہ سے وہ واپس جاکر اللہ پور
دروازہ پر ٹھیرے اور شاہ ابوالحسن کے مطیع ہو گئے اس روز مشکل سے جنگ
رکی راتوں رات بیجاپوریوں نے قلعہ کی دیوار کو درست کر لیا امرائے برکی کے
ساتھ ہی اطراف و جوانب سے امرائے برکی افواج عادلشاہی کے ساتھ آگئیں
اور دشمنوں پر پلہ پلٹ دیا۔ غلہ و رسد کا آنا بند کر دیا متحدہ فوجیں بغیر
چوں و چرا کے اور بغیر آپس میں مشورہ کئے منتشر ہو گئیں۔ نظام شاہی فوج
عادل شاہی رعایا کو لوٹتی اور غارتگری کرتی ہوئی احمد نگر چلدی۔ مگر
محمد قلی قطب شاہ نے راستہ میں امیر سید زینل استرابادی کو مصطفیٰ خان
کا خطاب دے کر عادلشاہی مقبوضہ علاقوں کی دیکھ بھال کے لیے مقرر کیا
سید زینل کی مراجعت ہی تھی جو مل گئی مگر عادلشاہی سپہ سالاران دلاور خاں
اور اخلاص خاں حبشی مع افواج قاہرہ و نیلان کوہ پیکر لیکر آن پہنچے
سخت معرکہ کے بعد قطب شاہی فوج بھاگ گئی بے شمار مال غنیمت عادل
شاہیوں کے ہاتھ آیا اور ایک سو پندرہ ہاتھی مع زنجیر طلائی و نقرئی کے
عادلشاہیوں کو مل گئے۔ اسی دوران میں حضرت معشوق الٰہی اور ان کے
برادر بزرگوار شہر بیجاپور آئے۔ چاند سلطانہ حضرت معشوق قدس سرہ
کی مرید و معتقد تھی حضور مصطفوی میں بذات خود آکر اس ناگہانی جنگ کے
دفعیہ کیلئے درخواست کی۔ آپ نے دوگانہ نماز پڑھ کر دعا کی کہ اے اللہ!

اس کس بادشاہ کو فتح دے اور دشمنوں کو شکست عطا کر دونوں مسلمان
ہیں ان کو تباہی سے بچا۔ آپ کی دعا سے فتح ہوئی۔ اس فتح کے بعد
اخلاص خاں حبشی کا ستارۂ اقبال زوال پذیر ہوا۔ دلاور خاں نے حیدر خاں
قلعہ دار ارک کو غداری کرنے پر ابھارا اس نے قبول کر لیا فوراً گلبرگہ سے
بیجاپور آکر قلعہ میں داخل ہوا اور قلعہ ارک کا دروازہ حسب قول و قرار
حیدر خاں تھانہ دار قلعہ ارک نے قلعہ ارک کا دروازہ کھول دیا اور دلاور خاں نے
قلعہ میں داخل ہو کر قبضہ جما لیا اور اخلاص خاں کو گرفتار کر کے اندھا کر دیا۔
الغرض بیجاپور میں امرا کی آپس میں آویزش چلی ہوئی تھی۔ رعایا پریشان
اور مذہب سنت الجماعت کے لوگ ہراساں تھے اس وقت حضرت
معشوق الٰہی اور ان کے برادر عالی قدر میراں سید شاہ ابوالحسن قادری
قدس سرہٗ نے سرزمین بیجاپور کو اپنے غیر معمولی یقیں روحانیت بے غرض
ایثار اور اعلیٰ دماغی اور قلبی صلاحیتوں سے بیجاپور کے مسلمانوں میں دین کی
تازہ روح پھونک دی ایمان اور عمل صالح جماعت مسلمہ کا لاقیمت سرمایہ ہے
حضرت معشوق الٰہی کی دعوت حقہ کے سبب سے محفوظ ہو گیا دعوت
ایمانی کے علم بردار حضرت میراں سید شاہ مصطفٰی قادری الملقب معشوق الٰہی
قدس سرہٗ بمقام بیدر ۹۶۱ھ یا ۹۶۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا
نام حضرت میراں سید بدرالدین بدر عالم حبیب اللہ قادری ہے اور والدہ کا
نام بی بی آمنہ بنت حضرت ابراہیم مخدوم جی ابن حضرت شیخ شمس الدین محمد ملتانی اور
ان کے فرزند مخدوم جی بیدر کے مشہور روحانی علم برداروں سے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت معشوق الٰہی میں شریعت طریقت اور

حقیقت و معرفت کے علاوہ وہ تمام صلاحیتیں بھر دی تھیں جو اس دور کے
حالات میں ملت اسلامیہ کا وقار بڑھاتے اور دین محمدی کی دعوت حق کو
موثر بنانے کیلئے درکار تھیں۔ آپ دینی معاملات میں بڑا پورا تجربہ اور
بصیرت رکھتے تھے اور دوسری طرف روحانیت کی تبلیغ میں کوشش بلیغ
فرماتے۔ آپ اپنے زمانہ کے ہر طبقہ اور ہر جماعت کی زندگی اور معاشرت
سے بخوبی واقف تھے آپ فصیح الکلامی و شیریں زبانی میں مشہور تھے جب
آپ باتیں کرنے لگتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے پھول برس رہے ہیں آپ
صاحب قال، صاحب حال اور صاحب کمال تھے۔

آپ ہی کی روحانی اور دینی حق گوئی کی وجہ سلطان ابراہیم عادلشاہ ثانی
شراب و کباب راگ و سرود کو چھوڑ کر پکا اور سچا مسلمان بن گیا۔ آپ کے
بیجاپور آنے سے پہلے اسلام کے روحانی سلاسل میں صرف جنیدیہ سلسلہ
اپنی خدمات کو انجام دے رہا تھا۔ سلطان ابراہیم عادلشاہ ثانی کے
اوائل جلوس میں حضرت معشوق الٰہی اور ان کے برادران گرامی نے قادریہ
سلسلہ کے تبلیغی مشن کے ساتھ سرزمین عادلشاہیہ پر قدم رکھا اور تعلیمات
دین محمدی صلعم کی تبلیغ و اشاعت اور سلسلہ قادریہ کے فروغ میں ایسا حصہ
لیا کہ بیجاپور اور اس کے دور دور علاقے میں ان بزرگوں کی آل اولاد اور
مریدین و طالبین اور فقرا و خلفا کے سلسلے پھیل گئے۔ سلطنت عادلشاہی
کے باہر بھی دکن کے اور علاقوں میں اس خاندان کی شاخیں آج بھی
موجود ہیں۔ کیپلی، ملکھیڑ، گلبرگہ، ہم ساگر، املی، کنعال، جسنکل، گنگاوتی،

حیدرآباد سے ویلور، ہبلی، دھارواڑ، باگل کوٹ، بمبئی، کوکن، مدراس، خیبر، دہلی، کراچی، کشمیر اور ہندوستان کے باہر امریکہ لندن آسٹریلیا یمن عرب، افریقہ میں پھیلے ہوئے ہیں اور آج بھی تبلیغ و اشاعت کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حضرت معشوق الٰہی قدس سرہٗ اور آپ کے برادر بزرگ حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری اور حضرت میراں سید شاہ قاسم قادری کے بعد اُن کے مسند ارشاد پر اُن کے اخلاف نے جانشین ہوکر دعوت الی اللہ اور دعوت آخرت و دعوت ایمان و عمل کے سلسلہ کو جاری رکھا خصوصاً حضرت معشوق الٰہی کے حقیقی پوتے قطب عالم سید شاہ شمس الدین قادری قدس سرہٗ اور ان کے فرزند شاہ مرتضیٰ قادری بیجاپوری اور حضرت معشوق کے بھائی میراں سید شاہ ابوالحسن قادری قدس سرہٗ کے حقیقی پوتے حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری ثانی صاحب موضع کنکال اور ان حضرات کے جانشینوں نے دینی تبلیغ و اشاعت کے تسلسل میں خلا واقع نہ ہونے دیا عادلشاہی سلطنت زوال پذیر ہوگئی اور مغلوں کے حملوں کی تاب نہ لاکی اِس عظیم سلطنت کا چراغ گل ہوگیا تو بیجاپور کے اکثر علمی خاندان اطراف میں منتشر ہوگئے اُس کے بعد سے بیجاپور میں علمی اور روحانی انحطاط شروع ہوا اور تبلیغ روحانی و ایمانی کا مشن اچانک رک گیا مسلمان فرقہ بندی جاہ پرستی اور مال اندوزی اور دنیا طلبی میں لگ گئے اور جذبات مفقود ہوگیا۔ دین کی اصلاح نہ ہوسکی۔ بزرگان دین کے اخلاف خود بے علم رہے

اور دوسروں کو بے علم بنا دیا۔ شریعت کو ایک بازیچۂ اطفال سمجھا اور عوام کو پیرپرستی اور قبرپرستی میں لگا دیا۔ دین حقہ سے کنارہ کشی کی گئی آج بھی بیجاپور کے مسلمان اِس روشن دور میں اسلام کی تعلیمات سے کوسوں دور ہیں یوں تو یہ وبا سارے ہندوستان بلکہ عالم اسلام میں پھیل گئی ہے۔ دہریت کے بادل ہر طرف گھر گئے ہیں اِس امت مرحومہ کی کشتی بھنور میں پھنس گئی ہے۔ زمانہ اور ایک مجدد اور ایک مصلح کو طلب کر رہا ہے تاکہ طوفان میں گھری ہوئی امت مرحومہ کی کشتی کو دینی جذبہ کے ساتھ کنارے لگا سکے۔ ؎

شکل تو نہیں ان موجوں میں بہتا ہوا ساحل آ جائے

حضرت معشوق الٰہی کے بیجاپور آنے کے کئی برس بعد حضرت سید محمد غوث گوالیری رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور سلسلہ شطاریہ کے بزرگوار حضرت جدی و مرشدی سیدی و مولائی حضرت شاہ ہاشم حسینی العلوی دور ابراہیمی میں تشریف لائے اور سلسلہ شطاریہ کو فروغ دیا اسی طرح سلسلہ کے بزرگوار فضل اللہ بحری میں شاہ صبغۃ اللہ ولی بھڑوچ سے بیجاپور تشریف لائے معلوم یہ ہوتا ہے کہ شاہ ہاشم صبغۃ اللہ ولی کے بیجاپور سے تشریف لے جانے کے بعد تشریف لائے ہیں۔

سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں میں حضرت میرانجی شمس العشاق کے اخلاف شاہ برہان الدین جانم اور حضرت امین الدین اعلیٰ با حسینی اور علی پیر حضرت امین الدین ثانی سلسلہ چشتیہ کی اشاعت کرتے رہے۔

بیجاپور کے صوفیائے کرام میں حضرت میراں سید شاہ مصطفیٰ قادری معشوق الٰہی قدس سرہٗ اور آپ کے برادران عالی قدر خاص امتیازی حیثیت کے حامل ہیں، بیجاپور کے کسی شیخ طریقت اور کسی دینی شخصیت کے واقعات اور حالات اتنے روشن نہیں ہیں۔

حضرت سیدی و مولائی جدی و مرشدی سیدنا و مولانا سید شاہ ہاشم حسینی علوی شطاری رحمتہ اللہ علیہ کے کچھ حالات مقصود المراد میں آپ کے مرید شاہ مراد دولتے اور آپ کے خلیفہ سید شاہ نعیم اللہ حسینی نے اپنی کتاب گنج الاسرار میں تحریر فرمائے ہیں مگر ان دونوں کتابوں میں یہ ذکر نہیں کہ آپ بیجاپور کب تشریف لائے۔ ان ہر دو کتابوں میں حضرت ہاشم قدس سرہٗ کے ملفوظات اور آپکے سفری واقعات اور تلقین و ارشادات بیان ہوئے ہیں اور کرامات کا بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت میرانجی شمس العشاق اور برہان الدین جانم اور انکے فرزند شاہ امین الدین اعلیٰ اور بابا حسینی حضرت علی پیرا و امین الدین ثانی بیجاپور کے سلسلہ چشتیہ بندہ نوازیہ سے تعلق رکھتے ہیں چشتیہ ہونے سے قبل قادریہ نعمت سے سرفراز فرمائے جاچکے تھے میرانجی خدا نما میں تفصیل سے حضرت شاہ محمود لطیف معبود المعروف محمود خوش دہاں سے خواجہ امین الدین اعلیٰ نے پہلے قادریہ سلسلہ میں مرید ہو کر خلافت حاصل کی اس کے بعد چشتیہ خرقہ پہنا شاہ محمود مذکور حضرت معشوق الٰہی قدس سرہٗ کے حقیقی بھانجے اور آپ کے والد سید بدر الدین بدر عالم

حبیب اللہ قادری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ یہ واقعہ مشہور ہے کہ حضرت محمود خوش دہاں نے نانا کے انتقال کے بعد اپنے بڑے ماموں حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری کے پاس طلب و تلقین کرکے مزید خرقہ حاصل کیا۔

یہ اولو العزم داعیان الی اللہ کے اجداد و اسلاف عرب نان، ایران، ترک وغیرہ کے دور دراز مقامات دشوار گذار راہوں سے گذر کر ہندوستان میں صرف اس لئے آئے تھے کہ دین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اشاعت کریں اور افکار باطلہ کا قلع قمع کریں ان حضرات کا مشن پوری طرح کامیاب رہا اور ان کے عہد کے جانشینوں نے بھی اپنی خانقاہیں قائم کر کے مسلمانوں کیلئے ایک دستور العمل بنا دیا سنت اور اتباع شریعت پر ان مشائخ اپنے متبعین کو پابند کرایا۔ اولیائے کرام کا سرمایہ درد و محبت زہد ایثار فقر و استغنا ریاضات و مجاہدات اور دعوت و تبلیغ تھا۔ اس میں بتدریج تبدیلی آگئی۔

سماع، وجد اور رقص، اعراس کا اہتمام اور ان میں رونق اور گرم بازاری جو حدودِ شریعت کے باہر ہے۔ وہ عمال، وہ رسوم اور وہ عقائد و خرافات سمو دیئے گئے، جس کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ التجا ہے کہ اے پاک پروردگار،

اپنے کرم عمیم سے مسلمانوں اور داعیانِ اسلام کی اولادوں کو پھر سے
دین حقہ کی خدمت کرنے کا موقعہ عطا فرمائے اور اسلام کے صحیح
تعلیمات سے روشناس کرے آمین

میراں احمد الدین سید شاہ مرتضیٰ قادری سجادہ نشین

گچی محل بیجاپور و گوگی شریف
تعلقہ سندھنور ضلع رائچور المرقوم ۲۱ ۱۲ ۱۹۷۶ء یوم شب یکشنبہ
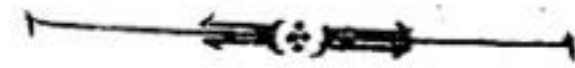
بسم اللہ الرحمن الرحیم

معشوقِ الٰہی

نام آپ کا میراں سید مصطفیٰ قادری لقب معشوقِ الٰہی۔ والد کا
نام سید بدرالدین بدرِ عالم حبیب اللہ قادری ہے۔
آپ کا وطن بیدر رہے۔ جو بریدشاہی خاندان کا پایہ تخت تھا۔
آپ کے بڑے بھائی حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری اور
سب میں چھوٹے حضرت میراں سید شاہ قاسم قادری تھے۔
آپ کے حقیقی چچا سید شرف الدین شرف عالم نعمت اللہ قادری
تھے جن کو ایک فرزند تھے جن کا نام میراں سید شاہ عبدالرزاق قادری ہے آپکی
درگاہ بیجاپور میں تاج باولی کے قریب مشہور ہے۔ سید عبدالرزاق قادری
کو ایک فرزند تھے جن کا نام سید شاہ حضرت قادری تھا۔
حضرت میراں سید مصطفیٰ قادری قدس سرہ حضرت غوث الاعظم
میراں محی الدین سلطان الاولیاء سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کی اولاد ذوالاحترام سے ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے:-
حضرت میراں سید شاہ مصطفیٰ قادری ابن میراں سید بدرالدین بدرِ عالم
حبیب اللہ قادری ابن سید عبدالقادر یوسف ثانی ابن میراں سید
شمس بہاء الدین عارف باللہ قادری ابن میراں سید یونس ثانی ابن میراں

سید عبدالرحمن اشرف جہاں گیر ابن میراں سید یونس اشرف جہاں ابن میراں
سید یوسف حاجی الحرمین ابن میراں حسن الدین ابن میراں سید محمد جنو احمد ابن
میراں سید ابی نصر محی الدین ابن میراں سید عماد الدین ابو صالح نصر ابن میراں
سید تاج الدین عبدالرزاق قادری ابن سلطان الاولیا میراں محی الدین حضرت
سیدنا شیخ عبدالقادر الحسنی والحسینی الجعفری الجیلانی الگیلانی رضی اللہ عنہ
وارضاہ فی الدنیا والآخرہ۔

ولادت معشوق الٰہی

آپ کی ولادت روز دوشنبہ بوقت صبح صادق ۹۲۶ھ بماہ شعبان تاریخ ۷ ار ماہ مذکور
بمقام بیدر ہوئی اُس وقت امیر علی برید شاہ وہاں کا حاکم تھا برہان نظام شاہ نے
آپ کے پیدا ہونے سے قبل بیدر پر چڑھائی کی تھی اور علی برید شاہ کو پریشان
کر رکھا تھا آپ کے پیدا ہوتے ہی نظام شاہی افواج نے محاصرہ اُٹھا لیا اور
علی برید شاہ نے نظام شاہ کے غلبہ سے نجات پائی بیدر کے اہل دل نے
آپ کی ولادت کو سعادت و رحمت سمجھا۔

والدہ

آپ کی والدہ حضرت سید شمس الدین محمد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی
حقیقی پوتی اور حضرت شیخ مخدوم ابراہیم ملتانی کی دختر نیک
مظہر بی بی آمنہ تھیں۔
حضرت سید شمس الدین محمد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بیدر کے مشہور اولیاء
وصاحب تصرفات سے ہیں۔ آپ کا انتقال ۲ شوال ۹۳۵ھ کو ہوا اور
آپ کے نانا حضرت ابراہیم مخدوم جیو کی وفات ۲۲ شوال ۹۷۲ھ کو

بیدر میں ہوئی ان ہر دو بزرگواروں کی درگاہیں شہر بیدر میں مشہور اور
زیارت گاہِ خلائق ہیں۔
حضرت سید شمس الدین محمد ملتانی کا سلسلہ نسب سلطان شہاب الدین
غوری سے اس طرح ملتا ہے:-
بی بی آمنہ بنت شیخ ابراہیم مخدوم جی ابن حضرت شیخ شمس الدین
محمد ملتانی ابن قاضی القضات قاضی ابراہیم ابن شیخ الاسلام شیخ فتح اللہ
قادری ابن شیخ ابی بکر ابن شیخ فخر الدین ابن شیخ بدر الدین ابن شیخ اسپہدار
فخر الدین ابن بدر الدین ابن اسپہدار شاہ مینا ابن امیر شاہ غوری ابن
سلطان شہاب الدین غوری فاتح ہند بن بہاء الدین سام بن اعز الدین
حسین بن قطب الدین بن محمد بن عباس بن شیث بن محمد بن سوری بن محمد
بن بہادان بن ورمیش بن ورمیشان بن پرویز بن شست بن حرلیق
سنتی بن حبشی بن ودل بن ہمین بن بہرام بن جحش بن ابراہیم بن سعد
بن اسد بن شداد بن ضحاک ذوالطعام بن مہتال بن ریحان بن
افریدون بن سامند بن سفید اسپ بن ضحاک بن شہران بن مند
است بن سیامک بن سلم بن ضحاک الملک بن ارجوند بن فرس بن
طہمورث بن ہوشنگ بن سیامک بن گیومرث بن سام بن حضرت نوح پیغمبر
علیہ السلام۔

مختصر حالات خاندانی والدہ آنحضرت معشوق الٰہی قدس سرہٗ

حضرت بی بی آمنہ رحمۃ اللہ علیہا کے دادا حضرت

شیخ شمس الدین محمد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد شیخ ابراہیم اور اُن کے باپ نعمت اللہ قادری سلطان علاؤالدین بن سلطان احمد بہمنی کے دورِ حکومت میں بیدر تشریف لے آئے شیخ نعمت اللہ جو بہت ضعیف تھے بالاگھاٹ کے قریب موضع باب ناس میں انتقال کر گئے شیخ ابراہیم نے بادشاہ سے ملاقات کر کے چار مواضعات انعام کی سند حاصل کی اور بیدر میں متوطن ہو گئے اور وہیں انتقال کیا۔ شیخ ابراہیم کے فرزند حضرت ابوالفتح شمس الدین شیخ محمد شریف ملتانی نے بھی بیدر ہی میں وفات پائی آپ کے والد شیخ ابراہیم ملتان میں پیدا ہوئے تھے اور آپ بیدر میں متولد ہوئے۔ حضرت شیخ شمس الدین محمد ملتانی کی والدہ کا نام فاطمہ ہے جو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی اولاد سے تھیں فاطمہ صاحب موصوفہ کا مزار اپنے شوہر شیخ ابراہیم صاحب کی چہار دیواری کے اندر ہی واقع ہے۔

حضرت شیخ شمس الدین محمد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیدا ہوتے ہی آپ کے والد نے فرمایا کہ:-

چوں منکوحہ من وضع حمل نمود فرزندم متولد شد فرحتی تازہ و بہجتی بے اندازہ حاصل گشت نام او محمد کردم کنیت او ابوالفتح و لقب او شمس الدین من زادہ شدم در ملتان و فرزندم شیخ محمد در اعظم البلاد دکن محمد آباد المعروف بیدر (مجمع الانساب)

ترجمہ

جب میری بیوی کا وضع حمل ہوا اور میرا بیٹا پیدا ہوا تو مجھے بے حد

مسرت اور خوشی حاصل ہوئی نام اُس نومولود کا محمد کنیت ابوالفتح لقب شمس الدین رکھا میں ملتان میں پیدا ہوا اور میرا بیٹا شیخ محمد دکن کے سب سے بڑے شہر محمد آباد عرف بیدر میں تولد ہوا ہے۔

حضرت شمس الدین محمد ملتانی بیدری کا سلسلہ مشرب یہ ہے۔ شیخ بہاء الدین انصاری سے آپ نے خرقہ خلافت قادریہ حاصل کیا اور انہوں نے حضرت شیخ ابراہیم انصاری سے اور انھوں نے سید احمد جلبی مغربی سے انہوں نے سید حسن سے انہوں نے سید موسیٰ سے انھوں نے سید علی سے انھوں نے سید علی سے انھوں نے سید محمد[1] بغدادی سے اور سید حسن[2] بغدادی سے اور یہ سید محمد صنو احمد سے اور یہ سید ابو نصر سے اور یہ سید عماد الدین ابی صالح نصر سے وہ سید تاج الدین عبدالرزاق سے اور وہ سلطان الاولیاء غوث الاعظم میران محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی سے۔

حضرت شیخ شمس الدین محمد ملتانی قدس سرہ صاحب کشف و کرامات تھے۔ ہزاروں مخلوق خدا نے آپ کی ذاتِ گرامی سے فیض حاصل کیا ہمایوں بادشاہ بن سلطان علاء الدین بہمنی آپ کی بد دعا سے مارا گیا حضرت سید شمس الدین محمد ملتانی کی وفات دوم شوال ۹۳۵ھ کو ہوئی اور بیدر میں آپ کی درگاہ مشہور و معروف ہے۔

---

[1] سید محمد بغدادی کے بھائی کا نام سید یوسف حاجی الحرمین ہے [2] سید احسن الدین حسن۔

شیخ ابراہیم مخدوم جی قادری ابن شیخ شمس الدین محمد ملتانی
السید زری قدس اللہ تعالی معشوق اللہی قدس سرہٗ

آپ کی عمر بہت بڑی تھی اور نہایت ضعیف ہونے کے باوجود عبادات خداوندی میں مشغول رہتے۔ امرا اور دولت مندوں سے کم ملتے تھے تمام شب بیدار رہتے تھے آپ ولی کامل عالم و فاضل اور صاحب کشف و کرامات تھے صدر جہاں دکنی امامیہ فرقہ سے تھا اولیاء اللہ سے اعتقاد نہ رکھتا تھا ایک روز خیال کیا کہ آپ سے ملوں تو آپ حضرت علیؓ کی فضیلت بیان کریں یا کرتے رہیں تو میں اُن کو سچا مانوں گا جب صدر جہاں آپ کے پاس آیا تو آپ حضرت علیؓ کے فضائل و محاسن خوبی کے ساتھ بیان کر رہے تھے۔ الغرض صدر جہاں آپ کے قدموں پر گرا اور معافی چاہی حاجی میاں نامی کہتے ہیں کہ میں ایک وقت حضرت شیخ ابراہیم مخدوم جی قدس سرہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا عین نماز میں سجدہ کرنے کی جگہ کو ہاتھوں سے پاک کرتے اور پھر سجدہ فرماتے تھے میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت عین نماز میں ایسی حرکت کیوں کر رہے ہیں۔ ایسا کرنا منع ہے۔ آپ نے بعد نماز کے فرمایا کہ حاجی میاں پہلے آپ اپنا دل پاک کیجئے دوسرے کی عیب جوئی کیوں کرتے ہو، نماز کیلئے ضروری چیز دل کی حضوری ہے ایسا کرنے سے کچھ نقصان نہیں ہوتا شیخ عبدالقادر احمد شاہ کہتے ہیں کہ ایک دن میرے والد مخدوم جی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ تین اجنبی خانقاہ میں داخل ہوئے آپ نے اُن تینوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ تینوں مجھے آزمانے کیلئے آ رہے ہیں۔ ہر ایک ایک ارادہ

لے کر آیا ہے ایک کے ارادہ سے ایک کو خبر نہیں ہے۔ ایک کا یہ ارادہ ہے کہ حضرت مجھ کو سیدھی طرف بٹھائیں۔ دوسرا یہ ارادہ لے کر آیا ہے کہ حضرت مجھے دودھ اور چاول کھلائیں۔ تیسرے کا یہ ارادہ ہے کہ حضرت جو بھی کھانا ہو کھلائیں۔ جب وہ لوگ حضرت کے قریب آ گئے تو آپ نے پہلے کو سیدھی طرف بٹھلایا۔ دوسرے کو دودھ اور چاول کھلایا تیسرے کو ماحضر کھلایا اس کے بعد ان تینوں مسافروں نے آپ کے قدموں پر گر کر معافی چاہی اور کہا کہ ہم بھی ارادہ کر کے آئے تھے اُس کے بعد ان تینوں نے آپ کے پاس مُرید ہونا چاہا آپ نے مُرید نہیں کیا اور کہا کہ جو امتحان کے بعد مُرید ہونا چاہتا ہے وہ مُرید ہونے کے قابل نہیں۔

ابراہیم قطب شاہ آپ کی ملاقات کا بیحد مشتاق تھا آپ نے قبول نہیں کیا شاہ نے آپ سے نعلین مبارک بھیجنے کی خواہش کی۔ آپ نے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ سلاطین درویشوں سے دعا چاہتے ہیں۔ میں آپ کو تمام مسلمانوں کے ساتھ دعا میں شریک کرتا ہوں یہ کافی ہے۔

آپ کے خوارق و کرامات بے حد ہیں۔ یہاں اس پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ یہ چند خوارقات محض آپ کی والدہ ماجدہ میراں سید شاہ مصطفیٰ قادری معشوق اللہی قدس سرہٗ کے خاندانی بزرگوں کی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم مخدوم جی کی وفات ۲۲ شوال سنہ ۱۰۷۹ھ کو بیدر میں ہوئی آپ کی درگاہ بھی علیحدہ مقام پر بنائی گئی ہے اور بیدر مرجع خلائق ہے۔

حضرت میاں شاہ مصطفیٰ قادری معشوق الٰہی کے والد اور اجداد کرام کے مختصر حالات

آپ کے پدر عالی قدر سید بدر الدین بدر عالم حبیب اللہ قادری تھے۔ آپ اپنے والد سید عبد القادر یوسف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بغداد شریف سے تشریف لے گئے تھے اور پھر والد کے ہمراہ ہی ہندوستان میں داخل ہو کر شہر بیدر تشریف لائے۔ سید عبد القادر یوسف ثانی سبعہ قادریہ رہیں۔ منقول ہے کہ حضرت بدر عالم قدس سرہ کی والدہ سید وجیہ الدین علوی گجراتی کی حقیقی پھوپی تھیں۔

حضرت بدر عالم قدس سرہ صاحب کرامات و خوارق عادات عالم و فاضل اور عامل و کامل اور اولیائے زمانہ سے تھے خرقہ خلافت اپنے والد ماجد سے حاصل کیا تھا اور دوسرے بزرگوں سے بھی فیوضات حاصل کیں۔ روایت ہے کہ جب آپ کسی مسلمان کی قبر پر سے گذرتے تو آہستہ چلتے اگر عذاب پانے والا قبر پر سے چلتے تو قبر کے پاس تھوڑی دیر رک جاتے اور بیٹھ کر تخفیف عذاب کی دعائیں پڑھتے اور اس کے بعد مسکراتے ہوئے چل دیتے اور بعض اوقات قبر پر بیٹھ جاتے دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ پر بھی عذاب ہو رہا ہے اور آپ ہی قبر میں اُترے ہوئے ہیں۔ سلاطین بیدر اور امراء و وزراء سلطنت آپ کی خوشنودی و رضامندی کو مقدم رکھتے آپ بہت ہی آہستہ اور نرمی سے گفتگو فرماتے آپ کی گفتگو کو سن کر مخاطب اور دوسرے قریب رہنے والے پر آپ کی گفتگو غالب رہتی اور وہ لوگ اس ہیبت میں رہتے کہ آپ کی

زبان سے کیا بات نکلتی ہے۔

آپ نے حضرت محمد غوث گوالیری سے بھی فیض ظاہری و باطنی حاصل کیا تھا۔ آپ کا وصال علی برید شاہ کے دور حکومت میں بتاریخ گیارہ ماہ ربیع الثانی سنہ ۹۵۵ھ بمقام بیدر ہوا۔ مرقد مبارک شہر بیدر میں واصل گنج کے قریب کلیان و کالی مسجد کے پاس واقع۔ آپ کے روضہ کے قریب آپ کے خسر حضرت ابراہیم مخدوم جی قادری اور عبد اللہ صاحب اور مخدوم بی صاحبہ اور بریدیوں کے گنبد واقع ہیں۔

سید عبد القادر یوسف ثانی

آپ معشوق الٰہی کے حقیقی دادا اور بدر عالم کے والد ہیں آپ خلافت قادریہ سے ہیں۔ آپ کی ولادت بقول شہر بیدر میں ہوئی خرقہ خدمت اپنے والد سید شمس بہار الدین سے حاصل کیا علوم عقلیہ و نقلیہ کو اس زمانے کے مشہور علماء سے حاصل کیا وفات آپ کی شہر بیدر سنہ ۹۱۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار موضع بالا پور[1] کے چراغ میں بلند گنبد میں واقع ہے گچی کی تحریر ہے جس میں آیت الکرسی تحریر ہے۔ قبلہ کی جانب محراب کے اوپر ایک طغرا تحریر ہے جس میں سید عبد القادر لکھا ہوا ہے۔ اسی سال قاسم برید نے بھی انتقال کیا۔

سید شمس بہار الدین عارف باللہ قدس سرہ

آپ کے والد سید شمس بہار الدین عارف باللہ قدس سرہ صاحب

[1] موضع بالاپور بیدر سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے ۱۲

تصرفات ظاہری و باطنی تھے۔ اپنے پدر بزرگوار سید برہان ثانی قادری سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ جو بھی آپ کی زبان مبارک سے نکلتا تھا وہ ہو کر رہتا۔ لوگ آپ سے دعائیہ الفاظ سننے کے متمنی رہتے بد دعا سے گھبراتے۔ آپ کی وفات شہر بیدر میں سنہ ۹۰۱ھ میں واقع ہوئی۔ مرقد شریف آپ کا شہر بیدر کے باہر تلگھاٹ دروازہ کی جانب پیر گنج کے راستہ پر واقع ہے۔ آپ کے مرقد کے اطراف چھجر دار چوکھنڈی بنائی گئی تھی اور فاندرک کے درختوں کا سایہ آپ کی چوکھنڈی پر پڑتا تھا۔ آپ کے روضہ کے متصل سلطان احمد شاہ ولی بہمنی حضرت شاہ خلیل اللہ صاحب کرمانی اور شاہ راجو قتال کے مراقد واقع ہیں سنہ ۱۱۰۸ھ میں میرے چھٹے سر کے دادا حضرت سید محمود قادری قدس سرہ ابن شاہ مرتضیٰ قادری بیجاپوری قدس سرہٗ اپنے اجداد کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے تھے آپ کے سفرنامے سے معلوم ہوا کہ سید شمس بہاء الدین قدس سرہٗ کا مزار پورہ رتن گیری میں واقع ہے اور آپ کے روضہ کی خدمات چراغ، فرش وغیرہ کیلئے انعامی زمین پورہ رتن گیری میں پچیس بیگہ انعام ہے اور آٹھ بیگہ پورہ مامن گیری میں زمین انعامی واقع ہے۔ مامن گیری پورہ رتن گیری کے قریب ہے اور نو بیگہ پانچ بسوہ باغ کھنڈرات عالمگیر میں ہے۔ جو مامن گیری کے قریب ہے۔ یہ حضرت سید محمود قادری مذکور نے وہاں کے پٹواری (تلاٹی) ینکیا نامی سے حاصل کی تھی۔

حضرت سید محمود قادری موصوف سنہ ۱۱۰۸ھ میں بیدر تشریف لیگئے تھے

اس زمانے میں وہاں کے مشائخین، قاضی، دیوان، مدرس اور روضہ مذکور کے خادم اور زمین داروں کے ناموں کی تفصیلی کیفیت تحریر کرلائے آپ نے لکھا ہے کہ آپ نے ان حضرات سے خود ملاقات کی ہے۔

مشائخین میں سے حسن میاں اور پیر پاشاہ اور بندگی صاحب قاضی شرع شریعت پناہ میر محمد ہاشم خاں اور مولوی محمد حسین مدرس اور حاکم محمد نواز خاں نائب دیوان بادشاہی صوبہ محمد آباد بیدر پرگنہ حویلی اور دیوان خانگی ملہار پنڈت روضہ منورہ سید شمس بہاء الدین عارف کے خادم کا نام ابو محمد ولد شیخ محمد تھا۔

زمینداروں میں سے ان حضرات سے ملاقات ہوئی تھی وہ سر دیشمکھ اتابائی۔ دیشمکھ سری نواس، گوبند راؤ دیشمکھ، دیشپانڈیہ جیناد دھن اللہ شام راؤ۔

سنہ ۱۱۲۴ھ میں میرے چوتھے سر کے دادا سید عبد القادر قادری عرف قادر پادشاہ قدس سرہٗ کے حقیقی تایا زاد بھائی سید مرتضیٰ قادری عرف دستگیر پادشاہ قدس سرہٗ بھی بیدر گئے تھے ان کے سفرنامے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سید شمس بہاء الدین عارف کا روضہ شہر بیدر کے باہر تلگھاٹ دروازہ کے قریب خونداریصاحب نامی ولی کے پشتہ سے متصل ہے پورہ رتن گیری ویران ہے۔ روضہ کے تحت ۲۵ بیگہ انعامی زمین ہے۔ اسی پورہ کے قریب پورہ عالمگیری ہے اس میں آٹھ بیگہ زمین خدمتی روضہ ہے۔ پورہ عالمگیری کے مغرب میں پورہ مامن گیری ہے

اس پوردہ میں بھی آٹھ بیگہ زمین انعامی مشروط الخدمت روضہ منورہ ہے
اسی پوردہ میں ایک باولی ہے جس کا نام کھنڈ باولی ہے۔ بسوہ آدھا بیگہ
زمین کو کہتے ہیں۔ سید شمس الدین عارف کا مزار گچی کے چبوترے پر ہے
اور چبوترہ کے سرہانے املی کا درخت ہے چو کھنڈی کو مجاوروں نے توڑ دیا
ہے۔ آپ کے مرقد کے پائین میں عام لوگوں کو دفن کیا گیا ہے۔ اُس وقت
وہاں کا مجاور کریم الدین نامی تھا اُس نے اُن تمام زمینات کو غلام مرتضیٰ کے
قبضہ میں دیکر اس زمینات کا محصول مبلغ اسّی روپیہ اپنے خرچ کیلئے لیتا ہے
اور زمینات مذکور پر ننگپا مقدم رتن گیری کاشت کرتا ہے اور مقدم
مذکور کا مکان میر گنج میں ہے جو روضہ منورہ سید شمس بہاء الدین عارف
قدس سرہٗ کے قریب ہے۔

آپ کے عرس کا معمول محرم کی دس تاریخ ہے۔ ننگپا مقدم جو سیّد محمود
قادری قدس سرہٗ سے ۱۲۱۰ھ میں ملا تھا اور تمام زمینات کی تفصیل لکھ
دی تھی اُس کا پوتا ننگپا نامی۔ سیّد مرتضیٰ قادری عرف دستگیر پاشاہ قدس سرہٗ
سے ملا تھا اور تمام واقعات بے کم و کاست بیان کیا تھا اور اپنے دادا
سے سیّد محمود قادری کی ملاقات کا ذکر بھی کیا تھا۔ ننگپا کی عمر اُس وقت
قریب نوّد برس کی تھی۔ اس وقت خانقاہ سیّد محمد صاحب کے سجادہ نشین
حسن میاں صاحب کے فرزند تھے اُسی سن ۱۲۳۰ھ میں شاہ خلیل اللہ صاحب
کرمانی بت شکن کی درگاہ کے سجادہ نشین سیّد ہاشم صاحب نامی تھے
ان حضرات سے سیّد مرتضیٰ قادری عرف دستگیر بادشاہ قدس سرہٗ نے

ملاقات کی تھی اور حسن میاں صاحب کے فرزند جو خانقاہ شاہ محمد تھا
کے سجادہ نشین تھے انھوں نے سید مرتضیٰ قادری عرف دستگیر بادشاہ
صاحب کو جبہ مبارک کی زیارت کروائی تھی۔

سیّد یونس قدس سرہٗ حضرت سیّد شمس بہاء الدین عارف باللہ کے
والد سیّد یونس ثانی قادری ہیں موصوف
اپنے وقت کے ولی کامل و مربی واصل تھے۔ اپنے والد سید عبد الرحمٰن اشرف
جہانگیر سے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ آپ کا وصال گلبرگہ شریف میں ہوا۔
آپ کا مرقد اندرون قلعہ گلبرگہ قلعہ دار قدیم کی حویلی کے قریب واقع ہے۔

سیّد عبد الرحمٰن اشرف جہانگیر سیّد یونس ثانی کے والد سیّد عبد الرحمٰن اشرف
جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ بھی عارف کامل اور
شیخ محقق تھے۔ کمالات صوری اور فضائل معنوی کو اپنے والد بزرگوار سے
حاصل کیا اور خرقۂ خلافت بھی۔ آپ صاحبِ فتوت اور بامروت تھے
مکارم اخلاق حسن خلق و ملیح الہیت اور جمیل الصفات سے تھے آپ نے
اپنی زندگی میں کسی کو اپنے ہاتھ پیر سے کسی کو پشت یا شکم پر نہیں مارا
آپ کی عادتیں سوائے خیر کے اور کچھ نہ تھیں۔

آپ میں زمین کے جیسا تحمل آسمان کے مانند شفقت بارش کے
جیسی سخاوت تھی آپ کی وجاہت و بزرگی لوگوں میں مشہور تھی۔ آپ کی
قدر و منزلت اپنے دور کے لوگوں میں مانی ہوئی تھی آپ سے بے حد
کرامات بھی ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ کوئی کام کرنا چاہتے تو قبرستان میں

جاتے اور قبروں کی جانب اشارا کرتے کہ اس مہم کے لئے کیا کروں تو اہل قبور آپ کو جواب شافی دیتے تو اس کام کو انجام تک پہنچاتے۔ آپ کی وفات ۲۲ ماہ ذیقعدہ ـــــ کو ہوئی۔ بعض آپ کا مزار گلبرگہ میں اندرون قلعہ کی جامع مسجد کے مشرقی جانب دیوار سے متصل بتاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ مزار پر شملہ نما سائبان ہے۔ بعض مورخین نے آپ کا نام سید احمد خلیفۃ الرحمن عرف عبدالرحمن اشرف جہاں گیر لکھا ہے اور بتایا ہے کہ آپ کا روضۂ پر انوار فیروزآباد میں مشہور و زیارت گاہ خلائق ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک جگہ امانتاً سونپے گئے ہوں اور بعد میں دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا ہو۔ بہرحال آپ ہی سید احمد خلیفۃ الرحمن الملقب عبدالرحمن اشرف جہاں گیر ہیں۔

مشہور ہے کہ آپ نے اپنی زندگی ہی میں فیروزآباد کا گنبد تعمیر کروایا تھا جس کی شکل برزخ انسانی کی ہے۔

آپ کے انتقال کے وقت سلطنت میں جنگ جاری تھی اس لئے جنت کو گلبرگہ سے فیروزآباد لیجانا مشکل تھا اس لئے امانتاً مسجد کے روبرو مسجد کی شرقی دیوار سے متصل سونپا گیا اور جب جنگ ختم ہوئی اور آمد و رفت کے ذرائع کھل گئے تو اس جگہ سے نعش مبارک کو نکال کر فیروزآباد منتقل کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کی نعش مبارک کو نکالا گیا تو آپ کے لب مبارک ہل رہے تھے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر جاری تھا اور خوشبو سے ساری فضا مہک گئی تھی۔

حضرت سید عبدالرحمن اشرف جہاں گیر الملقب **سید یونس شرف جہاں**

خلیفۃ الرحمن، سید احمد قدس سرہ کے والد بزرگوار حضرت سید یونس شرف جہاں قادری ہیں۔ آپ بھی ولی اللہ عارف باللہ عالم و فاضل عامل و کامل اور اہل دل سے تھے۔ آپ نجف میں تولد ہوئے حدیثوں کو علمائے نجف اور صحاح کے محدثوں سے حاصل کیا اپنے والد سید یوسف حاجی الحرمین الملقب رکن الدین تولہ قدس سرہ کے ساتھ ہندوستان آئے اور گلبرگہ شریف میں قیام فرما ہوئے۔ والد بزرگوار سے خلافت حاصل کی اور والد سے اجازت لیکر نجف اشرف چلے گئے وہاں اپنے دادا سید احسن الدین قادری کی مسند ارشاد پر بیٹھ کر علم شخیت کو بلند کیا اور وہاں سے موضع حما شریف تشریف لائے اور خلق خدا کی ہدایت و رہنمائی میں مشغول ہو گئے بہت ساری مخلوق خدا آپ کی جانب رجوع ہو گئی جب والد بزرگوار کی شہادت کی خبر سنی تو ماہ سے ہندوستان چلے آئے نو مسلم سردار جو حضرت سید یوسف حاجی الحرمین الملقب رکن الدین تولہ کے ہاتھ پر ایمان لا کر مسلمان ہوا تھا استقبال کر کے آپ کو اندرون قلعہ لا کر ٹھیرایا اور اپنے قدیم بت خانہ کو جس کو مسلمان ہونے کے بعد مسجد و خانقاہ میں تبدیل کر دیا تھا ٹھیرایا اس سردار کی ایک بیٹی مادر زاد اندھی تھی۔ آپ نے اس کی آنکھوں پہ اپنا لعاب دہن لگایا۔ بحکم قادر توانا اس لڑکی کی آنکھیں روشن ہو گئیں آپ کا انتقال گلبرگہ ہی میں ہوا۔ مزار آپ کا شہر گلبرگہ میں اندرون قلعہ متصل جامع مسجد شمالی ٹیلہ پر ہے۔ مزار کے اطراف چوکھنڈی بنی ہوئی ہے۔

مورثِ اعلیٰ

تذکرہ سبعہ قادریہ اوّل و جدِّ پشتی معشوقِ الٰہی

حضرت سید یوسف حاجی الحرمین قادری قدس اللہ سرہ

آپ کا لقب رکن الدین تولہ ہے۔ آپ بقول صاحب تاریخ اقطاب دکن ناصرالدین محمود التمش کے دو صوبہ داری میں بہرائچ تشریف لائے ناصرالدین محمود آپ کا معتقد تھا آپ نے اس کو بادشاہت کی بشارت دی اس کے دوسرے ہی دن دہلی سے امرائے سلطانی کا خط اس کے نام آیا کہ فوراً دہلی آجائیں تاکہ بادشاہ بنا دیئے جائیں۔ صوبہ دار مذکور آپ کے پاس آکر اجازت مانگا۔ آپ نے اس کو ایک شمشیر اور ایک کلاہ عنایت فرمائی اور دہلی جانے کی اجازت دی۔ ناصرالدین محمود حسب ارشاد یوسفی دہلی جاکر اپنے باپ کے تخت سفید پر جلوس فرماکر بادشاہِ ہند بنا۔

آپ اس کے بعد بہرائچ کوچ فرماکر دکن کی جانب تشریف لائے اور گلبرگہ کو اپنا مستقر بنایا یہاں ابھی اسلامی چراغ روشن نہ ہوا تھا دیوگدھ کے راجہ کی جانب سے گلبرگہ پر ایک سردار متعین تھا۔ آپ گلبرگہ کے مغرب میں ایک ٹیلے پر معہ اپنے معتقدین کے فروکش ہوگئے۔ ایک دن باجے اور دماموں کی آوازیں آنے لگیں آپ نے اپنے ایک مرید یقول کسے اپنے بڑے فرزند سید یونس شرف جہاں کو خبر لانے کیلئے بھیجا انھوں نے واپس آکر عرض کی کہ یہاں کے سردار کا اکلوتا ایک بیٹا مرگیا ہے۔ اس کو جلانے کیلئے مرگھٹ لیجارہے ہیں اہل ہنود کا دستور ہے کہ مردے کو لیجاتے وقت باجا بجاتے ہوئے لیجاتے ہیں آپ نے اس سردار کو کہلا بھیجا کہ اس سے کہو کہ اگر اس کا مردہ بیٹا زندہ ہوجائے تو مسلمان ہو جائیں گے؟ آپ کے فرزند یا بقول کسے آپ کے عقیدت مند نے جاکر یہ مژدہ زندگی پہنچایا سردار کی عورت راضی ہوگئی۔ سردار اور اس کے فوجیوں نے بھی ہامی بھردی۔ آپ نے ٹیلہ سے نیچے آکر فرمایا۔ قم باذن اللہ اسی وقت نعش میں جنبش ہوئی اور جان آگئی وہ اٹھ بیٹھا بس اسی وقت سردار اور اس کی بیوی معہ فوج کے ایمان لائے اور اپنے عبادت خانے کو آپ کی نذر کیا۔ آپ نے اس بت خانے کو خانقاہ میں منتقل کردیا اور اپنے بڑے فرزند سید یونس شرف جہاں کو اندرون قلعہ خانقاہ کی حفاظت و نگہداشت کیلئے چھوڑ کر خود اسی ٹیلۂ غربی پر آکر فروکش ہوگئے۔ صاحب اقطاب دکن نے لکھا ہے کہ سردار کے مسلمان ہونے کی اطلاع جب دیوگدھ کے راجہ کو ہوئی تو اس نے گلبرگہ پر حملہ کروا دیا۔ سردار مذکور نے مردانگی کے ساتھ فوج کفار کا مقابلہ کیا اور آخرکار دشمن شکست کھاکر فرار ہوگیا جب جاتے ہوئے افواج کفار کا گذر آپ کے ٹیلے پر سے ہوا آپ کو سنسان پاکر برسر پرخاش ہوئے آپ نے بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مردانہ وار مقابلہ کیا آخرکار لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ یہ خبر جب سردار مذکور کو ہوئی تو وہ معہ افواج کے آگیا لیکن مخالف

فزار ہو چکے تھے اس لئے آپ کو اسی ٹیلہ پر دفن کیا گیا۔ آج یہ روضہ رکن الدین تولہ
کی درگاہ کے نام سے مشہور ہے نقل ہے کہ ایک برہمن جس کا نام ریچہ ناتھ
تھا کاشی کی زیارت کو ہوا میں پرواز کرکے جارہا تھا۔ آپ کی نظر اس پر
پڑی آپ نے اشارا کیا ساتھ ہی برہمن کی طاقت پرواز ختم ہوگئی اور وہ
نیچے آرہا آپ نے دریافت کیا کہ ہوا میں اُڑ کر کہاں جارہے تھے۔ اس نے
کہا کہ کاشی کی زیارت کو جارہا تھا۔ آپ نے اسی وقت اس کو اسی مقام
پر کاشی کی زیارت کروائی وہ برہمن مسلمان ہوکر آپ کے ساتھ رہنے لگا
اور معرکہ کفار میں شہید ہوا۔ اسی ٹیلہ پر آپ کے مرقد کے بازو ہی دفن ہے
زائرین بوجہ پاس برہمن مذکور گوشت کھا کر حضرت سید یوسف حاجی الحرمین المعروف
رکن الدین تولہ کی زیارت نہیں کرتے نہا دھو کر زیارت کرتے ہیں اور نیاز بھی
گوشت کی نہیں کرتے ہیں۔ صرف میٹھے پر فاتحہ دلواتے ہیں منت مراد بھی میٹھے
ہی کی مانگتے ہیں۔ آپ کے تولہ کہلانے کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ آپ جس
وقت ہندوستان میں داخل ہوئے تو تولچہ نامی مقام پر کئی روز رہے آپ
تولیچہ کا تلفظ تولہ کہا کرتے تھے اس لئے آپ کو لوگ تولہ صاحب کہنے لگے۔

بعض تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ آپ کس زمانے میں گلبرگہ آئے۔ اس کا
پتہ نہیں چلتا جس وقت حضرت خواجہ بندہ نواز گلبرگہ تشریف لائے تھے۔
آپ سے ملے تھے اور اس وقت سے آپ کا لقب تولہ مقرر ہوا۔ یہ روایت
غلط ہے۔

صاحب اقطاب دکن اور سید حسن شاعر دکنی اور دیگر تذکرہ نویسوں نے

آپ کی آمد علاء الدین خلجی کے وزیر ملک کافور کے دکن پر پہلے حملے سے
قبل بتلائی ہے۔ آپ نے یہاں آکر اسلام کا چراغ روشن کیا۔ جب
آپ شہید ہوگئے تو آپ کے صاحبزادگان حضرت سید یونس شرف جہاں
اور سید شرف الدین شرف جہاں اور سید سیف الدین حاجی الحرمین نے
معہ اپنے بچے بچے ساتھیوں کے دہلی پہنچ کر ظلم کفار کی داستان سلطان
علاء الدین خلجی کو سنائی ان مظالم کی اطلاع پاکر سلطان نے ملک کافور کو
دکن پر حملے کرنے کی اجازت دی۔ اسی کتاب میں منقول ہے کہ سلطان علاء الدین خلجی
ایک روز محل خاص میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سبز پرندہ روشندان پر آ بیٹھا
اور بزبان حال کہنے لگا کہ اے سلطان دکن میں گلبرگہ نامی مقام پر کافروں نے
ایک سادات کا خون ناحق کیا ہے اور وہاں کے مسلمان کافروں میں گھرے
ہوئے ہیں جلد ان کی خبر لے۔ یہ کہکر پرندہ اڑ گیا اور دوسرے ہی روز آپ کے
ہر سہ فرزندان دربار سلطانی میں حاضر ہوکر اپنی روئداد اور واقع شہادت
والد بزرگوار اور دیگر مسلمانوں کی سنائی پس سلطان علاء الدین خلجی نے
ملک کافور کو ظالموں کے استیصال کے لئے فوج جرار دیکر بھیجا ملک کافور نے
ملک دکن کا علاقہ فتح کرکے علائی قلمرو میں داخل کرلیا۔ اس کی فوج میں بڑے
بڑے اولیاء روحانی پیشوا اور علماء بھی شریک تھے جن میں حاجی سیف ملک حیدر
حاجی رومی حاجی دولت تگی تکو وہ بھی ساتھ تھے اور حافظ حسام الدین لوہنہ
بھی لشکر علائی کے ہمراہ رکاب تھے۔

بعض مورخوں نے یونس شرف جہاں کا مزار مسجد اندرون قلعہ کے

شمال میں ٹیلہ پر چوکھنڈی میں بتلایا ہے اور لکھا ہے کہ سیدنا یوسف حاجی
الحرمین المعروف رکن الدین تولہ کا مزار اسی ٹیلہ پر ہے اور سید یونس
شرف جہاں کے بیٹے حافظ مولانا سید محمد عبد الرحمن اشرف جہانگیر کا مزار
مسجد اندرون قلعہ کے شرق میں دیوار مسجد سے لگ کر واقع ہے اور مزار پر
شملہ نما سایہ بنایا گیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ سید عبد الصمد اشرف جہاں گیر
قدس سرہ نے اپنے حین حیات فیروز آباد میں برزخ انسانی کی شکل پر ایک
گنبد اپنے لئے تعمیر کروایا تھا حکومت وقت کے زمانے میں دشمن حملہ آور
ہوا تھا۔ ایسے وقت پر آپ کا انتقال اندرون قلعہ گلبرگہ میں ہوا اس لئے
امانتاً آپ کو قلعہ کی شرقی دیوار سے لگ کر دفن کیا گیا جب جنگ کے
شعلے فرو ہوئے تو آپ کے جسد مبارک کو نکالکر فیروز آباد کے گنبد میں
لیجاکر دفن کیا گیا اور جائے مرقد امانت پر جو خالی ہے۔ تبرک کے طور پر
قبر بناکر شملہ نما سایہ بنایا گیا ہے۔

سید یوسف حاجی الحرمین المعروف رکن الدین تولہ کے منجھلے صاحبزادے
سید شرف الدین شرف جہاں کا مزار روضۂ شیخ کے راستہ پر واقع ہے اور
تیسرے فرزند سید سیف الدین حاجی الحرمین کا مزار کالے شیخ صاحب کے
گھر کے پیچھے شاہ بازار کی مسجد کے عقب میں ایک خالی کی مسجد کے سامنے
چبوترہ پر سنگ سیاہ کا مزار ہے اور ایک قبر آپ کے مرید کی ہے وہ
سنگ خارا کی ہے مگر سید یونس شرف جہاں کے دو فرزند تھے ایک سید احمد
خلیفۃ الرحمن یا سید عبد الرحمن اشرف جہاں گیر دوسرے مولانا محمود۔[1]

[1] از تاریخ انتخاب دکن و رسالہ دکنی سید حسن اور دیگر تذکرے

حضرت سید احمد خلیفۃ الرحمن الموسوم بہ سید عبد الرحمن اشرف جہاں گیر قادری
قدس سرہ کو ایک فرزند سید یونس ثانی قادری عرف الفقراء صاحب تھے جن کا
مزار اندرون قلعہ لکّے صاحب کے نام سے مشہور ہے اور آپکا چلّہ قلعہ پر
واقع ہے۔

نسب نامہ نسب نامہ حضرت سید یوسف حاجی الحرمین المعروف رکن الدین
تولہ[1] گلبرگہ قدس سرہ سید رکن الدین ابو یوسف حاجی الحرمین
المعروف رکن الدین تولہ ابن سید احسن الدین ابو زکریا یحیٰی قادری۔ ابن
سید محمد صفوا احمد قادری ابن حضرت سید ابی نصر محی الدین قادری ابن
حضرت سید عماد الدین ابو صالح نصر قادری ابن حضرت سید تاج الدین
عبد الرزاق قادری ابن حضرت سلطان الاولیا میراں محی الدین سیدنا
شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ۔

---

[1] حضرت سید رکن الدین تولہ قدس سرہ کے مرشد کا نام میاں خاکسار خلد آبادی
بتلائے ہیں جو سراسر غلط ہے۔ میاں خاکسار کا وصال ۱۱۰۰ھ کے بعد ہوا ہے۔

شجرۂ خاندانی

حضرت سید رکن الدین ابو یوسف حاجی الحرمین تولیحوی القادری

المعروف رکن الدین تولہ

سید شرف الدین شرف جہاں
فرزند دوم
مرقد آپ کا روضۂ شیخ کے
داستے پر واقع ہے اور قبر پر
سیاہ پتھر کا تعویذ ہے۔
لاولد

حافظ سید یونس شرف جہاں
مرقد آپ کا مسجد اندرون قلعہ کے
شمالی ٹیلے پر چاردیواری کے
اندر واقع ہے۔

سید عفیف الدین حاجی الحرمین
قبر آپ کی شاہ بازار کی مسجد
کے پیچھے کالے شیخ صاحب کے
گھر کے پیچھے ایک خانے کی مسجد
کے سامنے چبوترے پر واقع
اور قبر پر کالے پتھر کا تعویذ
بنایا گیا ہے اور آپ کے
قبر کے متصل ہی اور ایک
پتھر کی قبر ہے جو آپ کے
ایک مرید کی ہے۔
لاولد

حافظ مولانا سید محمود قادری
لاولد

حافظ مولانا سید احمد
خلیفۃ الرحمٰن عرف
سید عبدالرحمٰن اشرف
جہاں گیر قادری

قبر امانت اندرون قلعہ گلبرگہ کے شرقی دیوار سے
متصل ہے اور اصلی مزار فیروزآباد کی مشہور
برزخ خانقاہ میں ہے۔

↓

حضرت سید یونس ثانی قادری عرف لٹے پیر
اندرون قلعہ گلبرگہ قلعہ کی چھوٹی مسجد کے شرقی کونے میں چار دیواری کے اندر واقع ہے۔

↓

حضرت سید شمس بہاءالدین عارف باللہ قادری
مرقد آپ کا رتن گیری بیدر میں ہے۔

↓

↓

حضرت سید عبدالقادر یوسف ثانی۔
مرقد آپ کا بیدر میں بر ضلع بالوپے گگنبد میں ہے

↓

حضرت سید بدرالدین بدر عالم حبیب اللہ قادری
مرقد آپ کا بیدر میں کل بانس کالی مسجد کے قریب ہے

حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری
صاحب گنبدی بیجاپور

حضرت میراں سید شاہ مصطفیٰ قادری
عشق الٰہی صاحب روضہ بیجاپور

حضرت میراں سید شاہ قاسم قادری
المعروف قاسم اولیا
لاولد

↓
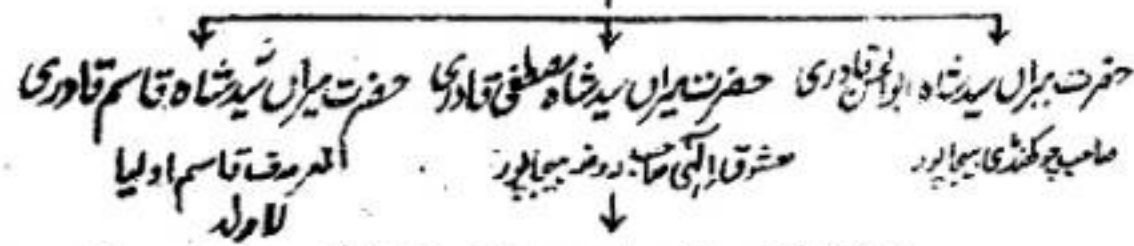
حضرت میراں سید شاہ عبدالقادر قادری قدس سرہٗ

↓

حضرت قطب عالم سید شمس الدین قادری گوگی شریف قدس سرہٗ

↓

حضرت میراں سید شاہ مرتضیٰ قادری بیجاپوری قدس سرہٗ

↓

حضرت میراں سید شاہ محمود قادری صاحب سجادہ

↓

حضرت میراں سید شاہ محی الدین قادری صاحب سجادہ

↓

حضرت میراں سید شاہ عبدالقادر قادری
عرف قادر بادشاہ صاحب سجادہ

↓

حضرت میراں سید شاہ عبدالرزاق قادری
عرف جیلانی بادشاہ قدس سرہٗ

↓

حضرت میراں سید شاہ محمود قادری
عرف صمدانی بادشاہ قدس سرہٗ صاحب سجادہ

↓

شجرہ خلفائیہ میں حاشیہ پر لکھا ہے کہ مرقد حضرت سید رکن الدین ابو یوسف حاجی الحرمین تولیچری القادری قدس سرہٗ اندرون قلعہ گلبرگہ بجانب شمالی مسجد قلعہ بر ٹیلہ واقع است و گرد مزار شریف دائرہ چپہ کھنڈی بنا کردہ اند بمقام غرب گلبرگہ بر ٹیلہ بنام سید رکن الدین تولہ مشہور است آن مرقد مرقد چلہ آن حضرت است قبر اہل ایشاں در اندرون قلعہ کہ مذکور شد واقع ہست بر بازو مقبرہ چلہ آن حضرت کہ بر جانب غرب گلبرگہ بر ٹیلہ است جانب شرق مرقد سردار مسمی لالا کہ ایمان آوردہ مسلمان شدہ است واقع است رحمۃ اللہ علیہم اجمعین حضرت ایشان از قدیم سبعہ قادریہ اند بعدا زمرور ایام دیگر اختران قادریہ وارد ملک دکن گردیدند غرض این کہ مرقد چلہ حضرت معشوق الٰہی بیجاپوری خواہ بر ٹیلہ غربی گلبرگہ باشد یا در اندرون قلعہ متصل سمت قلعہ باشد چلہ آن حضرت معشوق منقبت است خواہ شہرت بہ رکن الدین تولہ خواہ یوسف حاجی الحرمین باشد اسم ہمیں یک بزرگوار است

دریں گنجائش شک و شبہ نیست

اگر کسے ایں بزرگوار قادری را بیجا ہم دو بیند او خدا را دو بیند و رسول را دو داند نعوذ باللہ۔ چراکہ مرقد شیخ سراج جنیدی در گلبرگہ در روضہ شیخ است و چلہ حضرت ایشان در موضع کراچی بمقام گڈہ مشہور است بعض حضرات این بزرگوار را جدہ تصور میکنند۔ حالانکہ شخص معین یکے اند حضرت شیخ ہجرت گزیدہ از کراچی بہ گلبرگہ آمدند و دریں جا سکونت اختیار کردہ بہ رحمت حق پیوستند نام آن حضرت ہم بہ شیخ رکن الدین محمد سراج است

از ایں بہت بعضے شیخ رکن الدین را فرزند شیخ سراج نوشتہ اند ایں برکم بے دلیل ہست۔ نیز بعضے شجرات خاندان یوسفی نوشتہ است کہ [illegible] قلعہ متصل مسجد جانب شمال بر شیلہ در چہار دیواری۔ مرقد فرزند سید رکن الدین ابو یوسف حاجی الحرمین المسمی سید یونس شرف جہاں قادری [illegible] است و مرقد فرزند سید یونس شرف جہاں بہ اسم سید عبدالرحمن اشرف جہاں [illegible] متصل دیوار شرقی مسجد اندرون قلعہ گلبرگہ بر قبرش شملہ سایہ دار [illegible] است و گرد مقبرہ چہار دیواری [illegible] است۔

سید احسن الدین الملقب سیف الدین ابوذکریا یحییٰ

حضرت سید یوسف حاجی الحرمین الملقب رکن الدین تواں کے والد کا نام سید احسن الدین لقب سیف الدین ابو ذکریا یحییٰ تھا۔ آپ نجف اشرف میں چند سال تک مفتی کے عہدہ پر فائز تھے جائے ولادت آپ کی بغداد ہے مفتی کے عہدہ سے استعفا دیکر موضع حماہ جو بغداد سے ساتویں منزل پر ہے تشریف لاکر مقیم ہو گئے۔ آپ کے حماہ پہنچنے سے وہاں کے لوگوں کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اور ساکنان حماہ نے آپ کی ذات سے فیوضات و برکات حاصل کئے۔ مشہور مورخ شیخ زین الدین وردی نے اپنی تاریخ کے آخری حصہ میں آپ کی مدح و ثنا کی ہے اور دوسرا مورخ امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی ہے جس نے اپنی کتاب درۃ الکامل میں آپکی تعریف کی ہے۔ کہتا ہے کہ آپ نے قرآن کو دمشق میں حفظ کیا علم فقہ بھی

دمشق میں حاصل کیا۔ فخر علی بن بخار سے حدیث کی سند حاصل کی۔ بغداد اور اس کی پہاڑیوں میں اکثر اہل حدیث چھپے ہوئے رہتے تھے ان سے علم حدیثوں کو سنا اور یاد کیا۔ آگے چلکر لکھتا ہے کہ آپ علم صلاح و سخاوت میں مشہور تھے آپ کی سخاوت اور جود و حشمت و احسان کے تذکرے مشہور تھے۔ غربا و مساکین و یتیمی و اقربا کو سونا اور چاندی سے نوازتے تھے۔ اعتقاد رکھنے والے جو بھی نذر و نیاز آپ کے پاس لاتے آپ وہ تمام غریبوں مسکینوں یتیموں اور اقربا میں تقسیم کر دیتے اور آپ معہ خاندان کے توکل پر بسر اوقات کرتے۔ آپ کے خاندان کے تمام لوگ صلاحیت الاسلام والمسلمین میں مشہور تھے جو کوئی آپ کے خاندان کے کسی بھی فرد سے ملتا تو ان کی زبان سے سوائے نصیحت و پند دنیوی دوسری کوئی بات سننے نہیں پاتا۔ آپ قاضی بارزی رحمۃ اللہ علیہ سے جو اس وقت حماہ کے مسند شریعت پر متمکن تھے۔ ان سے بھی سند حاصل کی۔ شہریار بن ناصر الدین دمشقی کہتا ہے کہ سیدنا احسن الدین الملقب سیف الدین ابوذکریا یحییٰ نے اپنے آخری ایام میں وصیت کی تھی کہ مجھے قاضی بارزی کی قبر میں دفن کرنا حسب وصیت مریدان آں حضرت نے آپکو قاضی بارزی کی قبر ہی میں دفن کیا۔ آج تک باب الناعورہ حماہ میں مشہور ہے۔ باب الناعورہ سے مراد یہی ہے۔

۱؎ بعض انساب کے تذکروں میں آپ کا مزار نجف میں ہے لکھا ہے آپ نجف کے مفتی تھے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی دولت سے بھی نوازا تھا آپ کو چار فرزند ارجمند تھے اول سید یوسف حاجی الحرمین المعروف رکن الدین اور دوم سید محمد بغدادی سوم سید بہار الدین نجفی چہارم سید شمس الدین محمد ثانی تھے پہلے بڑے فرزند کی اولاد سے تو حضرت معشوق الہٰی صاحب تذکرہ ہذا اور ان کے برادران ہیں اور حضرت سید محمد بغدادی فرزند دوم کی اولاد سے حضرت سید عبدالقادر گنج سوائی اور حضرت سید اسمٰعیل قادری نیلوری ہیں تیسرے صاحب زادے سید بہار الدین نجفی کی اولاد سے حضرت شاہ عبداللطیف لاابالی ساکن کرنول اور سید یٰسین غریب النواز باشندہ نذربار اور سید محمد مقیم حکم الدین ملک پنجاب میں اور سید اسحاق قادری ساکن جنیر متصل پونہ اور عظمت اللہ قادری ساکن اللہ اور حضرت قادر بادشاہ بن سید مرتضیٰ قادری بن سید شاہ مومن قادری ساکن کیسرمٹر وہیں اور شاہ عبدالرزاق قادری کے ماموں سید احمد قادری وغیرہ آپ کی اولاد سے ہیں۔

سید ظہیر الدین ابی سعود محمد صفوا احمد الملقب بہ ظہور احمد قدس سرہ۔

آپ حضرت سید احسن الدین الملقب سیف الدین ابوذکریا یحییٰ کے والد ماجد ہیں آپ کا مولد اور مسکن بغداد تھا آپ فصاحت اور بلاغت کلام میں مشہور تھے فصحا و بلغاء زمانہ اور فضلائے وقت کو آپ نصیحت و پند دیتے تھے اپنے جد بزرگوار کے مدرسہ باب الازج میں تبلیغی خطبے دیتے اور جمعہ کو آپ وعظ فرماتے تھے

آپ نے تمام علوم ظاہری و باطنی اپنے والد سید ابی نصر محی الدین قادری سے حاصل کیے اور خرقہ خلافت بھی۔ آپ کا لقب شہاب الدین احمد تھا آپ کا وصال ۲۲ ربیع الاول ۶۵۶ھ منگل کے روز بوجہ شہادت ہوا۔ بعض آپ کی وفات دس ماہ محرم ۶۵۶ھ بتاتے ہیں اور مرقد مبارک کے بارے میں بعض کا بیان ہے کہ شام میں ہے اور بعض یمن میں ہونا بیان کرتے ہیں۔

سید ابی نصر محی الدین الملقب ابو نصر شمس الدین محمد عبداللہ المشہور شہاب الدین ابو محمد احمد قدس سرہ یا ابو نصر محمد

آپ سید ظہیر الدین ابی سعود محمد صفوا احمد الملقب ظہور احمد کے والد بزرگوار ہیں آپ اپنے پڑدادا حضرت غوث الاعظم کے ہم شکل تھے غوث الاعظم کے زمانے میں جو حضرات تھے اور ان کو نزدیک سے دیکھا کرتے تھے وہی حضرات آپ میں غوث الاعظم کی شکل دیکھتے تھے آپ مرید و خلیفہ اپنے والد ماجد کے ہی تھے اور چچا ابو موسیٰ یحییٰ سے علم ظاہر و باطن حاصل کیا۔ آپ ملک عراق کے مفتی تھے آپ جس پر بھی خفا ہو کر کچھ کہہ دیتے تو آپ کی خفگی اس کیلئے باعث رحمت بن جاتی اگر آپ کو غصہ دلا کر سخت و سست سننے کے متمنی رہتے وفات آپ کی بارہ شوال المکرم ۶۵۵ھ کو بغداد میں ہوئی مزار آپ کا اپنے پڑدادا غوث الاعظم کے بازو میں آپ کے مدرسہ ہی میں واقع ہے۔ آپ کی وفات کے وقت تتار خاں بن چنگیز خاں ہلاکو کا آخری دور تھا

بعض آپ کی تدفین شام میں بتلاتے ہیں مگر صحیح پہلا قول ہی ہے۔

سید عماد الدین ابو صالح نصر قادری قدس سرہٗ

آپ سید ابی نصر محی الدین الملقب ابو نصر الدین محمد عبد اللہ المشہور شہاب الدین ابو احمد کے والد ماجد ہیں۔ آپ کی پیدائش ۲۴ ربیع الثانی ۵۶۲ھ جمعرات کی رات کو بغداد میں ہوئی آپ کی والدہ کا نام تاج النسا بنت فضائل بن علی تکریتی ہے آپ خلیفہ ظاہر بامر اللہ کے دور میں مدینہ منورہ کے قاضی رہے اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مستنصر باللہ خلیفہ بنا تو آپ نے قضاوت سے استعفا دے دیا یعنی ۶۲۲ھ کو قاضی بنکر مدینہ گئے اور ۶۲۳ھ کو مستعفی ہو گئے آپ کی وفات بغداد میں بقولے یکم شوال ۶۲۳ھ کو ہوئی مادہ تاریخ "محو اسرار حق" ہے۔ مزار آپ کا بغداد میں باب الحرب کی جانب واقع ہے۔

صاحب لطائف قادریہ کا بیان ہے کہ آپ کی ولادت شنبہ کی رات ۲۴ ماہ ربیع الثانی ۵۶۲ھ کو ہوئی اور وفات شوال کی چھٹی تاریخ ۶۲۳ھ کو یہ خلیفہ مستنصر باللہ کا دور تھا۔ مزار آپ کا وہیں ہے دوسری روایت میں آپ کی پیدائش ۷ رمضان ۵۵۹ھ کو ہوئی اور وفات ۲۷ رجب ۶۲۳ھ کو اور مرقد بغداد میں ہے۔

سید تاج الدین عبد الرزاق قادری رضی اللہ عنہ

آپ سید عماد الدین ابو صالح نصر کے والد بزرگوار اور غوث الاعظم کے بیٹوں یعنی فرزند جگر بند ہیں۔ آپ ۵۲۸ھ میں پیدا ہوئے

اور وفات ۶ شوال ۶۲۳ھ کو ہوئی آپ اپنے والد ماجد حضرت غوث الاعظم رحمۃ سے قریب ہی دفن ہوئے۔ آپ کے احوال و واقعات و کرامات بے حد و حصیر ہیں۔

حضرت غوث الثقلین میراں محی الدین سلطان الاولیا سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید تاج الدین عبد الرزاق قادری کے والد و مرشد ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۱ ربیع الثانی ۴۷۱ھ کو بمقام جیلان ہوئی۔
بعض مورخین یکم رمضان ۴۷۰ھ لکھتے ہیں۔ آپ کے والد کا نام سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست اور ماں کا نام امۃ الجبار فاطمہ ہے۔

آپ باپ کی طرف سے حسنی اور ماں کی جانب سے حسینی ہیں۔

آپ کے حالات و کرامات و محاسن بے حد اور ان گنت ہیں اس مختصر سے رسالے میں ان تمام کی سمائی ہو نہیں سکتی اگر آپ کے حالات کو تفصیل سے پڑھنا چاہیں آپ کی سیرت میں سینکڑوں کتابیں مل جائینگی۔ آپ کا پدری نسب نامہ یوں مرقوم ہے

حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

ابن سید ابو صالح

موسیٰ جنگی دوست ابن سید ابی یحییٰ امام عبد اللہ الجیلی الحسینی ابن امام ابی النجم سید یحییٰ زاہد حسنی رضی اللہ عنہ ابن امام ابی احمد سید محمد حسینی

ابن امام ابی عبدالرحمٰن سیّد داؤد الامیر حسنی ابن امام ابی الفیض سید موسیٰ حسینی ابن امام ابی محمد سیّد عبداللہ حسینی ابن امام ابی القاسم سیّد موسیٰ بن حسنی ابن امام ابی الطاہر سیّد عبداللہ محض ابن امام ابی العون سیّدنا امام حسن مثنیٰ ابن امام الہمام سیّدنا ابی محمد امام حسن مجتبیٰ ابن امام سیدنا علی مرتضیٰ شیر خدا شوہر بی بی فاطمۃ الزہرا بنت احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبداللہ برادر ابو طالب سردار مکہ و پدر علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نسب نامہ مادری حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی والدہ ام الخیرات الجبار فاطمہ بنت ابی عطا سیّد عبداللہ صومعی ابن سید ابو جمال سیّد محمد ابن سیّد ابی محمود سیّد طاہر ابن ابی عطا سید عبداللہ ابن ابی کمال سیّد علی ابن ابی علاء الدین سید محمد ابن ابی الفضل سیّد علی العریضی ابن سیّدنا امام جعفر صادق ابن سیدنا امام محمد باقر ابن سیدنا امام زین العابدین ابن سید الشہدا حضرت امام حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ عنہ ابن سیدنا امام علی مرتضیٰ شیر خدا شوہر بی بی فاطمۃ الزہرا بنت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبداللہ برادر حضرت خواجہ ابو طالب سردار مکہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدالمناف ہے۔
کسی شاعر نے آپ کی ولادت اور وفات کو اس شعر میں ظاہر کیا ہے۔

عاشق و کامل تولّد
وصالش واقف زمعشوق الٰہی
۱۰۵۶ھ

آپ کی وفات بقول صاحب نثر الجواہر فی مناقب سیّد عبدالقادر شب شنبہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو ہوئی بعض تذکرہ نگار ۱۱ ربیع الثانی تاریخ وفات بیان کرتے ہیں مگر قول اوّل درست ہے کیونکہ بغداد میں آپ کا عرس ۱۷ ربیع الثانی ہی کو ہوتا ہے۔

حضرت معشوق الٰہی کے بچپن کے حالات
سیّد شاہ مصطفیٰ قادری کا بچپن

آپ کے پیدا ہونے کے گیارہ سال بعد آپ کے نانا حضرت مخدوم جی قدس سرہ کا وصال ہوا۔ تسمیہ خوانی کے بعد آپ کے اول شیخ حسین قادری نے اپنے مکتب میں قرآن خوانی کے لئے بٹھلایا کہتے ہیں کہ آپ بلا کے ذہین تھے ایک سال میں پورا قرآن حفظ کر لیا علم فقہ و احادیث اور دیگر علوم کو اپنے چچا زاد ماموں شیخ احمد قادری ابن شیخ بدرالدین ابن حضرت شیخ شمس الدین محمد ابوالفتح قادری قدس سرہ سے حاصل کیا اور دوسرے مشہور علماء و فضلا و کملا کی صحبتوں میں رہ کر برکات و فیوض حاصل کئے علم رشد و ہدایت کو اپنے والد حضرت میران سیّد بدرالدین بدر عالم حبیب اللہ قادری سے حاصل کیے اور مرید ہو کر خلافت کا خرقہ پہنا اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد اپنے بڑے بھائی حضرت میران سید شاہ ابوالحسن قادری کی خدمت میں رہ کر فیوضات باطنی و ظاہری حاصل کئے اور

شیخ الکامل پیر محمد لطف اللہ بن شیخ موسیٰ قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کئے شیخ عبدالقادر بن شیخ احمد صاحب معدن الجواہر سے بھی فائدہ کثیرہ حاصل کیا نقل ہے کہ آپ کے والد محترم حضرت سیّد بدرالدین بدر عالم حبیب اللہ قادری قدس سرہ آپ کو کسی وجہ سے مارنے کیلئے پکڑنے آئے آپ نے دوڑنا شروع کیا والد صاحب پیچھے اور آپ آگے دوڑتے محل مبارک کے کوٹھے پر چڑھے اور اس بلندی پر سے بوجہ خوف پدری نیچے چھلانگ لگادی اور پھر دوڑنے لگے آپ کے والد آپ کا یہ عالم دیکھ کر دم بخود رہ گئے اس وقت راستہ پر آپ کے آستانہ عالیہ کے قریب بہت سے لوگ بھی موجود تھے معشوق الہیٰ کے کوٹھے پر سے چھلانگ مار کر دوڑنے کی کیفیت کو تمام لوگوں نے دیکھا جب اس واقعہ کا چرچا ہوا تو شہر کا شہر آپکی قدم بوسی کیلئے در دولت پر جمع ہوا اور ہر ایک یہ کہتا تھا کہ بیشک آپ ولی مادر زاد ہیں اور اللہ کے معشوق ہیں۔

اس روز سے آپ کے والد اور بڑے بھائی اور شہر کے تمام لوگ آپ کا احترام و ادب حد سے بڑھکر کرنے لگے۔

نقل ہے کہ اس واقعہ کے بعد جب کہ آپ کی عمر نو یا دس سال کی تھی ایک عورت چار پانچ ماہ کے چھوٹے بچے کو گود میں لئے آپ کی والدہ سے ملنے کیلئے آئی آپ نے اس بچے کی انگلی پکڑی اور اس کو اٹھایا وہ بچہ آپ کی انگلی کو پکڑ کر چلنے لگا آپ نے بچے کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور استغفار اور درود یکے بعد دیگرے پڑھاتے گئے یہ دیکھ کر اس بچے کی ماں سہم کر دم بخود ہو گئی

آپ کی والدہ محترمہ بھی ساکت و صامت ہو رہیں۔ بچہ بس اسی عمر سے چلنے پھرنے لگا اور قوت گویائی پایا اور گیارہ سال کی عمر تک زندہ رہا۔

نقل ہے کہ آپ ابھی خورد سال تھے آپ کے والد کے ملاقاتیوں میں سے ایک صاحب حج کیلئے جانے لگے آپ نے ان سے کہا کہ ہم بھی حج کو آئینگے اور حج کے دن آپ سے مکہ معظمہ میں ملیں گے اس شخص نے آپ سے کہا کہ میاں ہم آپ کا انتظار کرینگے۔ الغرض جب حج کا زمانہ قریب آیا تو آپ نے مکتب سے گھر جاتے ہوئے اپنے ہم جماعت بچوں سے کہا کہ بھائی ہم کل مناسک حج میں شریک ہونے کیلئے مکہ جائینگے کہا تم لوگ بھی ہمارے ساتھ آؤگے ہم تم کو تماشہ دکھائینگے تمام بچے آپ کے ہمراہ شہر سے کچھ دور گئے آپ نے سب کو آنکھیں بند کرنے کیلئے کہا۔ سب نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر آپ نے آنکھیں کھولنے کیلئے فرمایا۔ بچوں نے آنکھیں کھولدیں تو کعبۃ اللہ کے پاس تھے اور وہ صاحب بھی وہیں کھڑے تھے جن سے آپ نے کعبۃ اللہ میں ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ کو معہ ہمراہی بچوں کے دیکھ کر صاحب موصوف تعجب میں رہے۔ حج ادا کرنے کے بعد آپ نے پھر تمام بچوں کو آنکھیں بند کرنے کیلئے فرمایا تمام کے تمام نے آنکھیں بند کیں۔ پھر فرمایا کہ آنکھیں کھولدو۔ جونہی آنکھیں کھولدیں خود کو بیدر میں پایا تمام بچوں نے حج بیت اللہ کو آپ کے ساتھ جانے کا واقعہ اور کعبۃ اللہ میں شخص موصوف سے ملنے کا ماجرا من و عن اپنے والدین سے کہدیا والدین کو تعجب ہوا جب کہ حاجی موصوف نے واپس آکر آپ کے اور تمام ہم مکتب بچوں کے کعبۃ اللہ شریف میں ملنے کی کیفیت

سنائی تو تمام لوگ تعجب کرنے لگے۔

نقل ہے کہ ایک روز ایک آدمی بحال پریشان راستہ سے گذر رہا تھا۔ جب آپ کو مکتب جاتے ہوئے دیکھا تو آپ کے قدوم مبارک پر سر رکھ کر عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ میں بہت غریب ہوں نان شبینہ کا محتاج ہوں۔ میرے بال بچے تین روز سے بھوکے ہیں میں بحال پریشان پھر رہا تھا کہ آپ کے قدوم نظر آئے میرے حال پر توجہ فرما کر معاشی تکلیف سے نجات دیں۔ آپ اس اجنبی کو وہیں ٹھہرا کر مکان واپس آئے اور ایک صحنک لیکر پھر اس اجنبی کے پاس گئے اور صحنک اس کو دیکر فرمایا کہ اے شخص یہ صحنک لے اور تیرا دل جو کھانا چاہتا ہے زبان سے بول۔ یہ صحنک تجھے وہی کھانا کھلائیگی اور تیرے تمام بال بچوں کی بھی یہی صحنک کفیل بنے گی اس صحنک میں کھانا دودھ پانی سالن غرض جو بھی تجھے ضرورت ہے ملجائیگا۔ اجنبی نے صحنک لیکر کہا کہ مجھے کھانا چاہیئے۔ اسی وقت وہ خالی صحنک کھانے سے بھر گئی اور اس نے کھالیا اور پانی طلب کیا پانی بھی مل گیا۔ وہاں سے وہ شخص اپنے گھر جاکر بال بچوں کو بھی اسی صحنک سے شکم سیر کرایا غرض یہ کہ وہ شخص زندہ رہنے تک صحنک کی کرامت سے کھانا کھاتا رہا۔ اس وجہ سے لوگ اس کو صحنک شاہ ولی کہنے لگے۔

امیر علی برید کو ایک لا علاج مرض ہوگیا تھا۔ امرائے برید شاہی نے امیر علی برید سے آپ کے عجیب و غریب واقعات کا حال سنایا تو برید شاہ

آپ کے پاس حاضر ہوا آپ نے اس کو اپنا پاجامہ جو میلا تھا دیا اور فرمایا کہ اس کو ابھی بھگو کر نچوڑ اور پانی پی جا شفا ہو جائیگی۔ امیر علی برید اسی وقت آپ کا پاجامہ بھگو کر نچوڑا اور وہ پانی پی گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کو صحت ہوگئی آپ نے فرمایا کہ باقی ماندہ پانی کو تمام جسم پر لگائے۔ اس نے ایسا ہی کیا اور صحت یاب ہوگیا۔ امیر علی برید آپکا مرید ہو گیا۔

نقل ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ نے ایک ہرن کا بچہ پالا تھا اتفاق سے وہ مرگیا۔ آپ مدرسہ سے جب گھر آئے تو ہرن کا بچہ نہیں تھا ماں سے پوچھا کہ ہرن کا بچہ کہاں ہے ماں۔ نے کہا کہ وہ مرگیا اس کو تلکھاٹ دروازہ کے باہر پھینکوادی ہوں۔ آپ اسی وقت تبلائے ہوئے مقام پر گئے ہرن کا مردہ بچہ پڑا ہوا تھا اس کی پیٹھ پہ مار کر کہا کہ اٹھ۔ وہ مردہ ہرن اٹھا اور آپ کے ہمراہ گھر آگیا۔ آپ کی ماں اور دوسرے افراد نے یہ کرشمہ دیکھا اور متعجب رہ گئے۔

نقل ہے کہ آپ کی خانقاہ میں ہر روز ہزاروں آدمی کھانا کھاتے تھے ہر روز خانقاہ کے مسافروں اور دیگر اشخاص کے لئے پانچ بکرے اور دو گائیں ذبح کی جاتی تھیں۔ آپ خادموں کو حکم دیتے کہ ان بکروں اور گائیوں کی ہڈیاں اور چمڑے ایک جگہ جمع کرتے رکھ دیں خدام بارگاہ حسب الحکم ایسا ہی کرتے۔ جب صبح کو دیکھتے تو پانچوں بکرے اور دو گائیں جوں کی توں باندھی ہوئی رہتیں چرواہا چرانے لے جاتا اور پھر ان کو ذبح کیا جاتا اور ان کا گوشت استعمال کیا جاتا ہڈیاں

اور چمڑے محفوظ رکھ دیتے وہ پانچوں بکرے اور دو گائیں [illegible] دوبارہ زندہ اٹھیں یہ حال آپ کی زندگی تک جاری رہا۔

کہتے ہیں کہ خواجہ خضرؑ چالیس ابدال اور رجال الغیب سے آپ کی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔

نقل ہے کہ آپ ایک روز اپنے پڑنانا حضرت شیخ شمس الدین محمد ملتانی بیدری کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے تو آپ کا مزار [illegible] میں آیا اور دونو ہاتھ مزار مبارک سے باہر آئے اور معشوق الٰہی [illegible] کھینچ لئے اور اس کے بعد کچھ شیرینی آپ کو عنایت کرکے دونوں ہاتھ مزار میں واپس چلے گئے۔

نقل ہے کہ آپ کو عالم بیداری اور عالم خواب میں سرورِ کائنات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور روحِ پرفتوح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت غوث الثقلین کی ارواحِ مقدسہ سے بھی فیضان ملا۔ آپ اپنے بڑے بھائی حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری قدس سرہٗ کے ہمراہ سلطان ابراہیم عادل شاہ المشہور جگت گرو ابن طہماسپ برادر سلطان علی عادل شاہ کلاں کے تخت نشینی ہونے کے پہلے سال ۹۸۸ھ میں بیدر سے دارالظفر بیجاپور تشریف لائے۔

نقل ہے کہ جب آپ بیجاپور تشریف لائے تو آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ ہر جمعرات کی صبح بیل پر سوار ہوکر گلبرگہ اور بیدر اپنے خاندانی بزرگوں اور حضرت خواجہ بندہ نواز کی زیارت کو چلے جاتے اور مغرب کی نماز تک

بیجاپور آجاتے۔ ایک روز جمعرات کو آپ جارہے تھے راستہ میں ایک دیہات رتنپور میں بستونا کی دیول کے پاس رکے اور نماز اشراق کو ٹھہرے اس دیول کے پجاری اور دیگر لوگ آپ کے بیل کو چپکے سے کھول کر لے گئے بعد نماز کے آپ نے پجاری سے اپنے بیل کے متعلق دریافت کیا تو وہ اور حاضرین نے مذاق کرنا شروع کیا کہ اے درویش تو ہر جمعرات کو جاتا اور آتا ہے کہاں جاتا ہے بول پھر ہم تیرا بیل لادینگے۔ آپ نے اپنے سفر کا واقعہ سنایا اور بیل مانگا تو ان لوگوں نے کہا اے درویش جب تو اتنی زبردست طاقت رکھتا ہے کہ صبح گلبرگہ اور بیدر جاتا ہے اور شام کو واپس بیجاپور ہوتا ہے پھر تو اس بیل کو بلا تاکہ وہ آجائے۔ آپ نے کہا کہ اب اس بیل کی ضرورت نہیں تمہارے بستونا جس کو تم پوجتے ہو اسی پتھر کے بیل پر بیٹھ کے جاؤں گا۔ واپس ہوتے تک میرا بیل آگیا تو پھر تمہارے پتھر کا بستونا چھوڑ دوں گا ورنہ اسی کو میری سواری میں رکھونگا اتنا کہا اور آواز دی کہ اے پتھر کے بیل بستونا میری سواری کیلئے آجا۔ آپ کا اتنا کہنا تھا کہ وہ پتھر کا بیل پکارتے ہوئے اٹھا اور دیول کے باہر آگیا۔ پجاری اور زائرین دیول تھرا گئے۔ آپ اس پر بیٹھ کر گلبرگہ اور بیدر چلدیئے۔ بعد فراغت زیارت آپ پھر اسی دیہات پر آگئے جبتک ہزاروں لوگ آپ کے منتظر کھڑے تھے۔ آپ سیدھا چلتے رہے کچھ لوگ ہمت کرکے عاجزانہ انداز میں پکار کر کہنے لگے کہ حضرت ہمارے قصور کو معاف کردیجئے اور ہمارے اوتار بستونا کو چھوڑ دیجئے۔ اور

آپ کا بیل لے جائیے۔ آپ نے پتھر کے بیل کو پھرایا اور اپنا بیل
لے لیا لوگ کہنے لگے کہ حضرت اس کو اس کے مندر میں بھیج دیجئے آپ نے
لوگوں سے کہا کہ تم لوگ آگے چلو بیل تمہارے پیچھے آکر دیول میں
جاکر بیٹھ جائیگا مگر میں جب تک آواز نہ دوں پیچھے پھر کر نہ دیکھیں
تھوڑی دور چلے تھے کہ دیول کا پجاری غلطی سے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ
بیل چلتے آرہا ہے۔ جوں ہی اس نے دیکھا بیل وہیں پر ٹھیر گیا اور پتھر
بن گیا۔ اس کرشمہ کو دیکھ صدہا ہندو دین اسلام میں داخل ہوگئے
کٹر ہندوؤں نے آپ سے کہا کہ یا حضرت ہمارے دیو کو مندر میں
پہنچا دیجئے آپ نے کہا کہ تمہارا قصور ہے کہ تمہارے پجاری نے
پیچھے مڑ کر دیکھا ورنہ یہ پتھر کا بیل دیول میں چلے جاتا۔ اب وہ
یہیں پر رہے گا آج بھی پتھر کا بیل اسی جگہ موجود اور وہ مقام مشہور
ہے۔ لوگ عقیدت سے جاتے اور دیکھتے ہیں۔

نقل ہے کہ آپ کے ایک مرید مرزا آغا بیگ خرو نے اپنی
جاگیر موضع آغاپور میں جو اللہ پور دروازہ کے باہر ہے ایک مسجد
بنانے کے ارادہ سے بنیاد ڈالی۔ مگر اس کی بنیاد کعبۃ اللہ کے رخ پر
نہ بیٹھی پھر دوبارہ اس کی تعمیر کی۔ پھر بھی وہ برابر رخ پر نہیں بیٹھی۔
ایسا کئی مرتبہ ہوا اور علمائے شرع کے اعتراض پر کہ رخ برابر نہیں ہے
کہنے سے بدلتے گئے ایک دن یہ ماجرا حضرت معشوق الٰہی کے روبرو
بیان کرکے دعا کا ملتجی ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ کل ظہر کی نماز کی امامت

وہاں میں کروں گا اور تمام علماء و صلحاء کو اقتدا کیلئے طلب کرو تاکہ
میں کعبۃ اللہ کا رخ سب کو بتلادوں مرید موصوف نے اس بات کا
اعلان عام اور خاص میں کروادیا کہ کل حضرت معشوق الٰہی نماز ظہر
کی امامت کرکے مسجد آغا خرو کی بنیاد کا رخ کعبۃ اللہ کی جانب ٹھیک
طور سے بتلادینگے تمام علماء و شیوخ و صلحا اور امراء اس وقت پر
نماز کیلئے آجائیں۔ اعلان کے ہوتے ہی آغاپور میں ہزاروں کی تعداد
میں لوگ جمع ہوگئے ظہر کے وقت آپ بھی آغاپور پہنچے اور امامت
کیلئے کھڑے ہوکر پہلے لوگوں سے فرمایا کہ سب کے سب کہیں کہ تابع اس
امام کے اور منہ طرف کعبۃ اللہ۔ الغرض سبھوں نے اسی طرح کہہ کر اقتدا کی
تو کیا دیکھتے ہیں کہ کعبۃ اللہ شریف سامنے ہے۔ چار رکعت فرض ادا کرنے
کے بعد آپ نے دعا کی تو لوگوں نے اپنے کو اسی مقام آغاپور میں پایا۔
سب باتفاق کعبۃ اللہ کو پیش نظر دیکھنے کا واقعہ پکار پکار کر
کہنے لگے بس آنحضرت نے آغا خرو کی مسجد کی بنیاد ٹھیک طور سے
کعبۃ اللہ کے رخ پر ڈالی اور وہ مسجد آج بھی آپ کے روضہ کے پائیں
میں موجود ہے۔ مسجد کے سامنے آغا خرو اور اس کے خاندان والوں
کے مزارات بھی ہیں۔ امرائے شاہان میں سے دلاور خاں اخلاص خاں
اور حمید خاں بھی اس جماعت میں حاضر تھے۔ لوگ آپ کی اس معجزہ نما
کرامت کو دیکھ کر دنگ اور دم بخود ہوگئے۔ دلاور خاں حمید خاں اور
اخلاص خاں آپ کے مرید ہوگئے اور چاند بی بی سلطانہ بھی یہ کیفیت

سُن کر آپ کے پاس حاضر ہو کر آپ کی مُرید ہو کر بقائے سلطنت عادلشاہی کیلئے دعا کرنے کی التجا کی۔ آپ نے چار انگلیاں بھوری کی جانب سے اُٹھائیں تو چاروں انگلیاں شکل شمع کے روشن ہوگئیں تینوں اُنگلیوں میں سے روشنی اچھی طرح آرہی تھی۔ آخری چھوٹی اُنگلی صرف اُوپر کا حصّہ ہی قدرے روشن رہ کر گُل ہوگئی۔ اس کے بعد آپ نے مٹھی بند کی اور فرمایا کہ دو بادشاہ اچھی حکومت کریں گے اور آخری بادشاہ جلد ہی بادشاہت چھوڑ دے گا۔ اور عادلشاہی سلطنت ختم ہوجائے گی۔

آپ کے اِس ارشادِ عالی کا پورا پورا اثر ظاہر ہوا۔ ابراہیم عادلشاہ محمّد عادلشاہ اور علی عادل شاہ ثانی نے اچھی حکومت کی اور سکندر عادلشاہ نے کچھ دن حکومت کی اور پھر اورنگ زیب عالمگیر نے سکندر سے حکومت چھین لی۔

نقل [12] ہے کہ بہمن پورہ جس کو بہمنی دروازہ کہتے ہیں وہاں برہمن رہتے تھے۔ ایک برہمن آپ کے معتقدوں میں سے تھا آپ اُسکے گھر کبھی کبھی جایا کرتے تھے۔ اتفاق سے آپ اُس برہمن سے ملنے کیلئے جس روز تشریف لے گئے اُس کے گھر میں رونے اور واویلا کرنے کی آواز آگئی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اُس برہمن کا لڑکا مر گیا ہے اس لئے اُس کے بیوی بچے وغیرہ رو رہے ہیں۔ آپ کو اُس برہمن کے حال پر رحم آیا اور آپ اُس لڑکے کی نعش کے قریب تشریف لاکر فرمایا۔

اے لڑکے اُٹھ کیوں سو رہا ہے۔ ابھی تیرے سونے کا وقت نہیں ہے۔ آپ کے فرماتے ہی نعش کو جنبش ہوئی اور مردہ اُٹھ بیٹھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر اُس لڑکے کے ماں باپ اور دوسرے افراد خاندانی اور پھر محلہ کا محلہ دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔

نقل [13] ہے کہ آپ کو ایک وقت گیارھویں شریف کی اکاون اشخاص کے گھر کی دعوت آئی۔ آپ نے سب کی دعوت قبول کی اور آنے کا وعدہ بھی کیا۔ خادم خاص نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ نے خلافِ سنتِ رسول اکاون آدمیوں کی دعوت کو بیک وقت قبول کرلیا آپ ایک ہی وقت میں کس طرح جاسکتے ہیں اور قبول کرنے کے بعد دعوت میں جانا فرض ہوجاتا ہے آپ نے سنکر تبسم فرمایا اور خاموش ہوگئے۔

شام آپ نے حسب وعدہ تمام اکاون آدمیوں کے گھر جاکر فاتحہ دی اور کھانا بھی کھایا۔ صبح ہر شخص کہتا کہ حضرت نے میرے گھر آکر فاتحہ دی اور کھانا تناول فرمایا۔ اِس میں ایک معترض کے دل میں انکار کا وسوسہ آیا اور دل میں کہنے لگا کہ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص اکاون دعوتوں میں حاضر رہے۔ یہ سوچتا ہوا آپ کے آستانۂ عالی پر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک سو سے بھی زائد اشخاص آپ ہی کے صورت کے بیٹھے ہوئے ہیں وہ شخص حیران تھا کہ یہ کیا عجیب و غریب معاملہ ہے۔ ہر شخص یہ کہہ رہا ہے کہ میاں تو نے دیکھ لیا۔ وہ شخص لرزہ بر اندام ہوا اور بے ہوش ہو کر گرا آپ نے اُس کے چہرہ پر پانی چھڑکا تو ہوش میں آیا اور اپنے فاسد خیالات سے

توبہ کرانا

نقل[14] ہے کہ آپ ایک روز جنگل میں پانی کے کنارے مراقبہ بیٹھے
ہوئے تھے کہ بے حساب پرندے آپ کے اِردگرد آکر بیٹھے اور مختلف آوازیں
کرنے لگے آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے اللہ یہ پرندے
میرے دل میں وسوسے پیدا کر رہے ہیں اور تیری جانب سے میرے
دل کو پھیر رہے ہیں اتنا کہنا تھا کہ وہ تمام پرندے مرگئے۔ آپ نے تمام
پرندوں کو مردہ دیکھ کر پھر آسمان کی جانب رُخ کیا اور فرمایا کہ اے باری تعالیٰ
تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے اِن پرندوں کے مرجانے کی خواہش
نہیں کی تھی۔ اُسی وقت تمام پرندے زندہ ہو کر پھڑپھڑانے لگے اور اُڑ گئے۔

نقل[15] ہے کہ ایک روز آپ یکایک شاہی محلسرا کی جانب چل پڑے
اُس وقت سلطان ابراہیم عادلشاہ اپنے احباب کے ساتھ شراب پی رہا
تھا اور راگ و سرود کے آلات بھی رکھے ہوئے تھے آپ نے بادشاہ
اور اُس کے احباب کا یہ حال دیکھ کر آسمان کی جانب نظریں اٹھا کر فرمایا
اے ارحم الراحمین تو آخرت میں اِس بادشاہ اور ان لوگوں کا حال
درست کردے آپ کا اتنا کہنا تھا کہ تمام شراب نہایت پاک وصاف
میٹھا پانی بن گئی بادشاہ اور اہل محفل پر خوفِ خدا طاری ہوگیا اور شراب
کو میٹھا پانی دیکھ کر چیخ چیخ کر توبہ کرنے لگے اور آلات راگ و سرود کو
توڑ ڈالا اور سب کے سب آپ کے دستِ مبارک پر تائب ہوگئے اُس
روز سے سلطان ابراہیم نے شراب نوشی بند کر دی اور شراب خانے بند ہوگئے۔

نقل[16] ہے کہ سلطان ابراہیم عادل شاہ جگت گرو کے اُمراء میں سے ایک
امیر آپ کے پاس آیا کرتا تھا ایک مرتبہ آپ نے اُس سے فرمایا کہ مجھے
تمہاری قسمت میں اللہ تعالیٰ کی قربت کا حصول نظر آتا ہے اُس امیر نے
آپکے ارشاد پر کوئی توجہ نہ دی کیونکہ بادشاہ کے پاس اس کا بہت
رسوخ تھا۔ آنحضرت نے اس سے پھر دوبارہ وہی جملہ ارشاد کیا مگر پھر
بھی وہ سمجھ نہ سکا۔ اسی طرح آپ چار یا پانچ مرتبہ فرماتے رہے مگر وہ لاپرواہی
برتتا رہا آخر آپ نے اُس امیر سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ
میں تم کو اُس کی طرف کھینچ لاؤں اس لئے اب میں تم پر کوڑھ کی بیماری
پیدا کر دیتا ہوں کہ وہ مرض تمہارے پورے جسم پر پھیل جائے آپ کی
زبان سے اِتنا ارشاد ہونا ہی تھا کہ اُس امیر کے تمام جسم پر کوڑھ پھیل گیا
اور حاضرین ڈر گئے امیر مذکور اُٹھ کر بادشاہ کے پاس چلا گیا تمام حکیم
وید اس امیر کے علاج کیلئے طلب کئے گئے علاج ہوتا رہا مگر مرض نہ گیا۔
آخر تمام اطباء نے اُس کے علاج سے عاجز آکر مرض کو لاعلاج قرار دیا۔
اراکین سلطنت نے سلطان سے اُس کو دربار میں آنے سے منع کرنے کا
مشورہ دیا۔ سلطان ابراہیم نے اُس امیر کو خدمت سے علیحدہ کر دیا۔ خدمتِ
شاہی سے برطرف ہونے کے بعد امیر موصوف آپ کی خدمت عالی میں حاضر ہو کر
عرض کرنے لگا اور آپ کے ارشاد عالی کی تعمیل کا اقرار کیا۔ آپ نے
اس امیر کو اپنا میلا قمیص اور پاجامہ دھو کر پلایا اور نچوڑا ہوا باقی پانی
اُس کے تمام جسم کو لگایا اُسی وقت اس امیر کا جسم کندن کے مانند پاک وصاف

آپ نے اُن غمزدہ ماں باپ سے کہا کہ گھر جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا
لڑکا تم کو مل جائے گا الغرض وہ عورت اور مرد اپنے گھر گئے تو دیکھا کہ اپنے
فرزند دلبند کو موجود پایا اُس لڑکے نے اپنے ماں باپ کو بتلایا کہ میں
ابھی گوا میں مقید تھا کہ ایک شخص نورانی صورت آیا جس کو میں نے
کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر ابھی ابھی یہاں لا کر چھوڑ گیا ہے۔
وہ دونوں پھولے نہ سمائے اور دوڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں آکر
اپنے بیٹے کے آنے کی آپ کو اطلاع دی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس میں تعجب
کی کونسی بات ہے۔ اللہ کے ہزاروں بندے ایسے ہیں جو اپنے ارادوں میں
نیک نیت ہوتے ہیں اور ہر کام اللہ کے واسطے کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ
اُن کی فرمائشات کو اسی وقت پورا کر دیتا ہے۔

نقل [۲۰] ہے کہ ایک روز آپ کے پاس پندرہ اشخاص مہمان آگئے
اُس وقت آپ کے بھتیجے نعمت اللہ اور ابوالقاسم بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ نے
اپنے ہر دو بھتیجوں سے فرمایا کہ مطبخ میں جاؤ اور کھانا لے آؤ اس وقت مطبخ میں کسی قسم
کے کھانے کی کوئی شے نہ تھی مگر صاحبزادگان ذوالمرتبت عم بزرگوار کے
حکم سے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ قسم قسم کے کھانے برتنوں میں چنے ہوئے ہیں
اُن ہر دو برادران نے تعجب کیا اور برتن لے آئے اس کے تھوڑی ہی
دیر بعد پھر پچیس تیس آدمی آگئے تو آپ نے پھر ان صاحبزادوں سے
فرمایا کہ مطبخ میں جاؤ اور کھانا لاؤ وہ ہر دو بھائی پھر اندر گئے اور برتن
کھانے سے بھرے دیکھا اور لے آئے ——— اس کے بعد پچاس آدمی

اور آگئے آپ نے پھر برادرزادوں کو مطبخ سے کھانا لانے کیلئے فرمایا ہر دو صاحب
زادگان حسب الحکم نامدار کے اندر گئے حسب سابق کھانے کے برتن
اُٹھا لائے اس وقت آپ کے تین خادم بھی وہاں موجود تھے۔ آپ نے
اُن تینوں کی جانب تیز نظروں سے دیکھا وہ تینوں بے ہوش ہو کر گر پڑے
اُن کو اسی حالت میں اُن کے گھروں کو اُٹھا لے گئے۔ پندرہ روز تک وہ
خادمان درگاہ بے ہوش رہے بعد اس کے درست ہو کر آپ کے خدمت میں
آئے اور اپنے فاسد خیال سے کہ آپ جادو کے زور سے کھانے منگواتے تھے توبہ کرلی۔

نقل [۲۱] ہے کہ آپ ایک روز نیم کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے
آپ کے پاس چند عقیدتمند بھی حاضر تھے۔ ایک صاحب نے فرمایا کہ آم کھانے
کی خواہش ہو رہی ہے کیا اچھا ہوتا کہ آم کی فصل ہوتی آپ نے فرمایا کہ اس
نیم کے درخت کی ٹہنی پکڑ کر ہلاؤ ایک شخص نے پیڑ کو ہلایا اُسی وقت میٹھے
پکے ہوئے آم نیم کے درخت سے گرنے لگے اور سبھوں نے آم کھائے جو نہایت
لذیذ اور شیریں تھے۔

نقل [۲۲] ہے کہ ایک روز آپ نواب مصطفیٰ خاں کی مسجد میں واعظ
فرما رہے تھے اُس وقت آپ سے ملنے کیلئے شیخ احمد محدث تشریف لائے
محدث مذکور بیان کرتے ہیں کہ آپ عشق الٰہی کے متعلق یوں فرمائے کہ
اللہ تعالیٰ کے غضب و جلال کے موقعہ پر عاشقوں کے بھید کم ہو جاتے ہیں
اور اُن کے تمام انوار جو اُن کے نفسوں کے سامنے ہوتے ہیں پھیکے پڑ جاتے
ہیں۔ یہ فرما کر آپ نے سانس لیا تو اُس مسجد کے تمام فانوس یکدم بجھ گئے۔

اور مسجد میں اندھیرا چھا گیا اس مسجد میں ایک سو سے زاید فانوس روشن تھے۔
اس کے بعد آپ نے کچھ دیر خاموش رہ کر یوں فرمایا کہ جب عاشقوں کے
[illegible] ہو جاتے ہیں اس وقت محبت کی تجلیات چمک اٹھتی ہیں اور ان کی
روشنی سے انفاس کی تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اتنا فرما کر آپ نے پھر
سانس لیا تو تمام فانوس روشن ہو گئے اور مسجد جگمگا اٹھی۔

نقل ۲۳ ہے کہ ایک دن آپ دوزخ کے عذاب سے لوگوں کو ڈرا رہے
تھے تو لوگوں کے دل دوزخ کے خوف سے دہل گئے اور آنسو بہنے لگے ان میں
ایک شخص اپنے دل میں یوں کہنے لگا کہ یہ تمام غلط ہے صرف ڈرانے کی
باتیں ہیں دوزخ میں آگ ہے کہاں جس سے عذاب دیا جائیگا۔

آپ نے یوں فرمایا اگر تم کو عذاب ملے گا تو کہیں گے کہ افسوس ہم نے
اپنے اوپر بے حد ظلم کیا۔ آپ کا اتنا فرمانا ہی تھا کہ شخص باطل عقیدہ چلانے
چیخنے لگا اور بے حد بے قرار ہوا اور اس کے ناک سے اور منہ سے بدبودار
دھواں نکلنے لگا۔ اس دھویں کی بو سے لوگوں کے دماغ معطل ہو رہے تھے
اس کے بعد آپ نے یوں فرمایا اے اللہ ہم سے تو اپنا عذاب اٹھالے ہم
ایمان والے ہیں۔ آپ کا اتنا فرمانا ہی تھا کہ اس شخص کی بیقراری اور کرب و
بے چینی جاتی رہی اور اٹھ کر آپ کے دست مبارک پر توبہ کر کے بدعقیدگی
سے شرمندہ ہوا۔

نقل ۲۴ ہے کہ آپ کے بھتیجے شاہ نعمت اللہ فرماتے ہیں کہ گرما کا
موسم تھا۔ حضرت عم بزرگوار ایک روز گھر کی چھت پر سو رہے تھے۔

میں اتفاق سے گھر کے چھت پر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ سو گئے
ہیں۔ آپ کے سرہانے ایک بہت بڑا اژدہا منہ میں پنکھا لئے جھل رہا ہے

نقل ۲۵ ہے شیخ ابوالفتح [illegible] کہتے ہیں کہ ایک روز میں اور دیگر
احباب آپ کے ساتھ قلعہ سے باہر [illegible] گئے وہاں ببول کے درخت
زیادہ تھے میں نے کہا کہ آج میرا دل کھٹے اور میٹھے انار کھانے کی طرف
راغب ہے۔ آپ نے آسمان کی طرف رخ انور کر کے فرمایا کہ اے پاک پروردگار
ان کی خواہش پوری کر اور انار [illegible] و شیریں کھلا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ
تمام ببول کے درختوں کو انار لگے [illegible] ۔ اور تمام ڈالیاں انار دار ہو
لد گئی ہیں آپ نے فرمایا کہ لو انار توڑو اور کھٹے میٹھے انار کھاؤ ہم نے
خوب سیر ہو کر انار کھائے ایک [illegible] درخت سے کھٹے اور میٹھے اناروں
کو کھایا۔

نقل ۲۶ ہے کہ آپ کے بھتیجے ابوالقاسم بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عم
بزرگوار نے فرمایا کہ ابوالقاسم [illegible] پور دروازہ کے باہر جاؤ۔ وہاں
پانچ شخص رجال الغیب [illegible] گے۔ ان سے پوچھو کہ آپ لوگوں کو کونسی
چیز کی خواہش ہے۔ میں حسب الحکم بزرگوار اعلیٰ [illegible] دروازہ کے باہر گیا
تو پانچ اشخاص کو بیٹھے ہوئے [illegible] سلام کیا [illegible] پوچھا کہ آپ
لوگوں کو کیا چیز کی خواہش [illegible] ایک نے انار کی خواہش ظاہر
کی ایک نے انگور کی ایک نے [illegible] ایک نے انجیر کی [illegible] ایک نے
آم کی خواہش بتلائی۔ میں نے [illegible] بزرگوار کی خدمت میں آ کر ان کی خواہشات

بیان کیں۔ آپ نے فرمایا کہ سامنے جو درخت ببول کا ہے اس میں سے پانچوں میوے توڑ کر لیجاؤ میں نے ببول کے درخت کو دیکھا تو پانچوں میوے اس میں لٹکے ہوئے پایا اور پانچوں میوے لیکر ان چاروں کے پاس گیا۔ چاروں نے اپنی اپنی پسند کے میوے کھائے۔ مگر انار کی خواہش کرنے والے نے نہیں کھایا وہ چاروں اشخاص اپنی خواہش کے میوے کھا کر ہوا میں اڑ گئے مگر وہ شخص جس نے انار پسند کیا تھا اڑ نہ سکا۔ میں نے واپس ہو کر یہ واقعہ عم بزرگوار کو سنایا آپ بذات خود وہاں تشریف لائے اور انار لیکر پہلے آپ کچھ دانے خود کھائے اور باقی ان صاحب کو کھلا کر ان کے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ سے مارا اور دعا فرمائی وہ شخص بھی اڑ کر چلا گیا۔

آپؒ کے بھتیجے ابوالقاسم سے منقول ہے کہ ایک روز میں آپ کے ساتھ جا رہا تھا۔ راستے میں ایک شخص ملا اس کے ہاتھ میں فواکہات تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اے شخص تو یہ میوے مجھے بیچ دے۔ شخص مذکور نے کہا کہ یہ تو میں اپنے لئے خرید کر لایا ہوں آپ کو کیوں دوں آپ نے کہا کہ یہ میوے مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ ہمیں اس شخص سے بچا لیجئے ورنہ یہ شخص ہم کو کھا کر شراب پیئے گا۔ یہ سن کر وہ شخص لرز گیا اور کانپتے ہوئے زمین پر گرا اور آپ کے پاس آ کر آپ کے دست مبارک پر توبہ کر کے تائب ہو گیا اور کہنے لگا کہ آج تک کوئی بھی میری شراب خواری سے واقف نہ تھا۔ انہیں سے مروی ہے کہ آپ ایک روز بیجاپور کے محلات پور میں

جا رہے تھے کہ وہاں ایک مکان میں شرابیوں کی آواز آپ کے کانوں میں پڑی آپ اس مکان میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ جونہی آپ نے نیت باندھی شراب کے مٹکے پانی ہو گئے اور تمام شرابی آپ کے ہاتھ پر توبہ کر کے تائب ہو گئے۔

حضرت ۲۸ شیخ منتجب قادری جو حضرت میر دستگیر میراں سید شاہ مصطفیٰ قادری معشوق الٰہی کے حقیقی نانا کے مرید برحق و خلیفہ مسترشد ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن معشوق الٰہی سے ملنے کیلئے گیا۔ آپ وظیفہ پڑھ رہے تھے بعد ختم وظائف آپ مجھ سے مخاطب ہوئے۔ بعد سلام علیک میں نے عرض کیا کہ آج میرا دل ہرن کے کباب کھانے کی طرف راغب ہو رہا ہے۔ یہ سن کر آپ نے دیوار حجرہ کی طرف انگشت شہادت سے اشارہ کیا فوراً حجرہ کی دیوار شق ہو گئی اور ایک ادھیڑ عمر کا آدمی گرم گرم ہرن کے کباب سے بھرا ہوا طبق لا کر سامنے رکھ دیا اور پھر اسی دیوار میں چلے گیا اور دیوار جوں کی توں ہو گئی۔ آپ نے مجھ سے ہرن کے کباب کھانے کیلئے فرمایا میں ان کبابوں کو بغیر روٹی کے کھا رہا تھا کہ آپ نے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی کو کھول کر دراز کیا ہتھیلی میں دو گیہوں کی روٹیاں تھیں آپ نے وہ روٹیاں مجھے دیں میں نے ان روٹیوں کے ساتھ ہرن کے کباب کھائے اور تھوڑی ہی دیر بعد شیخ حمید سندھی تشریف لائے اور انہوں نے شہد کھانے کی فرمائش کی آپ نے بائیں ہاتھ کی انگلی سے حجرہ کی دوسری جانب کی دیوار پر اشارہ کیا دیوار شق ہوئی ایک حسین و جمیل عورت ایک چاندی کی طشتری شہد سے بھری ہوئی لے آئی۔

اور سامنے رکھ کر پھر اسی دیوار میں غائب ہوگئی شیخ حمید نے شہد کھایا
اور کہنے لگے کہ کیا مزیدار شہد ہے میں نے آج تک ایسا شہد نہیں کھایا
میری اور شیخ حمید کی زبان پر کئی روز تک اُس کا مزہ باقی رہا۔

شیخ فتح اللہ شیرازی جو امرائے عادلشاہی سے تھے اور آپ کے
معتقد تھے کہتے ہیں کہ میں ایک روز آپ کی مجلس میں گیا اور بیٹھا رات
زیادہ ہوگئی میں نے دل میں ارادہ کرلیا کہ آج کی رات آپ کی صحبت میں
رہ کر دیکھوں کہ آپ کے مشاغل کیا ہیں۔ یہ ارادہ کرکے میں رات آپ کے
پاس ہی رہ گیا۔ جب رات زیادہ ہوئی تو آپ چار روٹیاں اور کچھ سالن
لئے چند گلیاں طے کرکے ایک مکان کے پاس آئے اور دستک دی اندر سے
ایک عورت اور اُس کے معصوم دو بچے آئے آپ نے وہ چار روٹیاں اور
سالن اُس عورت کو دیا اور وہاں سے آپ قلعہ کے دروازہ پر آئے
دروازہ خود بخود کھل گیا اور شہر سے باہر چل پڑے۔ میں بھی آپ کے
ساتھ ہو لیا۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ پانی کی ایک نہر ملی آپ نے اُس میں
غسل فرمایا اور وضو کرکے نماز پڑھنے لگے اور صبح تک نماز پڑھتے رہے۔
نماز پڑھ کر آپ صبح واپس چلے گئے۔ آخری وقت نیند نے مجھ پر غلبہ کیا
اور میں غافل سو گیا۔ جب اٹھا تو دھوپ نکلی تھی اور خود کو ایک لق و
دق بیابان میں پایا اور یہاں میرے سوا دوسرا کوئی نہ تھا تھوڑی ہی دیر
میں کچھ گھوڑے سوار راستے پر سے جا رہے تھے میں نے کہا کہ شہر بیجاپور
کا رہنے والا ہوں اُدھر جانے کا راستہ کس طرف ہے۔ اُن لوگوں نے مجھے

دیوانہ جان کر کہا کہ میاں بیجاپور کا راستہ یہاں سے چار ماہ کا مسافت
ہے تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا۔ اُن لوگوں نے کہا
یہ دہلی کے قریب کا مقام ہے تم آج رات یہیں رہو۔ ہوسکتا ہے کہ آج
رات پھر وہ صاحب آئینگے تم اُن کے ساتھ چلے جانا میں ویسا ہی کیا وقت
مقررہ پر آپ تشریف لائے اور غسل کرکے صبح تک نماز میں مشغول ہوگئے۔
پھر جب صبح ہوئی تو آپ واپس چلے تو میں بھی نیند کے خوف سے جاگتا
رہا تھا آپ کے ساتھ ہو لیا۔ جب ہم شہر بیجاپور میں داخل ہوئے تو مساجد
میں فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں۔ ہم مسجد جبید خانی میں داخل ہوئے اور فجر کی
نماز ادا کی بعد نماز فجر کے آپ نے میرا کان پکڑ کر فرمایا دوبارہ کبھی ایسی
حماقت نہ کرنا اور اس بات کو ظاہر نہ کرنا۔

حضرت میراں سید شاہ مصطفیٰ قادری معشوق الٰہی قدس سرہ
فرماتے ہیں کہ سات دوزخ آدمی کے اندر ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) کینہ (۲) کپٹ
(۳) غصہ (۴) شہوت (۵) حرص (۶) خواہشات نفسانی (۷) غرور۔ اگر آدمی
اِن سات چیزوں کو دنیا میں چھوڑ دیگا تو وہ ساتوں دوزخوں کی آگ سے
محفوظ رہے گا اور اُن دوزخوں کی آگ اس پر حرام ہوگی۔
فرماتے ہیں کہ اگر [illegible] کا وجود یعنی تن موٹا ہوگا تو روح کمزور ہوجائیگی
اور اُس کی تجلی تن میں [illegible] جائیگی اگر وجود مجاہدہ کے سبب سے لاغر
ہوجائیگا تو روح دیکھنے کے قابل ہوگی ؎

سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار ہ زنگار خوردہ گے بنماید جمال دوست

فرماتے ہیں کہ ایک آدمی گدھے چراتا تھا۔ ایک روز اس کو موت نے
آ دبوچا سکرات کے حالت میں وہ اپنے پورے بدن کے کپڑے اتار کر
ننگا ہوگیا اور گھر کے صحن میں آکر بیٹھا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا لوگوں نے
پوچھا کہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔ اس نے کہا کہ میرا گدھا گم ہوگیا ہے اسی کو ڈھونڈ
رہا ہوں۔ ساتھ ہی اس کی روح پرواز کر گئی۔ اس شخص کو وقت آخر وہی
بات پیش آئی جو وہ زندگی میں کرتا تھا اور اسی حال میں وہ قیامت کے
روز اٹھے گا اور اسی پر حشر ہوگا۔

آدمی کو چاہیئے کہ ہمیشہ اپنا چہرہ اس معشوق حقیقی کے چہرہ کی جانب
کرے تاکہ سکرات کی حالت میں اسی کا چہرہ دیکھے اور اسی کے چہرہ کو
دیکھتا اٹھے اور اسی کے ساتھ حشر ہو۔ حدیث نبوی بھی اس پر دال ہے۔ کما
تعیشون تموتون کما تموتون تبعثون کما تبعثون تحشرون۔ فرماتے ہیں کہ مرد
کامل وہ ہے کہ ایک پوری روٹی کسی کو دے دیتا ہے اور آدھا مرد وہ ہے
جو جانماز کو ہوا میں بچھا کر اس پر نماز پڑھتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے بخیلی و لئیمی سے متعلق ایک قصہ یوں فرمایا کہ
ایسا بخیل آدمی چند سونے کے ٹکڑے جو لئیمی سے پیدا کیا تھا گھر میں دفن کردیا
اس کو ایک بیٹا تھا اس کو اس خزانے کی خبر نہیں تھی۔ ایک دن اس کو موت
آئی اور وہ مرگیا۔ عرصۂ دراز کے بعد اس کا بیٹا خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ
اس کا باپ چوہے کی شکل بن کر جس جگہ کہ سونا دفن کیا تھا اس جگہ
پھر رہا ہے۔ جب بیٹا بیدار ہوا تو اپنا خواب سب کو سنایا کوئی اس

خواب کی تعبیر نہ دے سکے۔ ایک روز ایک بزرگ کے پاس گیا اور اپنا
خواب بیان کیا۔ اس بزرگ نے کہا کہ شاید تیرا باپ اس جگہ مال دفن کیا
اس لئے چوہے کی صورت بنکر وہاں پھر رہا ہے جا اور تلاش کر۔ یہ سنکر وہ
آدمی گھر گیا اور جس جگہ اس کا باپ چوہا بنکر پھر رہا تھا کھود ڈالا تو سونے
کے ٹکڑے نکلے ان سونے کے ٹکڑوں کو اس بزرگ کے پاس لایا اس
بزرگ نے فرمایا کہ اس میں سے کچھ خیرات کر۔ اس نے خیرات کیا اور نیک کاموں
میں خرچ کیا کچھ مدت کے بعد پھر اس نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ باپ
آدمی کی شکل کا بنگیا ہے۔

ارشاد ایک روز معشوق الٰہی اپنے حلقہ احباب میں عشق الٰہی
کی خوبیوں کو بیان کر رہے تھے کہ ایک صاحب نے پوچھا کہ پیرو مرشد
عاشق کیا ہوتا ہے آپ نے ان کے جواب میں پھر ایک قصہ اس طرح
فرمایا کہ ایک آدمی کچھ روپیہ جمع کیا تھا اس کے دل میں ایک روز خیال آیا کہ
میں ان روپیوں سے ایک کنیز خریدوں بازار میں گیا تو دیکھا کہ ایک عورت
حسین و جمیل ماہ چہاردہ سالہ بازار میں بٹھائی گئی ہے۔ یہ شخص دلال سے
پوچھا کہ اس کنیز کی کیا قیمت ہے دلال نے کہا کہ اس کی قیمت تین سو تنکہ
ہے اتنے روپیہ اس کے پاس نہیں تھے کہ خریدے۔ شاہی دلال اس
کنیز کو بادشاہ کے لئے خرید کر بادشاہ کے محل میں لے گئے اس کا دل
کنیز کی زلفوں کی کمند میں بندھ گیا وہ بیچارا بادشاہ کے محل کے سامنے
بیخود اور متحیر کھڑا رہا۔ اس کو اپنے آپ کی خبر نہ رہی کھانا پینا چھوڑ دیا

چند روز وہیں پر پڑا رہا۔ اُس کا ایک دوست جو اُس کے حال سے واقف تھا اس کو اپنے گھر لے گیا اور علاج معالجہ کروایا کوئی فایدہ نہ ہوا قریب المرگ ہو گیا وہ عاشق کنیز اپنے دوست سے کہا کہ میرے مرنے کے بعد میرے دل کو چیر اور میرے دل میں سے جو کچھ نکلے اُس کو کپاس میں لپیٹ کر حقہ میں (ڈبی) میں چار روز رکھ اور بعد اُس کے اس کو حقہ سے نکال اور بازار میں لیجا کر بیچ دے۔ تیرا مقصود حاصل ہو جائیگا اُس کے دوست نے ویسا ہی عمل کیا ایک بیش قیمت لعل اس عاشق کے دل سے ملا اس کو بازار میں لیجا کر فروخت کرنے لگا۔ اتفاق سے اُسی بادشاہ کا دلال اُس لعل کو ہزار تنکہ میں خرید کر بادشاہ کو دیا۔ بادشاہ اُس لعل کو انگوٹھی میں ڈلوا کر انگلی میں پہن لیا اسی رات کو اُسی کنیز کے پاس جس پر کہ شخص مذکور عاشق تھا بادشاہ کی باری تھی بادشاہ شب باشی کیلئے گیا رات میں جب بادشاہ کا ہاتھ اس کنیز کے سینہ پر پڑا تو اُسی وقت وہ لعل اُس کنیز کے سینہ میں پیوست ہو گیا اور وصال حقیقی حاصل ہوا صبح جب بادشاہ بیدار ہوا تو انگوٹھی میں وہ لعل نہ پایا ڈھونڈا۔ کیا دیکھتا ہے کہ لعل مذکور اُس ماہ رو کے سینہ میں پیوست ہو گیا ہے اور وہ پری روبے جان پڑی ہے بادشاہ نے اُس دلال کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ یہ کیا حال ہے دلال لعل کے مالک کو بلا لایا۔ اُس نے تمام کیفیت بادشاہ کو سنا دی بادشاہ اور تمام لوگ تعجب کرنے لگے عاشقوں کا حال ایسا ہوتا ہے۔ جب عاشق عشق کی آگ میں جل کر مرجاتا ہے تو وہ شہید کہلاتا ہے۔

اگرچہ کہ وہ جا [illegible] عاشق نہیں جاتا محبت خداوندی سے متعلق آنحضر [illegible] اولیاء کی محبت کی شراب پیتا ہے۔ اس کائنات بلا [illegible] محبت الٰہی کائنات وحدت ہے۔ جس کی صبح مشا [illegible] جمال معشوق پر رہتی ہے۔ آپ نے یوں ارشاد فرمایا کہ عاشقوں کے دو [illegible] دو عاشق ہیں ایک خوانده۔ دوسرا رانده خوانده کو جمال اور رانده کو جلال کہتے ہیں ایک کو حکم ہوتا ہے کہ کر چھوڑ مت دوسرے کو کہا جاتا ہے کہ [illegible] کر لیا ہی رد۔ فرمان ہوتا ہے۔ واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم [illegible] ملائکہ سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو ملائکہ تمام نے حکم کی تعمیل کی اور اُس بیچارے [illegible] ابلیس کو کرنے نہیں دیا اور لعنت و ملامت کی۔

آدم علیہ السلام کو فرمان ہوا کہ ولا تقربا ھٰذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین یعنے فرمایا کہ [illegible] اس درخت کے قریب نہ جا اس کو خوانده کر [illegible] ابلیس نے آدم کو بہلا پھسلا کر گیہوں کھلا دیا۔ جس کی وجہ سے آدم جنت سے نکالے گئے۔ اسی طرح اپنی قدرت کا ظہور کرنا مقصود تھا۔ رانده و خوانده کیلئے حکم یہ ہے کہ جلال جب گرتا ہے تو واپس پلٹ نہیں [illegible] سکتا اور توبہ نہیں کرپاتا کیونکہ توبہ کرنے کے لئے زبان ہی نہیں دی [illegible] تاکہ توبہ کرے جمال جب گرتا ہے تو برخاست ہو جاتا ہے اور توبہ کیلئے زبان دی جاتی ہے تاکہ توبہ کرے ربنا ظلمنا انفسنا کہنے لگا۔ اس مقام پر یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید کا حکم مطلق آیا اس [illegible] سے دو فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ جنتی اور ایک فرقہ

فی السعیر وہ جس کو چاہتا ہے خواندہ کہتا ہے اور جس کو چاہتا ہے
راندۂ درگاہ کر دیتا ہے۔ اُس کے کاموں میں کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں
واللہ غالبٌ علیٰ امرہٖ اللہ کا حکم ہی سب پر غالب ہے سوائے اس کی توجہ کے
کوئی چیز خوشتر نہیں ہو سکتی۔

ارشاد فرمایا کہ عشق کی ابتدا اور کان سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد
آنکھ کا نمبر ہے۔ اَلاُذُنُ تَعشَقُ قَبلَ العَینِ ؕ

ارشاد فرمایا کہ عشق کے دو حال ہیں ایک حال فراق کا دوسرا وصال کا
فراق وصال سے افضل ہے۔ الفراق افضلُ من الوصال ؕ ـــہ

نیست لذت عشق را بعد از وصال   عشق بازان را جدائی خوشتر است

ترجمہ

بعد وصل یار لذت کچھ نہیں   عشق بازوں کو جدائی خوب ہے

ارشاد فرمایا کہ فراق کا منشاء واسطہ وصال معشوق ہے وصال
سے بڑھ کر فراق نہیں ہو سکتا جب تک وصال نہ ہو فراق افضل نہیں ہو سکتا۔
جب تک وصال نہ ہو فراق اعلیٰ ہے۔ فراق معشوق سے جائز نہیں
بلکہ خود سے فراق چاہیے۔ فراق اپنے آپ سے افضل ہے نہ کہ معشوق
دلنواز سے معاذ اللہ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ معشوق سے جدائی بہتر
ہے وہ وصال کی لذت کو نہیں چکھے ہیں اور فراق سے ناواقف ہیں جو
معشوق سے فراق سے تعبیر کرتے ہیں نہ کہ اپنے آپ سے فراق پر تعبیر کرتے ہیں ـــہ

چو در خلوت نشیند یار با یار   نفس نامحرم آید ہمچو اغیار

ترجمہ

اگر خلوت میں بیٹھیں مل کے دو یار   نفس نامحرم آتا ہے جوں اغیار

ارشاد فرماتے ہیں کہ فراق معشوق سے ملنے کا راستہ ہے اور
وصال معشوق کے ملنے کا مقام من شغلک عن غیر الحق فہو صنمک ؕ

ارشاد فرماتے ہیں کہ جو چیز بھی غیر حق کے مشغولیت کا باعث
ہوتی ہے وہی تیرے لئے بت بن جاتی ہے۔

ارشاد فرماتے ہیں کہ تین وجود ہیں اول واجب الوجود دوم ممکن الوجود
سوم ممتنع الوجود۔ واجب الوجود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ممکن الوجود کی
پیدا کی ہوئی چیزوں کو کہتے ہیں ممتنع الوجود اس کا شریک کوئی نہیں یعنے
اللہ تبارک تعالیٰ اپنا شریک کسی کو پیدا نہیں کیا اور وہ وجود فنا ہے۔
اور ممکن الوجود بھی فنا پذیر ہے۔ یہ دونوں وجود فنا ہو جاتے ہیں۔ واجب الوجود
باقی رہتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں خود فرماتا ہے۔ کل من
علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام ؕ جو وجود کہ فنائیت
کو قبول کرتے ہیں اُن کو وجود کہنا نادانی ہے۔ جو خبر نہیں رکھتے۔ بقا
صرف خدا تعالیٰ کے وجود ہی کو ہے ما بقا سب فنا ہیں۔

ارشاد آپ نے فرمایا کہ کلمہ طیبہ کے دو حصے ہیں ایک نفی اور
ایک اثبات۔

متکلمین لا الٰہ الا اللہ سے دو معبود کی نفی کرتے ہیں محققین
دو موجود کی نفی کرتے ہیں۔

ارشاد معشوق الٰہی قدس سرہ فرماتے ہیں شرک دو طرح کا ہے
ایک خفی اور ایک جلی جلی وہ ہے جو کافر کرتے ہیں یعنے بت پرستی وغیرہ
اور خفی وہ ہے کسی بھی عالم کو اُس کے سوا جانیں۔

ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا خدا کہنے والے بہت ہیں اور خدا
کو جاننے والے کم ہیں۔

جو بھی خدا کو پہچانے وہی مرد ہے۔ لا یعرف الجوھر الا الجوھری ؎
بلکہ ماعرفت ربی الا بربی ؎ اس پر دال ہے یعنے میں نے پہچانا خدا کو
خدا سے۔

موجود حقیقی بجز ذاتِ خدائیست　دائم صفاتش بجز ذاتِ خدائیست

ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ذاتی نور سے
پیدا کیا اور اس کا نام نور ہے جو مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہے اللہ نور السموات
والارض اور مابقی تمام چیزیں جو کہ اللہ پاک نے پیدا کیا ہے وہ انسان
کے لئے ہیں ما اللہ کے علم میں جو بھی ہے وہی ظہور و بطون ہوتے ہیں۔
الظاھر والباطن میں اسی کا حکم ہوتا ہے حدیث نبوی ہے کہ العلم علمان
علم الابدان وعلم الادیان ؎

علم ابدان مجاہدہ ہے جس کو ہمیشہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
حاصل تھا اور دوسرا علم طریقت وحقیقت ہے۔ مجاہدہ میں [illegible] کی
تکلیف و زحمت نہیں ہوتی بلکہ [illegible] روشن اور تندرست ہوجاتا ہے
اور پاکیزہ بن جاتا ہے۔

نقل ہے کہ [illegible] آپ کے چھوٹے بھائی میراں سید شاہ قاسم قادری
قدس سرہ نے پوچھا [illegible] توحید کتنے قسم کی ہے معشوق الٰہی نے فرمایا کہ توحید
تین طرح کی ہے [illegible] توحید حقیقت۔

توحید شرا[illegible] یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کو زبان سے ایک کہنا
اور صدق دل سے [illegible] سمجھنا۔

توحید طر[illegible] [illegible]
توحید حقیق[illegible] [illegible] ایک رہنا۔

شاہ قاس[illegible] سوال کیا کہ علم کتنے ہیں آپ نے فرمایا علم بھی تین ہیں۔

علم الیقین۔ عین [illegible] حق الیقین۔
علم الیقین [illegible] عین الیقین طریقت ۔ حق الیقین حقیقت۔
حق الیقی[illegible] [illegible] علم الیقین بیان نسبت
عین الیقی[illegible] [illegible] حق الیقین ہماں نسبت
باقی ہمہ گماں اسـ[illegible]

ارشاد [illegible] نے فرمایا کہ منازل چار ہیں اول ناسوت شریعت سے
تعلق رکھتی ہے۔ دو[illegible] جو طریقت سے تعلق رکھتی ہے۔ سوم جبروت
روح سے تعلق [illegible] ہے۔ جس کو حقیقت بھی کہتے ہیں چہارم لاہوت
جس کو معرفت [illegible] مقام بے نشان [illegible] جس کو لا مکاں بھی کہتے ہیں۔

ارشاد [illegible] نے فرمایا کہ سالک چار قسم کے ہیں۔ ایک مجذوب
سالک ہے کہ اول [illegible] میں آتے ہیں اور بعد میں سلوک اختیار کرتے ہیں۔

دوم سالک مجذوب اول سلوک کرتے ہیں اور بعد جذبہ میں آتے ہیں
یہ دونوں چاہتے ہیں کہ دوسروں کو خدا تک پہنچا
مطلق ہیں جو سلوک کرتے ہیں خود خدائے تعالیٰ
مگر دوسروں کو پہنچانے کی قوت نہیں رکھتے۔ چہارم سالک
تو کرتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔

ارشاد حضرت میراں سید شاہ مصطفیٰ قادری
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو عالم پیدا کیے ہیں ایک عالم خلق
اور دوسرا عالم امر۔

جیسا کہ قرآن کہتا ہے الا لہُ الخلق والامرُ۔ عالم خلق
اجسام اور عالم شہادت ظہور الارض کہتے ہیں اور عالم امر کو عالم
اور عالم غیب اور معنی غیب اور بطون و سماوات کہتے ہیں۔

کافروں نے روح کے بارے میں سوال کیا تو جواب دیا گیا کہ
الروح من امر ربّی۔ مگر روح کے بھید کو کافروں سے چھپایا گیا قرآن
کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا سوّیتہٗ ونفخت
فیہ من روحی۔ یہ چھپا بھید اپنے محل اور وقت پر ظاہر کیا گیا۔

ارشاد ایک روز آن حضرت میراں شاہ مصطفیٰ قادری مع
احباب کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مختلف موضوعات زیر بحث
سید عبدالرحمٰن بھڑوچی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مجلس سراپا رحمت میں
بیان کرتے ہیں کہ میں نے معشوق الٰہی سے پوچھا کہ یا حضرت عالم

لوگ کہتے ہیں کہ ظاہر باطن کا آئینہ ہوتا ہے۔ یہ کس طرح ہے۔ حضرت معشوق نے
اس کی مثال اس طرح فرمائی کہ جب سلطان سکندر ذوالقرنین ملک چین
کو تشریف لے گئے تو سلطان سکندر کے ساتھ مصوران چین و روم بھی تھے۔
ان ہر دو نقاشان میں بحث ہونے لگی۔ ہر ایک اپنے کو بہترین نقاش
کہنے لگا۔ سلطان نے فرمایا کہ دو دیواریں ایک دوسرے کے قریب بنائیں
اور دونوں دیواروں کے درمیان پردہ باندھ کر ہر ایک ملک کا گروہ
اپنی اپنی دیواروں پر اپنی صنعت و کاریگری دکھائے اس کے بعد
میں امتحان کروں گا کہ کس کا کام اچھا ہے۔ چنانچہ ویسا ہی کیا گیا مصوران
چین ایک دیوار پر عجیب و غریب نقش و نگار کئے اور مصوران
روم نے ایک دیوار جلا دی اور کوئی نقش و نگار نہیں کیے۔ جب دونوں
ملک کے مصوروں کا کام ختم ہو گیا تو سلطان سکندر اس جگہ آیا اور حکم دیا
کہ درمیان کا پردہ اٹھا دیں جونہی پردہ اٹھایا گیا تو چینیوں کے دیوار کے
نقوش رومیوں کے دیوار پر ایسے ظاہر ہو گئے کہ دونوں دیواروں میں
کسی قسم کا فرق نہ رہا۔ کوئی بھی یہ نہیں سمجھ سکا کہ چینیوں کی دیوار کا عکس
رومیوں کی دیوار پر پڑا ہے۔ سلطان نے فرمایا کہ صنعت تو بہترین ہے مگر
تعجب اس بات پر ہے کہ رومیوں کی دیوار پر چینیوں کی دیوار کے نقوش
کیسے بن گئے۔ اس راز سے کوئی واقف نہ تھا۔ مصوران روم نے
دونوں دیواروں کے درمیان پردہ کھینچ دیا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ
رومیوں کی دیوار پر سوائے جلد کے کوئی نقش و نگار نہیں ہے جو بھی

نقوش رومیوں کی دیوار پر نظر آرہے تھے وہ چینیوں کی دیوار کا
عکس تھے۔ اسی طرح باطن کا عکس ظاہر پر نمودار ہوتا ہے۔

ارشاد ایک روز آپ نے دربیعنے معشوق الٰہی نے فرمایا۔ آنحضرت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص ایک عورت
پر عاشق و فریفتہ ہوگیا تھا۔ وہ عورت پاکدامن اور صالحہ تھی وہ عورت
زندگی میں اس مرد کے ہاتھ نہیں آئی اتفاقاً وہ عورت مرگئی۔ لوگ اسکو
دفن کرکے آگئے وہ مرد عاشق رات کے وقت اس عورت کی لاش
کو قبر سے نکالا اور چاہا کہ اُس نعش کی بے حرمتی کرے خدا کی قدرت سے
اس نعش کا سیدھا ہاتھ اندام نہانی پر آیا اور جائے مخصوص کو بند کردیا
وہ مرد چاقو سے اس عورت کی نعش کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اُس کے بعد
اُس نعش کا بایاں ہاتھ اٹھا اور جائے مخصوص کو بند کرلیا۔ مرد مذکور نے
اس نعش کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا اور چاہا کہ جفت کرکے اپنی
عاقبت کو خراب کرے عالم غیب سے آواز آئی۔ اے نابکار یہ کیا
خیال تیرے دل میں آیا ہے۔ اس آواز کے سنتے ہی اس مرد کے تن بدن
میں لرزہ پڑگیا اور روتا پیٹتا ہوا قبرستان سے واپس چلا آیا اور
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا
ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں مجھے تلقین و ہدایت کریں
ہر ایک صحابی رسولؐ نے فرمایا کے اے بدبخت یہاں سے چلے جا اور
اپنی صورت نہ دکھا مبادا تیری وجہ سے خلق خدا میں خرابی پیدا ہوگی۔

اس کے [illegible] شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آیا
اور اپنا قصہ [illegible] یا۔ آنحضرتؐ نے بھی وہی فرمایا جو صحابہؓ نے کہا تھا۔
وہ مرد خجل و نا[illegible] چلا گیا غیب سے آواز آئی کہ اے میرے حبیبؐ!
بندہ شرمسار کو ناامید نہ بھیجیں جو شخص بھی میری درگاہ میں عاجزی و زاری
سے آئے گا [illegible] تو غریب نواز ہوں اور ناامید نہیں کرتا اس سے کہو کہ یہ
آیت پڑھے تاکہ [illegible] اس کی توبہ قبول کروں۔

نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

مومن کو چاہیئے [illegible] دعا کو یاد کرے اور ہمیشہ اپنے ورد میں رکھے۔

ارشاد ایک روز آپ نے فرمایا کہ ولیوں میں مرد ولی وہ ہے جو شریعت
کو مضبوطی سے پکڑ کر عمل کرتا ہے اور بعد میں طریقت کی منزل میں قدم رکھ کر
اس پر عمل کرتا ہو اور اس کے بعد حقیقت کے مقام میں پہنچ کر وہاں کے
عجائبات دیکھتا ہو اگر ان میں سے کسی ایک میں ناقص بن گیا تو اس کو
مقام تمکین سے نکال دیا جائیگا اور ترقی کی سیڑھی پر چڑھنے نہیں دیا جائیگا
اور وہ درویش [illegible] میں سے نہ ہوگا۔

ایک روز [illegible] شاد فرمایا کہ عالم اجسام دو طرح کے ہیں ایک کثیف
دوم الکثف [illegible] ہے اور الکثف شہ یاں عالم لطیف بھی دو طرح کے ہیں
ایک لطیف دوم [illegible] الطف لطیف دل ہے اور الطف روح لطیف بغیر
کثیف کے قرار [illegible] پاتا دل اور ارواح لطیف اجسام کثیف میں تحمل
پائے کثیف [illegible] اگر نہ کا سبب یہ ہے کہ لطیف کی حفاظت ہوسکے۔

مثنوی

زمن جانِ پدر این پند بپذیر ۔ برو فتراک صاحب دولتی گیر
کہ قطرہ تا صدف را در نیابد ۔ نگردد گوہر روشن نتابد
اگر تاثیر صحبت نیست اے دوں ۔ نیاید ہیچ مرغ از بیضہ بیرون
اساس کار دقت محکم افتاد ۔ کہ موسیٰ را خضر میگردد استاد
چو ممکن نیست رفتن بے دلیلی ۔ بباید مصطفیٰ را جبرئیلی

ارشاد ایک روز معشوق اللہ نے فرمایا کہ اگر چڑیا یہ آرزو رکھتی ہے کہ میں بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھوں تو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کو پہلے اپنے آپ کو باز کے حوالے کر دے تاکہ باز اس چڑیا کو اپنی غذا بنائے تاکہ باز اس کو اپنے چنگل میں لیکر بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھے مرشد کامل کی مثال باز جیسی ہے جو مرید کو لیکر بارگاہ خداوندی میں پہنچ جاتا ہے۔

ارشاد آں حضرت نے فرمایا کہ اگر روئی کو جنگل میں آفتاب کی دھوپ میں رکھیں تو سورج کی آگ اس روئی کو ہرگز نہ جلا سکے گی۔ اگر اس روئی کو آئینہ کے سایہ میں رکھیں یا صاف کانچ میں رکھیں تو اسی وقت سورج کی آگ اس روئی کو جلا ڈالے گی۔

مرشد کامل کی ذات مثل آئینہ پاک وصاف کے ہے۔ بغیر وسیلہ مرشد کامل کے جذب الٰہی کی آتش کو معلوم کرنا اور اپنی ہستی کی روئی کو جلانا ناممکن ہے۔

ارشاد ایک روز معشوق الٰہی نے یوں فرمایا کہ مرید کو چاہیئے کہ اپنے حواس ظاہری کو پیر کے چہرہ اور اس کے وجود کا اس قدر تصور بنائے کہ مرید کی آنکھوں میں سوائے پیر کی صورت کے دوسری صورت نظر نہ آئے اور کان سوائے صدائے پیر کے دوسری آواز نہ سنے اور زبان سوائے پیر کی تعریف کے دوسری بات نہ کرے جب اسی طرح کرتا رہے گا تو پیر کے دل کا پرتو مرید کے دل پر پڑ جائیگا جیسا کہ آئینہ کو آفتاب کے روبرو رکھیں تو آئینہ سورج کے نور کو حاصل کرتا ہے اور جو بھی سامنے آئیگا اس پہ آئینہ پرتو انداز ہوگا اور اس کو بھی چمکائے گا۔ یہ چمک جو آئینہ پر ہے آفتاب کی چمک ہے نہ کہ آئینہ کی۔ جب مرید اس نور کے پرتو سے منور ہوگا تو وہ نور مرید کے تمام حواس کو جلا دیگا بلکہ تمام مرید کے جسم و حواس کو جلا کر راکھ کر دے گا۔ مرید اور مرید کے حواس کی جگہ سوائے اس نور کے کچھ بھی باقی نہ رہے گا اور وہی نور نور کو دیکھے گا۔ پیر کی یاد اللہ اور اس کے رسول کی یاد سے افضل و اعلیٰ ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور پیر ان کا مطیع رہ کر اس کمال کو پہنچا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات خداوندی کا سایہ ہیں اور پیر تیرے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ ہے۔ پیر کی یاد عین یاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یاد رسول عین یاد حق ہے۔

ارشاد ایک روز آپ نے فرمایا کہ پیر کے تصور اور مشاہدہ سے چشم ظاہری کے تمام نفسانی خطرات جو مانند اجسام کے مرید کے دل پر ظاہر ہوتے تھے

پیر کے مشاہدہ سے دور ہو جاتے ہیں اور دل افعال ذمیمہ کو چھوڑ کر خود بخود
اخلاق حمیدہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ پیر کے تصور اور مشاہدہ سے مرید
میں پیر کے افعال و صفات سما جاتے ہیں اور مرید خود پیر کی صورت پر خود
کو دیکھتا ہے جو بھی پیر کا ظاہر اور باطن ہے۔ مرید کا ظاہر و باطن بن جاتا
ہے اس مشاہدہ سے دل ماسوا اللہ کی جانب سے پھر جاتا ہے اور خود بخود
وہاں تک رسائی ہو جاتی ہے جو راز کہ پیر کی ذات میں پوشیدہ ہے اس سے
مرید کو لذت مل جاتی ہے۔

ارشاد اسم ذات یعنے اللہ کے نام کو اگر سونے کے رنگ پر تصور
کریں تو سورج ظاہر ہوگا۔ اگر چاندی کے رنگ پر تصور کریں تو چاند ظاہر
ہوگا۔ اول اول اللہ کے نام کا نقش قایم نہیں رہتا بعد میں قایم ہو جاتا
ہے اور دل میں ایک باریک چراغ روشن ہو جاتا ہے اور وہ چراغ
رفتہ رفتہ ستارا بن جاتا ہے اور اس کے بعد چاند نظر آتا ہے اور
اس کی روشنی سماوات پر پڑتی ہے۔ تمام اشیائے سماوی مصور و منظور
بن جاتے ہیں اور اس چاند میں ایک بچہ کی صورت ظاہر ہوگی اور وہی
صورت حقیقت محمدی ہے۔

ایک روز شیخ الکاملین عارف کامل مولانا شیخ منصور برادر ملا نصرتی
معشوق الٰہی کی مجلس پند و نصایح میں بیٹھے ہوئے تھے۔ معشوق الٰہی
سے پوچھا کہ ولی مرد کامل کیسا ہوتا ہے۔

حضرت معشوق الٰہی نے فرمایا کہ ولی کامل ایسا ہوتا ہے۔ جب وہ

کسی گنہگار اور مردہ دل کی طرف دیکھتا ہے تو اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے
اور اگر کسی غافل پر نظر کرتا ہے تو وہ ہوش میں آجاتا ہے۔ اگر ناقص پر
نظر کرتا ہے تو وہ کامل بن جاتا ہے۔ اگر بے علم جاہل کے دل پر توجہ ڈالتا ہے
وہ جاہل عالم فاضل اور ولی کامل بن جاتا ہے۔

عارف کامل شیخ منصور نے پھر پوچھا کہ ان صفات کے آدمی کو
ہم کس طرح پہچانیں اور اس میں کیا علامات ہوتے ہیں۔

معشوق الٰہی کے سامنے چند درخت ببول کے تھے اور کچھ بڑے
بڑے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے ان درختوں اور پتھروں کی جانب
دیکھ کر فرمایا کہ اس شخص کی علامت یہ ہے کہ اگر وہ ان درختوں سے کہدے
کہ تم جل جاؤ تو اسی وقت جلنے لگیں اور ان پتھروں سے کہدے کہ پانی
ہو جاؤ تو پانی ہو جائیں۔ شیخ منصور فرماتے ہیں کہ جونہی آپ نے یہ الفاظ
فرمائے آپ کے سامنے کے ببول کے تمام درخت جلنے لگے اور پتھر پانی ہو کر
بہہ گئے اور وہ تمام درخت جل کر راکھ ہو گئے۔

ایک دفعہ یہ ہوا کہ کشور خاں جو امرائے عادلشاہی سے تھا کے مظالم کے
واقعات۔ معشوق الٰہی کے سامنے کہنے لگے آپ نے کشور خاں کے مظالم کی کیفیت
سنکر فرمایا کہ ہم کشور خاں کو معزول کر کے قتل کرتے ہیں۔ کہہ کر آپ کے سامنے
ایک پھولوں کا ڈھیر پڑا تھا پہلے اس کے پتے اور پھول اور ڈالیوں کو
توڑ ڈالا اور اس کے بعد اس پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اسی وقت
کشور خاں اخلاص خاں اور دولت خاں کے حملے کی تاب نہ لا کر احمد نگر کی

جانب فرار ہوگیا اور وہاں مصطفیٰ خاں کے ایک نوکر نے اُس کو قتل کر دیا۔
شیخ منصور جو اولیائے کاملین بیجاپور سے تھے نقل کرتے ہیں کہ
ایک روز میں معشوق الٰہی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت شیخ الکاملین شاہ
برہان الدین جو میراں جی کے فرزند رشید ہیں اور زہد و تقویٰ و علوم وغیرہ
میں مشہور دہر ہیں آپ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میں ایک ماہ
سے زاید ہوا کچھ کھایا پیا نہیں اور ریاضت شاقہ میں تھا مگر آج بھوک
معلوم ہوتی ہے۔ اگر آپ مجھے کھانا کھلائیں تو نوازش ہوگی۔ معشوق الٰہی نے
فرمایا کہ میاں تم کیا کھانا چاہتے ہو۔ خان موصوف نے فرمایا کہ میرا دل بھنی ہوئی
پانی کی مرغی اور گیہوں کی روٹی اور ٹھنڈا پانی اور گاجر کا میٹھا کھانا چاہتا ہے
اُس وقت چند پانی کے مرغیاں اڑ رہی تھیں۔ آپ نے اشارا کرکے فرمایا کہ
مرغابی جلد اس نوجوان کی خواہش پوری کر اُسی وقت ایک پانی کی مرغی
بھنی ہوئی آپ کے سامنے گری اور پھر آپ نے دو لکڑی کے تختے جو پاس
تھے اٹھایا اور فرمایا کہ لو یہ روٹیاں ہیں لکڑی کے تختے اُسی وقت دو گیہوں
کی روٹیاں بن گئیں اور دیوار پر انگلی سے اشارا فرمایا کہ دیوار شق ہوئی ایک
حسین و جمیل عورت ایک برتن میں گاجر کا میٹھا اور ٹھنڈا پانی لا کر سامنے
رکھدی۔ آپ نے برہان الدین سے فرمایا کہ جانم حسب خواہش تمارا رزاق
رزق عطا کردہ است نوش کن و آب بخور موصوف نے وہ مرغابی
روٹیوں اور میٹھے کو کھایا اور ٹھنڈا پانی نوش کیا۔ حضرت معشوق الٰہی نے
اُس مرغابی کی ہڈیوں کو اپنے ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ ....

.... اُے مرغابی شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ
کے حکم سے اٹھ اور اُڑ جا آپ کے فرمانے سے وہ پانی کی مرغی زندہ ہوکر اڑ گئی
شیخ منصور فرماتے ہیں کہ میں اُس روز سے بُرہان الدین مذکور جو سادات
بنی فاطمہ سے تھے اور لقب اس خاندان کا خان تھا جانم لقب پڑ گیا
آخر تک برہان الدین خاں کہ بجائے برہان الدین جانم پکارے جانے لگے۔
شیخ منصور مذکور سے مروی ہے کہ برہان الدین خاں موصوف قادریہ سلسلے
میں حضرت میاں شاہ مصطفیٰ قادری معشوق الٰہی کے ہاتھ پر بیعت
فرمائی ہے۔

ارشاد ایک روز معشوق الٰہی نے حسین بن منصور حلاج کا واقعہ
یوں بیان فرمایا کہ جب حلاج پر جذبہ بے حد طاری ہوگیا تو انا الحق کا
نعرہ مارنے لگے جس کی وجہ قید کر دیئے گئے جونہی قید خانہ میں داخل
ہوئے تو دوسرے قیدیوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تم پر رحم آگیا ہے۔
چلے جاؤ قیدی کہنے لگے کہ ہمارے ہاتھوں اور پاؤں میں بیڑیاں اور گلے
میں لوہے کا طوق ہے۔ کس طرح جاسکیں گے حلاج نے اُن تمام قیدیوں
کی بیڑیوں اور طوقوں پر نظر ڈالی تو تمام قیدیوں کے بیڑیاں اور طوق
خودبخود کھل کر گر گئے اُس کے بعد فرمایا کہ چلے جاؤ۔ قیدی پھر کہنے لگے کہ
پہرہ دار لوگ جانے نہیں دینگے حلاج نے قید خانے کی دیوار کو اشارا کیا
تو دیوار شق ہوگئی اور تمام قیدی اُس شگاف میں سے چلے گئے جب
قید خانہ کا جیلر قید خانہ میں آکر دیکھا تو تمام بیڑیاں اور طوق پڑے ہوئے ہیں۔

اور قیدی چلے گئے ہیں اور دیوار اپنی جگہ سے ہٹ گئی ہے۔ جیلر نے حسین بن منصور حلاج سے پوچھا کہ قیدی کہاں گئے۔ آپ نے جواب دیا کہ خدا کو اُن پر رحم آ گیا۔ اس لیے اُن تمام کو رہا کر دیا۔ جیلر نے کہا کہ پھر تم کیوں نہیں گئے حلاج نے جواب دیا کہ مجھے اسی میں مزا ملتا ہے اس لئے نہیں گیا ورنہ مجھے جانے سے کون منع کر سکتا ہے۔

الغرض حسین بن منصور عرصہ دراز تک مقید رہے۔ راتوں میں اکثر اوقات خواجہ جنید بغدادی حلاج کے پاس جا کر نصیحت کرتے تھے کہ انا الحق کہنے سے باز آ جا ورنہ تجھے علماء دار پر چڑھانے کا فتویٰ دیدینگے۔ حلاج نے کہا کہ مجھے اسی کا ذوق وشوق ہے کہ دار کی لکڑی کو لال کر دوں اور عاشقوں کی حجت پوری کروں جب شیخ جنید بغدادی کی نصیحت کوئی اثر نہ کر سکی تو مفتیان دین نے حلاج کو سولی چڑھانے کا فتوی لکھ کر خواجہ جنید بغدادی کے پاس لے آئے اور دستخط کرنے کیلئے مجبور کیا۔ آخر کار خواجہ جنید بغدادی نے پہلے علماء کا لباس پہنا اور خانقاہ سے باہر آئے اور اس عبارت کے ساتھ فتویٰ تحریر کیا۔

نَحْنُ نَحْکُمُ بِالظَّاهِرِ ؕ

اس کے بعد حسین بن منصور حلاج کو دار پر چڑھانے لے چلے تو راستہ میں لوگ پتھر برسانے لگے۔ اس وقت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حلاج پر پھول پھینکا حلاج نے پھول کے لگتے ہی آہ کا نعرہ مارا۔ شیخ شبلی نے پوچھا کہ اس قدر لوگ تجھے پتھر مار رہے ہیں تو تو نے اُف تک نہیں کیا۔ میرے

پھول کے مارنے سے آہ آہ کرنے کی کیا وجہ ہے حلاج نے فرمایا کہ یہ تمام پتھر مارنے والے میرے راز سے واقف نہیں ہیں اور اے شبلی تو میرے راز سے بخوبی واقف ہے۔ اس کے باوجود تجھے پھول سے مارا مجھے اُن مجبوروں کے پتھروں سے بڑھ کر تیرے پھول کی ضرب لگی اس لئے میں نے آہ کی۔

مروی ہے کہ حسین بن منصور حلاج فرض وسنت کے علاوہ ہر روز ہزار رکعت نماز نفل پڑھا کرتے تھے جس روز کہ سولی چڑھانے کا دن تھا۔ اس روز پانچ سو رکعت نماز نفل پڑھی کہتے ہیں کہ دار پر چڑھانے سے قبل منصور حلاج سے پوچھا گیا کہ ہر روز صدائے انا الحق سے مترنم رہتے ہو پھر ہزار رکعت نمازِ نفل پڑھنے کی کیا ضرورت ہے حلاج نے فرمایا کہ نماز میں مجھے میری حالت ہوتی ہے اور ایسا مزہ ملتا ہے کہ زبان اُس کے بیان سے قاصر ہے جیسا کہ مقناطیس کے پتھر میں راز ہے کہ لوہے کو کھینچتا اور جذب کرتا ہے اور حکماء اس کے بھید سے ناآشنا اور اس کے بیان سے عاجز ہیں۔

جب منصور کو دار پر چڑھایا گیا تو منصور کے ہر خون کا قطرہ جو زمین پر گرتا تھا لفظ انا الحق لکھا جاتا تھا۔ اس کے بعد منصور کی لاش کو جلایا گیا تو آگ کے شعلوں سے انا الحق کی آواز آنے لگی۔ جب منصور کی لاش جل کر راکھ ہو گئی اور خاک ہوا میں اڑنے لگی تو انا الحق کی آواز پیدا کرتی تھی۔ اس کے بعد خاک کو دریا میں ڈالا گیا تو دریا میں یکایک جوش آ گیا اور ہر جوش سے انا الحق انا الحق کی صدا آنے لگی۔ جب دریا کا طوفان حد سے بڑھ گیا اور آواز انا الحق سے تمام دریا گونجنے لگا تو حسین ابن

منصور حلاج کے خادم نے حلاج کا پیرہن دریا میں ڈال دیا جیسے ہی
منصور کا پیرہن دریا میں ڈالا گیا جوش اور آواز موقوف ہوگئی حسین بن
منصور نے ہونے والا یہ تمام واقعہ اپنے خادم سے کہہ دیا تھا کہ دریا میں جوش
آئے گا اور انا الحق کی آواز گونجے گی۔ اس وقت تم میرا پیرہن دریا
میں ڈالدے ورنہ دریا میں ایسی طغیانی پیدا ہوگی کہ طوفان نوح کی طرح
تمام مخلوق ڈوب جائیگی اس واقعہ کے بعد ایک آدمی ایک عارف کامل کے
سامنے غالباً وہ حضرت خواجہ جنید بغدادی ہی ہوں گے کہا کہ سبحان اللہ
اس بزرگوار پر کیا ستم کیا گیا کہ ان کے ہر قطرہ خون سے زمین پر انا الحق کا نقش
بن گیا۔ ان کے کمال کی یہ بیّن دلیل ہے۔

بزرگ عارف نے کہا ما صنع اللہ فھو خیرہٗ کوئی ستم حسین بن
منصور حلاج پر نہیں کیا گیا۔ کیونکہ جو کوئی بادشاہ کے راز کو نہیں چھپاتا
اس کی سزا یہی ہے۔ یہ سنکر شخص مذکور نے کہا کہ حال کچھ ہے اور کہتے
کچھ ہیں۔ کوئی دوسرا اس زمانے میں حسین بن منصور جیسا ہے تو یاد کرو۔
خواجہ جنید اس وقت کچھ لکھ رہے تھے۔ قلم ان کے ہاتھ میں تھا انھوں نے
قلم کو زرا جھٹکا دیا تو سیاہی کے دو تین قطرے زمین پر گر گئے اور انا الحق
کی تحریر نمایاں ہوگئی۔ آپ نے اس مرد سے فرمایا کہ دیکھ میرا حال میرے
ہاتھ سے میرے قلم میں سما گیا اور قلم سے سیاہی میں سما گیا اور میرا حافظ
ان دونوں کو پکڑا ہوا تھا۔ جب تک کہ سیاہی قلم سے جدا نہیں ہوئی۔
اس راز کو اظہار کر نہ سکا۔ یہ حال اور حفظ اچھا ہے یا اس مرد حسین بن

منصور حلاج کا حال بہتر ہے یہ سنکر وہ شخص معترض جنید کے قدموں پر
گرا اور معافی چاہی۔ مولانا روم کو خواجہ جنید کی فتویٰ نویسی پر غصہ آیا
اور یوں فرمایا ؎

چوں قلم در دست غداری بود ✿ لاجرم منصور بر داری بود

ارشاد ایک روز معشوق الہیٰ احباب کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔
عرفان کی باتیں ہو رہی تھیں اس وقت زبان فیض ترجمان سے دکنی زبان کے
یہ اشعار نکلے ؎

میرے تن میں تجھ بن دوسرا نیں ✿ زرا اس بھید کا کس کوں خبر نیں
میں عاشق اپنے صورت پہ ہوریا ہوں ✿ میں اپنا موکھ دل بھیتر سوں دیکھوں
مزہ مجھے ملیا دیدار منجھ کا ✿ میں نئیں بسریا مزا دیدار منج کا
الپس کوں مصطفیٰ دل میں پایا ✿ خدا کوں پا خودی اپنی بسارا
حبیب اللہ بدرالدین پیارا ✿ دیکھیا یا کھیں قدرت نیارا نیارا

ارشاد ایک روز معشوق الٰہی احباب کی مجلس میں بیٹھے ہوئے
تھے کہ آپ کے فرزند و سجادہ نشین حضرت سیّد شاہ عبدالقادر قادری جو ابھی
خورد سال تھے تشریف لائے اور والد محترم کے روبرو مودب بیٹھ گئے۔
آپ نے فرزند ارجمند کو دیکھ کر فرمایا کہ میاں کیا چاہئیے۔ سیّد عبدالقادر قادری نے
عرض کیا کہ مجھے آپ کے سوا کچھ نہ چاہئیے۔ یہ سن کر آپ پر جذبہ طاری ہوا۔
اور رقص کرنے لگے اور سیّدنا عبدالقادر قادری کو اپنی گود میں لیکر
آستین میں چھپا لیا اور یہ دکنی اشعار فرمانے لگے ؎

اندھے کاہے عصا توں کچ اندھارے گھر کا اُجالا توں

اندھے کاہے آسارا توں کچ عبدالقادر مصطفیٰ مصطفیٰ عبدالقادر

سیّد عبدالرزاق قادری اُس وقت آپ کی مجلس میں تشریف فرما تھے فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ کہ عبدالقادر مصطفیٰ مصطفیٰ عبدالقادر زبانِ مبارک سے نکلتے ہی آپ کی شکل وصورت اپنے فرزند سیّد عبدالقادر قادری کے جیسے ہوگئی اور ہم تمام یہ حالت دیکھ کر متعجب ہوگئے کہ معشوق الٰہی ایکایک اپنی حالت کو کیسے تبدیل کر گئے اور عبدالقادر جیسے کس طرح بن گئے ہم لوگ سیّد عبدالقادر قادری فرزند معشوق اور معشوق الٰہی میں تمیز نہ کرسکے کہ کون عبدالقادر قادری ہیں اور کون میراں شاہ مصطفیٰ قادری ہیں یہی حالت عصر کی نماز کے وقت تک رہی اُس کے بعد معشوق الٰہی اپنی اصلی صورت پر آگئے اور ہم نے عصر کی نماز میں آپ کی اقتدا کی۔

ارشاد ایک روز حضرت معشوق الٰہی احباب کی مجلس میں تشریف فرما تھے راز و نیاز کی باتیں ہو رہی تھیں اور کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی تشریح فرما رہے تھے کہ آپ پر جذبہ طاری ہوا اور آپ کی زبانِ مبارک سے یہ دکنی اشعار ادا کرنے لگے ؎

عجب دریا ہے بیچوں کا کھڑا ہے لا نہایت یو کچ اجی نیناں سوں عرفان کے تمہیں عارفاں دیکھو

نہ اسکا انت دکھتا بڑا ڈونگا یو دریا ہے کچ کیا جرأت لینے کون ہو یا گم راہ خانی او

یو دریا لااِلٰہ کا ہے جسے حد و نہایت نئیں کچ سو الا اللہ کا موتی اسی دریا منے ڈھونڈو

اسی موتی منے یاراں عجب نورِ محمدؐ ہے کچ تجلی نور کی کن اب رسول اللہ کو بوجو

اپنا کلمہ کے معنی کوں اپنا تم دھیان دھر سنا کچ اجی تم ہیر سوں بوجیا سو اسکو دل اوپر لکھو

بسم اللہ الدین حبیب اللہ میرا پیر لاثانی کچ نتیجہ کلمہ کی کل سوں خوب سا واقف کیا ہے او

اجی یو مصطفیٰ کلمہ کی گری سوں ہوا پانی

آپ کے بھتیجے سیّد نعمت اللہ قادری بیان کرتے ہیں کہ جوں ہی عم محترم کی زبانِ مبارک سے آخری مصرع ادا ہوا کہ آپ کے وجود سے پانی بہنے لگا اور دیکھتے دیکھتے آپ کا وجودِ مبارک سارے کا سارا پانی ہو کر ایک گڑھے میں جمع ہوگیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر آپ کے احباب پریشان ہوگئے میں دوڑتے ہوئے اپنے والد محترم میراں سیّد شاہ ابوالحسن قادری کے پاس آکر تمام ماجرا سنایا میرے والد محترم اسی وقت میرے ہمراہ تشریف لائے اور اُس پانی کے پاس کھڑے ہو کر دکنی زبان میں یوں فرمایا ؎

اسی کلمہ کے کن سوں جی اٹھا منڈان یو سارا

اسی پانی سوں اُٹھ اے مصطفیٰ تجھ کوں پکارا او

یہ فرماتے ہی پانی میں ایک جوش پیدا ہوا دیکھتے ہی دیکھتے حضرت عم بزرگوار میراں سیّد شاہ مصطفیٰ قادری معشوق الٰہی لااِلٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اہل مجلس پر لرزہ طاری تھا۔ اس مجلس میں کئی ہندو پنڈت بھی موجود تھے۔ یہ واردات دیکھ کر کئی پنڈت مسلمان ہوگئے اور کئی ہندو آپ کے عقیدت مند ہوگئے ان ہندوؤں میں شادی رام وزیر عادلشاہی اور ڈھونڈو پنڈت سپہ سالار افواج عادلشاہی بھی حاضر تھے دونوں آپ کے سچے دل سے معتقد تھے۔

نقل ہے کہ ڈھونڈو پنڈت ایک روز شاہ جی وزیر کے ساتھ حضرت معشوقیہ میں حاضر ہوا شاہ جی کے انگلی میں ایک انگوٹھی تھی اس انگوٹھی کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ "تمہاری انگلی میں کیا ہے" وزیر نے کہا کہ یہ شاہی مہر کی انگوٹھی ہے کہتے ہوئے انگلی سے نکال کر معشوق کے حضور میں پیش کی آپ اس وقت مخدوم جی کی باولی پر بیٹھے ہوئے تھے انگوٹھی لیکر باولی میں پھینکدی وزیر اور پنڈت کانپنے لگے اور پریشان ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ شاہی مہر کی انگوٹھی ہے جو فرامین بادشاہی پر لگائی جاتی ہے اور اس مہر کی حفاظت کی ذمہ داری مجھ پر ہے اب میں عتاب شاہی سے کس طرح بچ سکوں گا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ فکر مت کرو تمہاری انگوٹھی تمہیں مل جائیگی۔ آو میرے ساتھ چلو آپ وہاں سے اٹھ کر بیگم تالاب کی جانب چلے وزیر اور سپہ سالار بھی آپ کے ساتھ ہو لئے آپ نے تالاب پہنچ کر وضو فرمایا اور دو رکعت نماز نفل ادا کر کے آسمان کی جانب دیکھ کر فرمایا کہ اے باری تعالیٰ۔ اس وزیر کی انگوٹھی جو شاہی مہر کی تھی میں نے باولی میں ڈالدی ہے۔ یہ وزیر اور پنڈت جو تیرے نیک بندے ہیں وہ شاہی عتاب سے ڈر رہے ہیں۔ انہیں اُن کی انگوٹھی واپس دلا دے فرما کر آپ نے تالاب کی مچھلیوں سے فرمایا کہ اے مچھلیو شاہی مہر کی انگوٹھیاں لے آو آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی تالاب کے پانی میں جوش آیا اور صدہا مچھلیاں اپنے دہنوں میں انگوٹھیاں لئے ہوئے اوپر آئیں آپ نے وزیر شاہ جی اور ڈھونڈو پنڈت سے کہا کہ تمہاری انگوٹھی پہچان کر لے لو۔

وزیر اور پنڈت انگوٹھی کو پہچان نہ سکے کیوں کہ تمام انگوٹھیاں ایک ہی قسم کی تھیں۔ آپ نے مچھلیوں کی جانب نظر کر کے فرمایا کہ اے مچھلیوں وزیر کی انگوٹھی اوپر چھوڑ کر باقی تمام لیجاؤ۔ اتنا فرماتے ہی ایک مچھلی اوپر آئی۔ اور انگوٹھی آپ کے سامنے رکھکر پھر پانی میں چلے گئی اور باقی تمام مچھلیاں بھی غائب ہو گئیں۔ یہ حالت دیکھکر شاہ جی اور ڈھونڈو پنڈت جو قوم مرہٹہ سے تھے۔ دلی عقیدت سے آپ کے مرید ہو گئے اور اپنی شاہی مہر والی انگوٹھی کو لیکر خوشی خوشی رخصت ہوئے۔

ارشاد ایک روز حضرت معشوق الہیٰ احباب کی مجلس پر فیض میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ لطائف و ظرائف کی باتیں ہو رہی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا کی بیوفائی کا تذکرہ بھی تھا۔ حضرت معشوق الہیٰ نے دنیا کی بیوفائی کی مثال اس طرح بیان فرمائی ہے

ایک مرتبہ ایک بادشاہ نے چور کو پھانسی پر چڑھا دیا تھا اور اس کی نگہبانی کیلئے ایک آدمی کو مقرر فرمایا کہ وہ سولی کے پاس بیٹھا رہے تا کہ چور کے عزیز و اقربا چور کی لاش کو سولی سے نکال کر نہ لے جائیں۔ جب رات آئی تو نگہبانی کرنے والے نے قبرستان کی جانب دیکھا تو نظر آیا کہ چراغ جل رہا ہے۔ جب وہ محافظ قبرستان میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک حسین و جمیل عورت قبر کے سرہانے بیٹھی چراغ جلا رہی ہے۔ نگہبان مذکور نے اس عورت سے پوچھا کہ اے عورت! تیرا قبر پہ بیٹھ کر چراغ جلانے سے کیا مطلب ہے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ یہ قبر میرے شوہر کی ہے میں اس کی زندگی میں وعدہ کر چکی تھی

کر تیرے مرنے کے بعد تیری قبر کی مجاوری کروں گی اور چراغ جلاتی رہوں گی
اب تک میں اپنے وعدہ پر قائم ہوں اس آدمی نے عورت سے مکر و حیلہ
کی باتیں کیں اور اس کو فریفتہ کر لیا اور اپنے دل کا مطلب نکال لیا اور اس کا
ہاتھ پکڑ کر ساتھ لیکر سولی کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ سولی خالی لٹک رہی ہے۔
اور چور کو اس کے عزیز و اقارب چھڑا لے گئے ہیں۔ نگہبان رونے لگا اور کہنے لگا۔
کہ کل مجھے مار ڈالیں گے۔ وہ عورت کہنے لگی کہ تو پریشان مت ہو کیوں کہ میرا
شوہر آج ہی مرا ہے۔ چور کے بجائے اس کو دار پر لٹکا دینگے۔ آخرکار ویسا ہی
کیا۔ جب لاش کو قبر سے باہر لا کر لے چلے تو نگہبان نے کہا کہ چور کو داڑھی نہ تھی۔
اس لاش کو داڑھی ہے کیسا کریں۔ عورت نے اسی وقت چراغ سے اپنے
شوہر کی داڑھی کے بال جلا ڈالے اور اس نگہبانی کے ساتھ اس کے گھر جا کر
اس کی بیوی بن گئی چند روز گذرنے کے بعد وہ آدمی بیمار ہو کر مرنے کے قریب
ہو گیا تو عورت اس مرد کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگی۔ مرد مذکور نے عورت
سے پوچھا کہ اے میری غم خوار عورت میرے مرنے کے بعد کیا کرے گی
اس عورت نے کہا وہ روز خدا نہ لائے اگر لائیگا تو مجاوری کرونگی اور چراغ
جلاونگی وہ مرد نگہبان نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تو ایسا کریگی لیکن خدا کے
واسطے میری داڑھی کو مت جلا یہ دنیائے مردار کا یہی دستور ہے کہ ایک کے
جانے کے بعد دوسرے کو پہچانتی ہے ۔

ارشاد ایک روز آپ نے ایک مزاحیہ لطیفہ اس طرح فرمایا کہ ایک
شخص کا ایک غلام کاہل اور سست تھا مالک نے اس سے کہا کہ بازار سے انگور

انجیر لے آ غلام انگور لے آیا اور انجیر نہ لایا مالک نے اس غلام پر غضبناک ہو کر
کہا کہ جب کبھی تجھے کہتا ہوں ایک ہی کام کرتا ہے اور جو بھی لانے کہتا ہوں
اس میں سے کچھ نہ کچھ چھوڑ دیتا ہے اتفاقاً مالک بیمار ہوا غلام کو بلا کر کہا کہ
حکیم کو بلا لا۔ غلام گیا اور کئی لوگوں کو لے آیا۔ مالک نے پوچھا کہ ارے میاں
اتنے لوگ کیوں آئے ہیں اور حکیم کون ہے بتلا غلام نے جواب دیا کہ اے
آقا آپ نے فرمایا تھا کہ تو ایک ہی کام کرتا ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھ کر
حکیم غسال بھی مولود خوان اور گورکن کو بھی ساتھ لایا ہوں اور مطرب کو بھی
ساتھ لایا ہوں اگر اچھے ہو جاؤ تو مطرب شکرانہ گائیں گے۔ اگر مر گئے تو غسال
اور گورکن اور مولود خوان کام میں آئینگے ۔

ارشاد آپ نے ایک روز اس طرح فرمایا کہ ایک بوڑھا آدمی جسکی
داڑھی کے بال لانبے تھے سمرقند میں رہتا تھا وہ ایک دن اپنے دو بیٹوں کے
ساتھ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ دونوں بیٹے اپنے ملک کے انگور کی
تعریف کرنے لگے۔ ان لڑکوں میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے ملک میں سفید اور
شیریں انگور ہوتے ہیں جن کو ریش بابا کہتے ہیں۔ آپ کے ملک خراسان میں
وہ انگور نہیں ہیں۔ یہ سن کر مولانا جامی نے فرمایا کہ ہمارے ملک خراسان
میں انگور ہوتے ہیں جو نہایت سیاہ اور بے حد شیریں اور ان کو غلاموں
کے خایئے کہتے ہیں۔ غلاموں کے خایئے تمہارے ریش بابا سے اچھے ہوتے ہیں۔

ایک روز معشوق الٰہی نے احباب کی مجلس میں ایک ظریف کا واقعہ
یوں بیان فرمایا کہ ایک ظریف ایک بخیل کے گھر گیا اور دروازہ کے

سوراخ سے جھانک کر دیکھا کہ مالک کے سامنے طبق میں انجیر رکھا ہے اور وہ انجیر کھا رہا ہے۔ ظریف نے یہ دیکھ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو فوراً مالک مکان نے انجیر کے طبق پر رومال ڈھانک کر دروازہ کھولا اور دونوں اندر آ کر بیٹھے۔ بخیل نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو اور کیا پیشہ کرتے ہو۔ ظریف نے کہا کہ میں حافظ قرآن ہوں بخیل نے کہا کہ کیا تم چند آیات خوش الحانی کے ساتھ پڑھو گے اس نے کہا کہ جان و دل سے پڑھوں گا بعد تعوذ و تسمیہ کے پڑھنے لگا "وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ" مالک مکان نے کہا کہ اے حافظ جی والتین کو کیا ہوا ظریف نے کہا کہ والتین کو آپ کے ملازموں کے رومال کے نیچے چھپا دیا ہوں۔ مالک مکان کو اس کا لطیفہ بہت خوش لگا انجیر کے طبق کو اس ظریف کے سامنے لا کر رکھ دیا۔

آپ نے ایک روز فرمایا کہ دو مسافر جن میں ایک اندھا اور ایک بینا تھا۔ ایک رات جنگل میں ٹھیرے ابھی کچھ رات باقی تھی کہ آبادی کی طرف جانے کے لیے اُٹھے اندھا اپنا تازیانہ ڈھونڈنے لگا اتفاق سے اندھے کو تازیانہ کی بجائے ایک سانپ جو سردی کی وجہ اکڑ کر وہاں گرا ہوا تھا۔ اندھے کے ہاتھ لگا اندھے نے اپنا تازیانہ سمجھ کر اُٹھا لیا۔ جب ہاتھ میں لیا تو اپنے تازیانہ سے نرم اور اچھا لگا جس کے ملنے سے بہت خوش ہوا اور سوار ہو کر نکلا جب رات ختم ہو کر دن نکلا تو آنکھوں والے آدمی نے اندھے کے ہاتھ میں سانپ کو دیکھا اور پکار کر کہنے لگا کہ اے دوست تو جس کو تازیانہ سمجھ کر ہاتھ میں لیا ہے وہ زہریلا سانپ ہے تجھے کاٹنے کے قبل

ہاتھ سے پھینک دے اندھے نے یہ خیال کیا کہ میرا ہمراہی اس تازیانہ کو خود لینے کی طمع کر رہا ہے جس کی وجہ سے مجھے پھینک دینے کے لیے کہہ رہا ہے۔ ایسا تصور کر کے دوست سے کہا کہ اے یار و کیا کروں یہ دولت میری قسمت تھی کہ مجھے تازیانہ کے بجائے جو گم ہو گیا تھا۔ اللہ نے مجھے میرے تازیانہ سے اچھا تازیانہ عطا کیا ہے۔ اگر تیری قسمت بھی مددگار ہو تو تجھے بھی اس سے بہتر تازیانہ مل جائیگا۔ میں وہ آدمی نہیں ہوں جو تیری مکارانہ باتوں میں آ کر تازیانہ کو ہاتھ سے پھینک دوں آنکھوں والا اندھے کی بات پر ہنس دیا اور کہا کہ اے بھائی میں اپنے حق ہمراہی سے کہ تجھے نیک اور بد سے آگاہ کر دیا ہوں میری بات کو مان اور سانپ کو پھینک دے اندھے نے اپنا منہ خراب کر کے کہا کہ اے آنکھوں والے تو اس خیالِ خام کو نکال دے اور بیکار ندامت کر میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو میرے تازیانہ کو کسی بہانے سے لینا چاہتا ہے۔ اسی لئے ایسی باتیں کر رہا ہے۔ آنکھوں والا اندھے کو بہت کچھ سمجھایا کوئی بات فائدہ مند نہ ہوئی جب گرم ہوائیں چلنے لگیں تو سانپ کی سستی دور ہو گئی اور پیچیدہ ہو کر اندھے کے ہاتھ کو ڈس کر زخمی کر دیا اور جان سے مار دیا یہ قصہ اس لئے فرمایا کہ آدمی دنیا پر بھروسہ نہ کرے کیوں کہ دنیا کی صورت اور رنگ و جمال سانپ کے جیسے نقش و نگار کی ہے۔ اس پر فریفتہ و مبتلا نہ ہونا چاہیئے اور اس کی نرمی اور نزاکت پر کوئی کام مت کریں کہ اس کا زخم جان لیوا ہے۔

ارشاد ایک روز معشوق الٰہی نے فرمایا کہ ایک روز میرے جدِ امجد غوث الثقلین سلطان الکونین میراں محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے حاکم دوزخ سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص میرے مریدوں اور محبوں میں سے تیری دوزخوں میں ہے۔ مالک دوزخ نے کہا کہ کوئی نہیں ہے ؎

باگدایان سر کویش جہنم را چہ کار کز نہیب بیمش دوزخ ہم لرزیدہ است
شاہ گیلانی کہ مردم ما چو نور دیدہ کو من غلام وی کہ ما را حق بوی بخشیدہ است

ارشاد حضرت معشوق الٰہی نے ایک روز یوں فرمایا کہ میرے جد امجد سلطان العارفین ہمیشہ اپنے دہان مبارک کو مشک و گلاب عطریات سے دھو کر اللہ تعالیٰ کا نام زبان پہ لاتے تھے ؎

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

یہ فقیہ میراں سید شاہ مصطفیٰ اس جد مکرم پیر معظم کا نام ہزاروں بار مشک و گلاب و عطریات سے اپنے دہن کو دھو کر ہی لیا کرتا ہے۔

ایک روز پیر روشن ضمیر دستگیرؒ کے حضور میں ایک شخص فاجر اور فاسق اور شرابی کبابی آیا اور عرض کیا کہ میں مرید اس شخص کا بنوں گا جو مجھے تمام منہیات یعنی غیر شرعی عادتوں کو مجھ پر مباح کر دے لیکن کسی نے بھی میری اس شرط کو منظور نہیں کیا۔ آنحضرتؓ نے اس کی یہ بات سنکر فرمایا۔ اے جوان کیا تو میری ایک شرط کو بجا لائے گا۔ اور وہ شرط یہ ہے کہ تو سچی بات کر خواہ کیسی ہی برائی ہو اس جوان نے

قبول کیا۔ اس کے بعد آپ نے اس کو مریدی میں داخل کر لیا۔ اتفاقاً ایک روز وہ مرید فعل نامشروع سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف چلا تھا کہ راستے میں کسی نے اسے پوچھا کہ کدھر سے آرہا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں شراب پی کر آرہا ہوں۔ راہ رو نے کہا کہ اے جوان گو کہ تیرے پیر نے تجھے اس کی اجازت دی ہے۔ لیکن لوگ تیرے پیر کو کیا کہیں گے۔ الغرض اس نے ناشائستہ کام کو چھوڑ دیا جو بھی اس سے دریافت کرتا وہ اپنی حقیقت کو راستی اور سچائی کے ساتھ کہہ دیتا۔ لوگ اس کو پند و نصیحت کرتے اور برائی کرنے پر لعن طعن کرتے وہ جوان سوائے نصیحت اور دشنامی کے کوئی بات نہ سنتا۔ رفتہ رفتہ اپنے تمام برے افعال چھوڑ دیئے اور توبہ کر لی۔ اے لوگو سچائی کا پھل ایسا ہی ہوتا ہے۔ راہِ سلوک کی پہلی بنیاد سچائی ہے۔ جب تک تو سچ بولنے کی عادت نہ کرے گا۔ تیری تمام محنت و مشقت رائیگاں جائیگی اگر کوئی چاہتا ہو کہ اسے دو جہاں کی عظمت ملے تو سر عقیدت سے شاہ جیلانی کی دہلیز پہ چلا آ اور اپنا سر نیاز جھکا دے تاکہ اپنی منزل مقصود کو پہنچ جائے۔

ارشاد معشوق الٰہی نے فرمایا کہ میرے جد مکرم پیر معظم میر میراں پیر پیراں شاہ گیلانی رضی اللہ عنہ کے زمانہ گرامی میں جو کوئی اس شہنشاہ ولایت کا نام لیکر جھوٹی قسم کھاتا تو اس کا سر تن سے خود بخود جدا ہو جاتا چند بزرگوں نے آپ کی جناب میں عاجزانہ التماس کیا کہ یا حضرت شمشیر قادری کو میان میں کر لیں تو زہے نصیب و زہے قسمت یہ التماس دو چار بزرگوں کا

سن کر فرمایا کہ آج سے کبھی کا سر تن سے جدا نہیں ہوگا البتہ اگر کوئی میرے
نام کو جھوٹ کے لیے زبان استعمال کرے گا تو اس کو عبرت پیش آئیگی۔

جز نام نیست نام آور چہ باشد ٭ کرم تر بود انہر چہ باشد

الٰہی بصدق و اعتقادی کہ مارا بدرگاہ حضرت جدم شاہ جیلانی
است دیدار فائض الانوار آن شہنشاہ این مشتاق و آرزومند را
نصیب گرداں۔

یعنے اے باری تعالیٰ میرا سچا اعتقاد میرے جد امجد شاہ جیلانی کی
درگاہ سے جو مجھے ہے۔ اس شہنشاہ اولیائے دو عالم کے دیدار فائض
الانوار سے اس مشتاق و آرزومند کو سرفراز فرما۔

بادشاہا مرا لقائے تو بس ٭ کردہ ام جان و دل فدائے تو بس
بستہ ام چشم دل ز ہر طرفے ٭ در دو عالم مرا لقائے تو بس
سر بدیوار میزند زاہد ٭ سجدہ من بخاک پائے تو بس
نام گیلانی کشائش کار ماست ٭ نام او حرز دل بیمار ماست
ہر کجا کارے مرا مشکل فتد ٭ نامش آنجا دستگیر ما بس است
یا محی الدین مرا نقشے دلست ٭ بر زبانم نام شان تکرار ماست
مَن جاءَ فی دارہٖ دخل الجنۃ ۔ ط

ارشاد ایک روز معشوق الٰہی نے یوں فرمایا کہ میرے جد امجد
سلطان العارفین کے دور میں ایک بد اعتقاد شخص تھا اور آپ کے
نام مبارک اور آپ کی ذات گرامی کو دوسرے ہی طریقے سے یاد کرتا تھا۔

اتفاق سے رمضان المبارک کا مہینہ آیا۔ پہلے دن اس بد اعتقاد آدمی نے
اپنی بیوی سے کہا کہ آج پہلا روزہ ہے افطار کے واسطے کسی درویش
کو باہر سے بلا لاتا ہوں جلد کھانا تیار کریں یہ کہہ کر گھر سے نکلا اور حضرت
جد امجد غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مسجد کے دروازہ پر گیا تو حضرت
غوث الثقلین بڑی محبت اور خلوص سے پیش آئے اور اپنے ہی
پاس افطار کرنے پر مجبور کیا۔ وہ شخص بد اعتقاد لا علاج ہو کر آپ کے
پاس ہی ٹھہر گیا اور افطار کے بعد اجازت مانگی۔ آپ نے اس کو جانے کی
اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ یہ پورا مہینہ یہیں پر رہ اور افطار کر
الغرض ۲۹ روز وہ بد اعتقاد آدمی آپ ہی کی مسجد میں رہنے لگا۔
اور ہر روز نماز پنجگانہ با جماعت پڑھتا رات کو سحری کھاتا اور شام
میں افطار کرتا۔ جب انتیس روزہ ختم ہو کر رات آئی تو وہ بد اعتقاد
آدمی حضرت کے پاس آکر عرض کیا کہ یا حضرت صبح عید کا دن ہے بال بچے
رکھتا ہوں اگر حکم دیں تو گھر جا کر کپڑوں وغیرہ کا انتظام کرتا ہوں آپ نے
رخصت عطا کی جب وہ شخص اپنے گھر آیا تو اپنی بیوی سے کہا کہ کل صبح
عید کا دن ہے بچوں کو کپڑے وغیرہ کا انتظام کیا یا نہیں۔ وہ صالحہ عورت
اپنے شوہر کی باتیں سنکر تعجب کرنے لگی اور کہا کہ کیا دیوانے ہو گئے ہو آج
تو پہلا روزہ ہے۔ ابھی ابھی گھر سے درویش کو افطار کے لئے لانے گئے تھے
یہ سنکر وہ مرد بد اعتقاد گھر سے باہر جا کر بزرگوں سے دریافت کیا تو وہ
سب کہنے لگے کہ آج ہی پہلا روزہ ہے یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھ کر اس نے

معلوم کرلیا کہ یہ کرامت حضرت شاہ کی ہے۔ بس اسی وقت توبہ کی
اور انکار سے باز آیا۔

ارشاد حضرت سید السادات میراں شاہ مصطفیٰ قادری معشوقِ
الٰہی نے فرمایا کہ میرے جد امجد حضرت غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کے
پاس ایک روز شہر کے تمام رہنے والے آئے اور ظالم حکمراں کے مظالم کو
رو رو کر عرض کرنے لگے کہ تین سال ہوئے کہ اس حاکم ظالم کے ظلم سے ایک
عذاب سخت میں ہم رعایا مبتلا ہیں پہلے سال اس نے زراعت کا تمام
محصول چھین لیا دوسرے برس ہمارے جانور اور املاک اور زراعت کی
آمدنی چھین لی۔ تیسرے سال ہمارے فرزندوں اور ہمارے مال اور متاع
اور گھر کا اسباب جو بھی تھا لے لیا۔ اب ہم میں نہ بھاگنے کی طاقت ہے
اور نہ رہنے کی تاب۔ اس لئے ہم یہ کہنے آئے ہیں کہ اگر آپ توجہ کے ساتھ
ہمارے حال پر رحم کرکے۔ اس ظالم حاکم کی معزولی کی بشارت دیں تو خیر سب
ہوگا۔ ورنہ ہم سب خودکشی کرلیں گے۔ آنحضرت نے ان سب کو دلاسا
دیکر رخصت کیا اور خود قادر حقیقی کی درگاہ میں عجز و انکسار سے رعایا کی
شکستہ دلی و پریشانی اور آوارگی و پراگندگی کو دور کرنے کیلئے دعا
فرمائی۔ جب صبح ہوئی تو شہر میں مشہور ہوا کہ ظالم حاکم مرگیا۔ جب نیا حاکم آیا
تو تمام رعایائے شہر اس کے استقبال کو گئی۔ نیا حاکم رعایا کی خراب
حالت دیکھ کر ہر ایک زراعت پیشہ آدمی کو ہر روز دو تنکہ اور غیر
زراعت پیشہ کو تین بہلولی روپیہ اور دودھ پیتے بچے کو ایک بہلولی روپیہ

جاری کیا اور رعایا کی مدد اور مجبوری کی علاوہ روپیہ کے نقد و جنس کپڑے
فرش برتن گھوڑے گائے بیل بھینس وغیرہ زراعت کے لیئے امداد
و... رعایا فراغت سے زراعت میں مشغول ہوگئی۔ تین سال تک محصول کو
رعایا کیلئے بخش دیا تمام ساکنانِ شہر اس کے اخلاص سے خوش و خرم ہوگئے
اور حاکم کے پاس جاکر کہنے لگے کہ آپ کے دورِ حکومت میں تمام ملک گلزار
بن گیا ہے اور اناج رکھنے کو جگہ نہیں ہے کوئی آدمی مفلس اس شہر میں
نہیں ہے مال کی زکواۃ سے اس قدر کفرانِ نعمت نہ چاہیئے اب اپنا واجبی
محصول لے لیجئے حاکم نے رعایا کو تسلی و دلاسا دیکر تمام محصول ان کا معاف
کرکے خلعتیں پہنا کر اس کے بعد سوار ہوکر شہر کے باہر آکر روانہ ہوگیا
ظالم حاکم کے مرنے کے تیرھویں روز عادل حاکم مقرر ہوکر آیا تھا یہ تیرہ دن کے
بعد تین سال میں رعایا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوش حال ہوگئی اور
اتنی آبادانی و معموری ظاہر ہوئی بفضل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید۔ اس کی
حکمتوں کی کسی کو خبر نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ

ارشاد ایک روز معشوق الٰہی احباب کی مجلس میں تشریف رکھتے
تھے کہ اچانک ابوجہل کا قصہ اس طرح فرمانے لگے کہ ایک روز ابوجہل
مسجد نبوی کے دروازہ پر آیا اور بیٹھا رہا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم باہر تشریف لائے تو آپ سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اے محمدؐ! میں تم سے
ایک معجزہ چاہتا ہوں۔ اگر سچا نکلا تو میں اپنی قوم کے ساتھ تیرا دین قبول
کروں گا کہکر اپنے ہاتھ کو آستین میں چھپاکر سوال کیا کہ بول میرے

ہاتھ میں کیا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے
ہاتھ میں حقہ ہے اور حقہ کرپاس کے ٹکڑے میں بندھا ہوا ہے اور حقہ
کے اندر تین دانے ہیں اور دانے درمیان سے کس طرح ہیں اور ان میں سے
ایک کو سوراخ ہے اور ایک کو نہیں ہے اور ایک کو آدھا سوراخ ہے۔
اور اس حقہ میں لعل کا ٹکڑا بھی ہے اور لعل کے اندر لال کیڑا ہے اور کیڑے
کے دہن میں ہرا پتہ ہے۔ ابوجہل نے کہا کہ یہ سب درست ہے مگر کیڑا اور ہرا
پتہ کیسے معلوم ہوگا۔ حضرت رسول اللہ نے فرمایا کہ لعل کو چھوڑ دے ابوجہل نے
کہا کہ یہ لعل قیمتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیرے لعل کی قیمت دے دیتا
ہوں تاکہ خدا کے پیغمبر کی بات سچ ہے یا جھوٹ معلوم ہوجائیگی الغرض لعل کو
چھوڑا گیا تو ایک چھوٹا کیڑا ہرا پتہ منہ میں پکڑا ہوا باہر آیا۔ آپ نے اس کیڑے
کو اپنے ہتھیلی میں رکھ کر کیڑے سے پوچھا کہ اے کیڑے تو کب سے اس
لعل میں تھا۔ وہ کیڑا خدا کی قدرت اور رسول اللہ کے معجزے سے بات
کرنے لگا اور کہنے لگا کہ میں مدت تو نہیں بتلا سکتا لیکن میری عمر پوری
گذر گئی کہ اسی پتھر میں ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے ہر روز تین ہرے پتے اسی
قسم کے میری غذا کیلئے بھیج دیتا ہے اور کبھی مجھے بغیر پتوں کے نہیں رکھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ تیری تسبیح کیا ہے جس کی برکت سے تجھے
رزق ملتا ہے۔ اس ننھے کیڑے نے کہا کہ میری تسبیح الہام الٰہی سے یہ مقرر ہے
کہ ہر روز دس مرتبہ پڑھتا ہوں اللھم صل علی محمد و آل محمد و بارک وسلم تمام
اصحاب رسول حاضر تھے اس معجزہ کو دیکھ کر تمام کے تمام بلند آواز سے

شکر ادا کرے ابوجہل خجل اور شرمندہ ہوگیا اور اپنا چہرہ حضرت سید المرسلین
کی جانب کرکے کہا کہ تو بڑا جادوگر ہے کہہ کر پیٹھ پھیر کر چلدیا اور اپنا وعدہ
جو ایمان لانے کے کیلئے کیا تھا پورا نہیں کیا۔ اس کا نام ابوالحکیم تھا۔
اس طرح کی جہالت کرنے کی وجہ سے ابوجہل مشہور ہوگیا۔

ارشاد ایک روز معشوق الٰہی نے ماہ رمضان المبارک کی فضیلت
بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اسی ماہ مبارک کی پہلی تاریخ صحیفہ آسمانی حضرت
ابراہیم پیغمبر علیہ السلام پر نازل ہوا اور اسی مہینے میں سات رمضان کو
توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوگیا اور اسی مہینے کی تیرہ تاریخ کو
زبور داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی اور پندرہ رمضان کو انجیل حضرت
عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور اور ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر پچیس رمضان کو قرآن مجید نازل ہوا۔

ارشاد ایک روز معشوق الٰہی نے حضرت اویس قرنی کا قصہ یوں
بیان فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دارِ فانی سے عالم
جاودانی کو تشریف لے گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ آنحضرتؐ کی وصیت کے
مطابق کہ میرا جبہ اویس قرنی کو دینا آپ کی وفات کے چند سال بعد
امیرالمومنین امام المتقین حضرت عمر اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما۔
آپکا جبہ لیکر یمن پہنچے اور دریافت کیا کہ اویس کہاں رہتے ہیں۔
یمن میں رہنے والے لوگوں نے کہا کہ اس شہر میں اویس نامی کوئی نہیں ہے
البتہ ایک سرپھرا دیوانہ اویس نامی یہاں رہتا ہے جو جنگل میں اونٹیں

چرایا کرتا ہے جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور روتے ہیں تو ہنستا
ہے یہ سن کر اصحاب رسولؐ اسی جگہ جنگل میں پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ اویس
نماز پڑھ رہے ہیں اور ایک بڑا اژدہا اونٹوں کی حفاظت کر رہا ہے۔
تاکہ اونٹ ادھر ادھر بھاگ نہ جائیں۔ بعد فراغت نماز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جو علامات بتلائے تھے یعنی بائیں ہتھیلی اور ہاتھ کو دیکھا
اور یقین کر لیا اور فرمایا اے اویسؓ یہ جبہ جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ہے۔ تمہیں حسبِ وصیت آنحضرت صلعم دینے آئے ہیں لے لو اور
حکم فرمائے ہیں کہ اپنی امت کے حق میں دعا کریں۔ حضرت اویسؓ
جبہ مبارک کو لیکر پہاڑ کے دامن میں جاکر مناجات کرنے لگے کہ الٰہی آنحضرت
کا جبہ اس وقت تک نہیں پہنوں گا جب تک تمام امت رسول اللہ کے
گناہ گاروں کو تو نہ بخشے گا غیب سے آواز آئی کہ باوجہہ گناہ گاروں
کو معاف کر دیا۔ اویس قرنیؓ پھر مناجات زاری سے کرنے لگے کہ جب تک
تمام گناہ گاران امت کو نہ بخشے گا سجدہ سے سر نہ اٹھاؤں گا۔ آواز آئی
کہ ربیعہ اور زبیر کی جتنی بکریاں ہیں ان کے بالوں کے تعداد کے برابر گناہ گاران
امت کو معاف کیا۔ ایسے میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے دل میں آیا کہ
اویسؓ کی حالت جاکر دیکھیں گے یہ خیال کر کے حضرت اویسؓ کے قریب آگئے۔
اویسؓ اپنے جذبہ کی حالت سے باہر آئے اور صحابہؓ سے فرمایا کہ اگر اور
ایک ساعت کیلئے آپ حضرات میرے پاس نہ آتے تو میں ساری امت
رسولؐ کے گناہ گاروں کو بخشواتا حضرت عمرؓ کو حضرت اویسؓ کی حالت

دیکھ کر وجد آگیا اور فرمایا کہ کوئی بھی میرے بادشاہ بنائے جانے پر
خوش نہیں۔ اویس نے فرمایا آپ کو عقل نہیں ہے۔ بعد ازاں حضرت اویسؓ
معذرت کے ساتھ سامنے آکر [illegible] یا کہ ایک سال کی عبادت سے تمہارے
لئے ایک گھنٹے کا عدل بہتر ہے جو چیز کہ تم کو رسول خدا سے ملی ہے اس پر قائم
رہ کر عدالت اور انصاف اور عبادت کرتے رہیں۔

ارشاد حضرت سلطان میراں سید شاہ مصطفیٰ قادری معشوقِ الٰہی
قدس سرہٗ نے ایک روز حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر کے مرید ہونے کا قصہ
اس طرح بیان فرمایا کہ ایک روز حضرت شیخ فرید شکر گنج اور شیخ بہاءالدین
ذکریا ملتانی ابتداء میں دونوں حضرات شیخ الاعظم بدر کرامت و شمس
عظمت شیخ شیوخ سہروردی کی خدمت میں آگئے تاکہ مرید ہوں وہ سلطان
عظمت عام و خاص کے درمیان کرسی پر مسند بچھا کر جلوہ افروز ہوئے
ہر دو بزرگوار موصوف بھی حاضر تھے گنج شکر کے دل میں آپ پر شک اور
عیب کا خطرہ گذرا۔ آپ نے عالم غیب سے گنج شکر کا خطرہ معلوم کیا
گنج شکر بحد ریاضت کھنچے تھے صرف ہڈی اور چمڑا باقی رہ گیا۔
شیخ سہروردی نے گنج شکر سے پوچھا کہ ریاضت کو کہاں تک پہنچائے
ہو گنج شکر نے کہا کہ اپنے حسب استطاعت ریاضت کیا ہوں کہ
ہادی ہو اللہ بن گیا ہوں۔ لیکن بغیر مرشد کے مشاہدہ کے نتیجہ باطنی ممکن
نہیں ہے۔ اس لئے آپ کے در دولت پر حاضر ہوا ہوں ورگرنہ محنت ریاضت

اتنی کہا ہوں کہ اگر کرسی کو کہوں کہ ہوا میں اُڑ تو اُڑے گی۔ اتنا کہتے ہی
اسی وقت شیخ سہروردی کی کرسی جس پر آپ بیٹھے تھے۔ ایکدم ہوا میں
اُڑ کر معلق ہوئی گنج شکر نے کرسی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے کرسی
تجھے نہیں کہا تو اپنی جگہ پر ساکن ہو جا میں نے عرش کی کرسی کو کہا تھا۔
الغرض شیخ اعظم سہروردی قدس سرہٗ نے حضرت شیخ بہاء الدین کو مرید
فرمایا۔ ایک ہی رات کے معاینہ میں باطنی دروازے اُن پر کھل گئے
اور ملتان کو رخصت فرمایا گنج شکر سے فرمایا کہ تمہارا نصیبہ شاہِ
ولایت حضرت خواجہ بختیار کاکی دہلوی سے وابستہ ہے۔ جب گنج شکر
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے
تو کیا دیکھتے ہیں کہ خواجہ بختیار کاکی شکر اور لیمو ہاتھ میں لئے ہیں
اور حاضرین مجلس کے سینہ پر مار رہے ہیں اور ہر ایک از روئے تواضع
شکر لیمو اُٹھا کر آپ کے ہاتھ میں دیدیتے ہیں یہ دیکھ کر گنج شکر کے
دل میں وہم گذرا کہ اس کام سے کیا حکمت ہوگی حال یہ ہے کہ اولیا اللہ
کے فعل بلا اصل کے نہیں ہوتے اسی دوران میں حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی نے لیمو گنج شکر کے سینہ پر مارا گنج شکر نے چاہا کہ حاضرین
مجلس کی طرح لیمو...... تواضع کے ساتھ اُٹھا کر بختیار کاکی کو دیں مگر
لیمو کوشش کے باوجود اُٹھ نہ سکا حضرت بختیار یہ مجبوری دیکھ کر
مسکرائے اور فرمائے کہ اے فرید یہ شیخ کی کرسی نہیں کہ تیرے کہتے ہی
ہوا میں اُڑے گنج شکر کو یہ سنکر آپ پر کامل اعتقاد آیا۔ اسی اثنا میں

گنج شکر کو نیند کا غلبہ ہوا اور خواب میں احتلام ہو گیا غسل کے واسطے
ہر طرف تگ و دو کی مگر پانی نہیں ملا خواجہ نے اپنے آستین کو دریا
بنا دیا۔ گنج شکر نے دریا میں جا کر غسل کیا اور دریا کے کنارے اپنی تسبیح
بھول گئے۔ جب گنج شکر نیند سے بیدار ہوئے تو تسبیح کو اپنے ہاتھ
میں نہ دیکھا اور متفکر ہوئے۔ اس اثناء میں خواجہ بختیار کاکیؒ اپنی
جگہ سے اُٹھے گنج شکر تواضع و خاطر کیلئے اپنی جگہ سے اُٹھے اور نعلین
پاک کر کے حاضر کئے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی گنج شکر پر بہت مہربانی
و محبت فرما کر وہی تسبیح جنکو فرید نے دریا کے کنارے گنوایا تھا عنایت
فرمائی اور مرید کر لیا۔

ارشاد۔ ایک روز آں سلطان المرشدین حضرت میراں سید شاہ
مصطفیٰ قادری معشوق الٰہی مسند ہدایت اور ارشاد پر جلوہ فرما تھے۔
اور بہت سارے بزرگان وقت کی ایک بڑی جماعت بھی آپ کے
سامنے بیٹھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا کہ روح عبارت ہے لطیفہ انسانیہ
مجردہ سے کہ حکما کے نزدیک اس کا نام نفس ناطقہ ہے۔ اور قلب
جوہر روحانی مجرد جو متوسط ہوتی ہے۔ روح اور نفس کے درمیان۔
نفس جوہر بخار لطیف ہے جو قوتِ حیات و حس و حرکت
ارادیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ حکما نے اس کا نام روح حیوانی رکھا ہے
نفس تین ہیں۔ امارہ ۔ لوامہ ۔ مطمئنہ ۔ و جوہر ہبا کہ ھیولا ہے۔
یعنے جوہر ہبا مادہ اجسام ہے جس سے اجسام کی صورتیں ظہور میں آتی ہیں۔

ذات سادج معرا اور سادہ کو کہتے ہیں غیب الہویۃ۔ عبادت ہے ذات بحت سے اور بحت ذات کامل کو کہتے ہیں اصلا اس کے ساتھ غیر نہیں رہتا۔

عالم لطیف عالم مجردات جو جسم نہیں رکھتے عالم کثیف وہ ہے جو اجسام رکھتے ہیں۔

مولدات یعنے موالید ثلاثہ معدنات' نباتات' حیوانات ہیں۔ جو از قسم اجناس مثل سونا چاندی و سیب و انگور اور انسان اور گھوڑا۔

تعین اول سے تین چیزیں پیدا ہوئیں وجود' علم' نور و شہود' تعین ثانی سے سات چیزیں پیدا ہوئیں۔ جنکو امہات الصفات حق کہتے ہیں۔ حیوات ۱ ارادہ ۲ علم ۳ قدرت ۴ سمع ۵ بصر ۶ کلام ۷۔

فرمایا کہ انسان چار چیز سے بنایا گیا۔ ایک نفس دوسرا روح تیسرا عقل اور چوتھا ہوا۔

فرمایا کہ دنیا کی تفصیل یوں ہے۔ عالم مجردات جنکو جسم نہیں ہے عالم ارواح جو ابھی بدنوں سے متعلق نہ ہوں عالم مثال اس کو کہتے ہیں کہ روح بدن میں داخل ہوئی ہو۔

عالم طبائع۔ عالم عناصر۔ عالم نباتات۔ عالم حیوانات و انسان۔

فرمایا کہ اللہ کا وجود عین ذات کا جوہر ہے۔ عقول ملایکہ کروبیہ کو کہتے ہیں۔ نفوس یعنے ملایکہ سماویہ وغیرہ کو کہتے ہیں عقل کل قلم کو کہتے ہیں

نفس کل لوح محفوظ کو کہتے ہیں ؎

فی المثل یک دایرہ ایں شکل عالم فرض کن
حق محیط و نقطہ روح و دایرہ اسما بود

ارشاد ایک روز سلطان الموحدین حضرت میران سید شاہ مصطفی قادری معشوق الہی نے فرمایا کہ مرشد سوں مریدان کو خدا کی عبادت دم سوں کرنا یہ دم کا مقام بتانا اول دم رہتا ہے ناف میانے رہتا ہے ساری عمر کے دم جنو ں ذاتی ایک کوزا اپنے نور کا بنایا ہے اس میں ہمارے دم رکھیا ہے ناف میں سوں چڑھتا ہے چڑھکر مقام کرتا ہے پڑتا لو میں پڑتا لو کہاں تو تالو کے اوپر ال تالو دو نو نیگڑی کے بیچ چھوٹا چکر ہے۔ اس میں ہے تن میں بوجھ ہے اور دیکھے دودھ پیتے سو بچے کے سر پٹ لیا ہے لو شاہدی سبکوا ہے۔ ہور دم اوتر کا مقام چپ تالو میں کرتا ہے چپ تالو پاؤں میں تلو کے اوپر دونو انگوٹھے کے بیچ میں اہے او سیکے تئیں چپ تالو بولتیں روح ہے تن میں بوجھ ہے اور دم تین مقام اوپچ ہے اس دم سوں اللہ کوں یاد کرنا اسکا طور یہ ہے چڑھتے دم میں دل کے ارادے سوں دم کی سانس میں اللہ بولنا ہور اوترتے دم کی سانس میں ہو بولنا اس کوں دل کی عینی نماز کہتے اہیں اوسی یاد میں خدا کے دیدار ہور محمد کی شفاعت لی ہوتی اہے اس کو بے خطرے کی نماز کہتے ہیں۔ اہیں عاشقاں آپن آپ نماز کرتے اہیں تمیں بھی۔ اسکوں کرو اس نماز کوں وضو ہور غسل درکار نہیں چلتے چلتے بیٹھتے بیٹھتے۔ جگتے جگتے۔ سوتے سوتے۔ جس حال

یں ہیں اس یں کرتا یو بے خطر یکی ہور یاد کی نماز اہے سو آپوں آپ
اہے سب نماز ہور یاد کو خطرہ اہے۔ یو نماز کون ہور یاد کون خطرہ نہیں اہے
مرشدان مشاہدہ بتاتے ہیں ہور مراقبہ دکھاتے ہیں سو یو اہے
ہور پانچ نوران کون سمجھنا اول ابلیس کے نور کا رنگ پیلا ال گجا دوسرا
نور ہریا یو پیر کا رنگ اہے تیسرا رنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
لال چوتھا نور اپنے بندہ پنے کی ذات کا رنگ کالا پانچواں نور اللہ کا
شنگرف کالائے زرد اہے پانچوں نوران کون پوجنا ہور مشاہدہ
کرنے کا طریقہ یو اہے۔ پالکھٹ مار کر بیٹھنا ڈاوین پاوں میں گرہ گے کے
بیچ میں ایک رگ اس کا ناوں رگے کیاس اہے۔ سیدھے پاوں کے
دونوں انگوٹھیاں سون پکڑ کر بیٹھنا مشاہدہ پیر کا کرنا اپنے امداد سے
سو لئے پیر کی صورت کون دیکنا ہر ایک نور میں پیر کی صورت کون قایم
کرنا اس میں ابلیس کی صورت اہے اسکون اپنے دل سون دور کرنا پھر پیچھے
نور میں پیر کا نور پیر کی صورت آئی تو قایم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا نور آیا تو قائم کرنا یو بچ برزخ صفات کہتے ہیں نور کا مقام اپنے سر میں
تالو کے اوپر ہے اس میں بھونرا ہے سو اس کے سیدھے بازو کا ٹکڑا اہے سو
خدا کے نور کا ہے۔ اسی طرح ڈاوین بازو کا ٹکڑا ہے سو احمد کے نور کا
ہے۔ اسی طرح نیچے اوتر کر سیدھے گھٹنے کا نور ہے۔ ڈاویں گھٹنے میں پیر کا نور ہے
اسی طرح اترتے ناف میں کے نیچے چہار انگل پر ابلیس کا نور ہے۔
مرشدان بولتے ہیں سو خدا کا امر کہتے ہیں سو یہ ہے تم بھی اپنے تن میں

بو جو ماں کے شکم میں بچہ کیا کھاتا ہے کہے تو خدا کا یاد کھاتا ہے۔ یہ
غذا کھاتا ہے۔ بعضے مرشدان بولتے ہیں کہ اناج کا رس کھاتا ہے۔
ماں کھاتی سو اناج کا رس اُس کے ناف میں اوترتا ہے کہتے ہیں یہ بات کل
مرشد کیاں غلط ہے ہور یاد کا غذا ہے سو صحی ہے او بچہ پیٹ میں
خوش رہتا خدا کا نور اُس کے اوپر ور رہتا ہے۔ اس کو دیک کر خوش رہتا ہے
یک غذا کا نور کا ہے ہور یک غذا یاد کا ہے بچہ پیٹ میں روتا نہیں کو
اس واسطے دونوں باتوں کا غذا پونچتا اہے۔ اس واسطے روتا نہیں۔
باہر آنے پیچھے روتا اہے سو کس واسطے کہے تو اد یاد جو رہا او نور دور ہو جاتا
ہے اس واسطے روتا ہے۔ ہر تن میں برزخ ہے اپنے تن میں دل میں برزخ
صفات کی لوح ہوئی آگے کے مرشدان بولتے ہیں کہ برزخ محمدی کہتے
ہیں سو یہی اسم اللہ محمد علی فاطمہ حسن و حسین اس پچھے اسم کو اپنی صورت
پر پوجنا ناک کی نوک پر دم ہے اندر محمد کا مکان ہے اوپر چڑھتے ہوئے
سیدا ای الف ہے سو اللہ کا مکان سیدھے بھون میں علی کا مکان ہے
ڈاوین بھوں کا مکان فاطمہ ہے۔ سیدھے آنک میں امام حسن کا مکان
ڈاویں آنک امام حسین کا مکان روحانیوں کون پہچاننا اپنے تن میں روح کا
مکان سو پیٹر تالو میں ہے۔ روح حیوانیکا مکان تالو میں ہے فرمایا کہ گنج مخفی
اپنے میں مغز سر اہے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ میں کون ہوں
کہاں اتھا ہور کہاں سون آیا ہور جاتے وقت کیا لیجاویگا تو عین ذات
اہے ہور دریائے وحدت میں غرق تھا ہور مانند قطرے کے دریائے وحدت سے

جدا ہوکر پابند دوئی کا ہو مکان اصل تیرا گنج مخفی تھا۔ حبیب واسطے سیر
بازار ناسوت کے قصد کیا نقد عشق ہمرہ لایا ہور پھر یہاں سے اپنے
مکان اصلی کون جاویگا ہور جاتے وقت توجہ ذات ہمراہ لیجا ویگا اپنے
خدا کون دیکھنا چاہا تو اگر جگ بھیتر دیکھنا ہور کیوں دیکھتا اپنے میں
خدا کون دیکھنا چاہا تو ان اپنی نظر میں دیک ہوسا پنے کون محو کر دیک
خدا کے نور کا رنگ بیان سے باہر ہے۔ چنانچہ سرخ تر از شنگرف و زرد
پیلا یعنے سونے سے زیادہ رسول اللہ کا اس تن میں کس جا مقام ہے۔
ہور اونو کے نور کا رنگ درخشاں معطر از گلاب البلیس انیت کو
کہتے ہیں ہور اس کا مقام اوپر دل کے ہے بلکہ تمام تن پر اس کا برقعہ ہے
اس کا نور مثل مہتاب کے ہے۔

فرمایا کہ نفس چاہتا پنا دل بوجتا پنا روح دیکھتا پنا سر اندیشہ پنا
نور دستا پنا ذات سمج تا پنا فرمایا کہ سمجھ کر اپنے کون جیا سو عشق ہوا
ہور نفس ہوا۔ اگر نا سمجا ہوتا ہور وہ چہتا پنا نا ہوتا وہ چہتا پنا نا ہوتا تو
یہ ہورتان نا ہوتے وہ چہتا پنا کسے بولتے ہیں وہ کلکو وہ دل کسے
بولتے ہیں وہ بوج پنے کون وہ بوج پنا نا ہوتا تو دل نا ہوتا وہ دل نا
ہوتا تو بوج پنا نا ہوتا۔ بوجتا پنا روح کون بولتے ہیں روح دیکھتے پنے
کون بولتے ہیں۔ اگر وہ نا بوجا ہوتا تو وہ دیکھتا پنا نا ہوتا اگر دیکھتا
پنا نا ہوتا اس صفاتی دیک نا ہوتی دیکھتا پنا کسے بولتے ہیں کے تو روح
کو بولتے ہیں روح کیسے بولتے ہیں کے تو وہ سر کو اگر نا دیکھتا ہوتا تو وہ

اندیشہ پنا نا ہوتا دستا پنا نا ہوتا دستا پنا کیسے بولتیں کے تو دستے
پنے کون ہور اندیشہ پنا نا ہوتا۔ دستا پنا نا ہوتا دستا پنا نا ہوتا تو
سمج پنا نا ہوتا سمج پنا ذات کوچ بولتیں ذات دیکھتے پنے کو سچ بولتیں
دیکھتا پنا نا ہوتا تو نا سمجا ہوتا نا سمجا ہوتا تو یہ تمام قدرت نا ہوتی ہور یو
تمام قدرتاں آپجہ پنے سوں ہوے یہ تمام نا ہوتی تو چہتا پنا نا ہوتا چہتا
پنا چہتا پنا کسے کہتیں کے تو عشق کون ہور محبت کون ہور مروت کون
ہور دوستی کون ہور چہتا پنا نا اچہتا ہوتا تو وہ دیکھتا پنا نا ہوتا تو یو
تمام قدرت اس دیکھنے پنے تے ہے وہ روح تجے ہے نفس دل روح
سر نور ذات کیوں کیوں سب میں بھرے ہوئے ہیں یوں تم بھی محو ہو
ارشاد ایک روز حضرت معشوق الٰہی نے عرفان کی مجلس میں یوں
فرمایا کہ ؎

کیا ہے عشق نے جا کر میرے لھو لھو رگ رگ میں
نہ حاجت میں دھروں شہرت کا ہرگز کچ بی اس جگ میں

آگے فرمایا کہ ؎

احمد احمد ہوں میں	زاہد زہد ہوں میں
والد والہ ہوں میں	عورت مرد ہوں میں
فرزند مادر ہوں میں	زمین زماں ہوں میں
پانی و پار ہوں میں	ماٹی ہور نار ہوں میں
جان ہور تن ہور زیور ہوں میں	چند ر ہور سورج ہوں میں

آدم کا تن ہور جرا ہوں میں — شاد ہور غم غم سوں ہوں میں
انس ہور ابلیس ہوں میں — شاہ پری بلقیس ہوں میں
بہشت ہور دوزخ ہوں میں — ہور کبوتر ترنج سو ہوں میں
عشق میں معشوق ہوں میں — رزاق ہور رزق ہوں میں
خلق ہور بندہ سو ہوں میں — ذات ہور اللہ سو ہوں میں
قلم ہور کاغذ سو ہوں میں — نہیں سگل منڈان ہوں میں

ہور شیخ وزیر ہور سلطان ہوں میں

ایک روز آپ نے فرمایا کہ ایک دیوانہ پر بچے پتھر پھینک رہے تھے اور آوازیں لگا رہے تھے کہ دیوانہ دوڑنے لگا اور راستے میں ایک عورت کو دیکھا کہ سامنے سے آ رہی ہے اور چھوٹا بچہ گود میں ہے۔ دیوانہ نے اس بچہ کے گلے پر ایک طمانچہ مارا عورت نے کہا کہ اس بچے کو کیوں مارا دیوانہ نے کہا کہ اسے قحبہ یہ بچہ بھی حرام زادہ بنے گا۔

ایک روز فرمایا کہ کرد ی نے اپنا گدھا گنوا لیا تھا۔ تمام شہر کے اطراف پھر کر شکر کرنے لگا۔ لوگوں نے پوچھا کہ شکر کس لئے کر رہے ہو۔ کہا کہ شکر اس لئے کر رہا ہوں کہ میں گدھے پر نہیں بیٹھا تھا۔ اگر بیٹھا ہوتا تو میں بھی گم ہو جاتا پھر گم ہونے کے بعد میں کیا کر سکتا اس لئے شکر ادا کر رہا ہوں۔

ایک روز فرمایا کہ ایک احمق حکیم جنازہ پر آیا۔ جب میت کو قبر میں اتارا گیا تو کہنے لگا کہ بائیں کروٹ لٹاؤ تاکہ کھانا جلد ہضم ہو۔

ایک روز فرمایا کہ ایک شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اُس کو خلیفہ وقت کے پاس پکڑ لے گئے۔ خلیفہ نے کہا کہ چار سال قبل ایک آدمی نے یہاں پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا۔ اُس کو قتل کر دیا گیا۔ اُس نے جواب دیا کہ بہت اچھا کیا کیوں کہ میں اُس کو نہیں بھیجا تھا۔

فرمایا کہ ایک شخص نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اس کو خلیفہ کے پاس پیش کیے خلیفہ نے پوچھا کہ کیا معجزہ رکھتے ہو اس نے کہا کہ جو بھی تمہارے دل میں ہے مجھے معلوم ہے خلیفہ نے پوچھا کہ میرے دل میں کیا بات ہے اُس نے کہا کہ آپ کے دل میں یہ ہے کہ میں جھوٹا ہوں۔

فرمایا کہ ایک موذن اذان دیتا تھا اور بھاگتا تھا لوگوں نے پوچھا کہ کیوں دوڑتا ہے موذن نے جواب دیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ میری آواز دور سے اچھی معلوم ہوتی ہے اس لئے دوڑتا ہوں تاکہ دور سے اپنی آواز کو سن سکوں۔

فرمایا کہ ایک شخص قاضی کے گھر آیا اور جو کچھ کہ حاضر ہے کھانا کھانے کے لئے مانگا قاضی نے کہا کیا تم نے نہیں سنا کہ قاضی کے گھر میں قسم کے سوا کچھ نہیں کھاتے۔

ارشاد ایک روز سلطان ولایت معشوق الٰہی نے خراسان کے قاضی کا قصہ اس طرح بیان فرمایا کہ خراسان کے قاضی نے کہا کہ مجھے جو شرمندگی کہ ایک روز ایک مصور کے سامنے ہوئی زندگی میں ایسی شرمندگی کبھی نہ اٹھانی پڑی۔ وہ اس طرح ہے کہ ایک روز ایک عورت

میرے پاس آئی اور مجھ سے کہا کہ اے قاضی میرا ایک کام ہے۔ آپ میرے ساتھ بازار تک آئیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی میں اس عورت کے ساتھ بازار گیا وہ مجھے ایک مصوّر کی دکان میں لے گئی اور مجھے وہاں بٹھا کر خود غائب ہوگئی مصوّر ہنسا اور میں متحیر ہوا کہ یہ کیا ہے میں نے مصور سے کہا کہ مجھے بتلاؤ کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ مصوّر نے کہا کہ چند روز ہوئے کہ یہ عورت میری دکان پر آئی اور بیحد اصرار کیا کہ ابلیس کی تصویر میرے واسطے تیار کر کے دے میں تجھے بہت خوش کرونگی میں کہتا رہا کہ میں نے ابلیس کی صورت ہی نہیں دیکھی پھر کس طرح تصویر بناؤں آخر کار وہ خود بولی کہ ایک روز تیرے پاس اُس کی مثال لیکر آؤں گی تو اُس کے جیسی تصویر بنا دے اس لئے اس نے آپ کو زحمت دی ہے۔ اور مجھے آہستہ کہہ گئی ہے کہ ایسی تصویر بنا قاضی نے کہا کہ میں اس مصوّر کی بات سن کر بہت رسوا شرمندہ اور منفعل ہوا۔

ارشاد معشوق الٰہی نے فرمایا کہ ایک قاضی تھا اپنی وفات کے وقت اس نے اپنے بڑے بیٹے کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد تیرے روز میری قبر کو کھول کر دیکھ کہ میری آنکھ پر کسی طرح کا عذاب ہے یا نہیں اگر عذاب ہو تو قضا کر کے چھوڑ اگر نہ ہو تو بھی قضا کر دے بیٹے نے پوچھا کہ عذاب ہونے کا سبب کیا ہے قاضی نے کہا کہ ایک روز دو آدمی میرے پاس آپس میں لڑ جھگڑ کر آئے تھے اُن میں سے ایک میرے عزیزوں میں سے تھا اور دوسرا بیگانہ وہ دونوں جس جگہ ٹھیرے تھے۔

دیوار کا سایہ صرف اس قدر تھا کہ ایک آدمی ٹھیر سکتا تھا۔ میں نے اپنے رشتہ دار کو آنکھ کے اشارے سے بتلایا کہ اس دیوار کے سایہ میں ٹھیر اس سبب سے میں سمجھتا ہوں کہ میری آنکھ پر کس طرح کا عذاب ہوگا جب قاضی اس دنیا سے رحلت کر گیا تو حسب وصیت پدر قاضی کا بڑا بیٹا تیسرے روز قاضی کی قبر کو کھول کر دیکھا کہ ایک بڑا بچھو قاضی کی آنکھ پر ڈنک مار رہا ہے قاضی کے بیٹے نے بہت کوشش کی کہ بچھو کو باپ کی آنکھ سے جدا کرے لکڑی سے بچھو کو ہٹانے لگا لکڑی بچھو میں اس طرح جاتی تھی جیسے چراغ کے شعلے میں سے جاتی ہے آخر کار بچھو کو دور نہ کر سکا اور اُسی طرح دفن کر دیا۔.........

.....اور قضا کو ہرگز اختیار نہیں کیا۔ قضا نہ کرنے کی وجہ امام اعظم کو معلوم تھی۔

ارشاد ایک روز سلطان سکندر افلاطون حکیم کو دیکھنے کیلئے گیا جب نزدیک گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حکیم افلاطون بادشاہوں کی طرح تخت پر بیٹھا ہے اور لوازمات شاہی موجود ہیں۔ اُس کے سامنے چوبداران چاندی اور سونے کے ڈنڈے ہاتھوں میں لئے اہتمام کر رہے ہیں اور اطراف میں بہت بڑا لشکر کھڑا ہے۔ یہ دیکھ کر سلطان سکندر کے دل میں ایک خوف عظیم رونما ہوا۔ اس لئے کہ سلطان اپنے ساتھ اتنا بڑا لاؤ لشکر اور خدام نہیں لے گیا تھا۔ اس لئے افلاطون کو گرفتار کرنے سے ڈرا جب سکندر نے واپسی مناسب نہ سمجھی اور افلاطون کے روبرو گیا تھا

مجبوراً افلاطون کے سامنے آیا افلاطون نے سکندر کی بڑی تعظیم کی اور
اپنے نزدیک تخت پر بٹھا لیا جب ایک ساعت گذری تو دیکھا ایک
کیا دیکھتا ہے کہ افلاطون مثل گودڑی پوش فقیر کے بیٹھا ہے بادشاہت
اور سلطنت کا نام و نشان نہیں ہے اور بعد چند ساعت کے گرجنے اور
چمکنے اور بارش ہونے لگی اور آندھی شروع ہوگئی۔ کچھ دیر کے بعد
ہوا اور بارش گرج اور چمک موقوف ہو کر ہنگام سرما جیسی سردی ہونے
لگی۔ کچھ دیر کے بعد گرم ہوائیں آنے لگیں اور گرما کا موسم شروع ہوگیا
یہ تمام علم سیمیا (جادو) کے زور سے تھا یہ واقعات دیکھنے سے
سکندر افلاطون کا دیوانہ اور معتقد ہوا اور واپسی کے وقت افلاطون
سے کہا کہ میں امور سلطنت کی وجہ ہر روز آپ کی خدمت میں آ نہیں سکتا
اگر آپ اپنی مہربانی سے آپکے خدمت گاروں میں سے کسی ایک کو
میرے ساتھ روانہ کردینگے تو وہ مجھے نصیحتیں کرتا رہے گا۔ آپ کے
کرم سے یہ بات بعید نہیں ہے۔ افلاطون نے کہا کہ فقیروں کے
حجروں میں جاؤ اُن کو پوچھو اگر کوئی تمہارے ساتھ آنے کے لئے راضی ہو
تو اس کو تمہارے ساتھ کردیتا ہوں اسکندر نے ویسا ہی کیا کوئی فقیر
سکندر کے ساتھ جانے کیلئے راضی نہیں ہوا البتہ ارسطو راضی ہوگیا۔
یہ سنکر افلاطون نے ارسطو کو سکندر کے ساتھ بھیجدیا اور اپنے فقیروں سے
کہا کہ میں نے اسی روز کہدیا تھا کہ یہ آدمی کم ہمت ہے۔ فقیری کی تاب
برداشت نہیں کریگا وہ یوں ہے کہ حکیم افلاطون کا وطیرہ یہ تھا کہ

جو کوئی اس سے ملنے آتا یا اُس کی صحبت میں رہنے آتا تو دربان
آکر اطلاع دیتے افلاطون آنے والے کی تصویر منوا کر منگواتا علم
قیافہ سے اس صورت دیکھکر اگر لائق صحبت کے نظر آتا تو اس کو
اندر بلا لیتا ورنہ وہیں سے واپس روانہ کردیتا جس روز کہ ارسطو نے
افلاطون کے پاس آکر صحبت میں رہنے کی خواہش کا اظہار کیا اس
کی بھی تصویر کو منگوا کر دیکھا اور دور ہی سے کہدیا کہ یہ آدمی میری
صحبت کے لائق نہیں ہے کیونکہ ہمت نہیں رکھتا۔ یہ خبر سن کر ارسطو نے
عرض کروایا کہ آپ جو کچھ فرما رہے ہیں درست اور صحیح ہے۔ لیکن
میں ریاضت کی شدت سے اپنی صفت تبدیل کرچکا ہوں یہ تبدیلی
اس قوم میں جائز ہے یہ بات سنکر حکیم افلاطون ارسطو کو اندر
طلب کرکے اپنے حجروں میں سے ایک حجرہ ارسطو کے رہنے کیلئے
دیا۔ جس وقت کہ ارسطو سکندر کے پاس رہنے لگا اپنا واقعہ بیان
کیا یہ حالات حکمائے رواق سے تھے۔ رواقی اس لئے کہتے ہیں کہ
افلاطون بنگلہ پر چند حجرے بنا کر چند حکیموں کو علیحدہ علیحدہ حجرے
اُن کے رہنے کیلئے دیدیا تھا وہ اُن حجروں میں رہ کر ریاضت کرتے
تھے اور مخلوق سے کنارہ کش رہ کر اخلاقی تہذیب میں مشغول رہتے
آپ نے فرمایا کہ جادوگروں سے بھی عجیب و غریب حالات
و واقعات رونما ہوتے ہیں اولیاء اللہ کا طریقہ اُن سے جداگانہ ہے
وہ خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صدق دل سے

ایمان لاکر راہِ حق کا علم تلاش کرکے ریاضت و مجاہدہ واسطے تبدیل اخلاق ذمیمہ اختیار کرکے خصایل حمیدہ حاصل کرتے ہیں اور مقام توکل میں بے حد کوشش کرکے مرشد کے باطن سے فیض و کمال کو حاصل کر لیتے ہیں اُمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتیوں میں ایسے حالات و واقعات اُن کے ادنیٰ اشارے سے ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ سید عبداللہ مغبل نے یوں کہا کہ اب ایسے اُمتی کہاں ہیں جو چاروں موسم ایک ہی وقت میں ظاہر کرسکیں حضرت سلطان میراں سید شاہ مصطفیٰ قادری معشوق الٰہی کو جذبہ آیا اور اپنے سیدھے ہاتھ کی چار انگلیاں اٹھا کر فرمایا کہ دیکھو غلامانِ محمدؐ کی ادنیٰ مثال اپنی کلمہ کی انگلی اٹھا کر فرمایا کہ دیکھو موسم تابستان ظاہر ہوگا تابستان موسم گرما کو کہتے ہیں۔ اُسی وقت سخت دھوپ اور گرم ہوائیں شروع ہوئیں ایک ساعت کے بعد درمیان کی انگلی اٹھاکر ہلائی اور فرمایا کہ لو فصل خریف کی علامت دیکھو لو اُسی وقت فصل خریف کی علامات نظر آنے لگیں اور بادل گرجنے اور بجلی چمکنے لگی۔ بازو کی انگلی اٹھا کر فرمایا کہ اے سردی آجا اُسی وقت سردی کا موسم شروع ہوا اور ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں اور سخت جاڑا ہونے لگا۔ لوگ کانپنے لگے۔ پورا شہر اچانک سردی کا موسم شروع ہونے سے متعجب ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد تمام باغات کے درختوں کے پتے سوکھ کر جھڑ گئے اُس کے بعد ایک ساعت کے چھوٹی انگلی کو اٹھا کر ہلا کر فرمایا کہ

اے موسم ربیع ظاہر ہوجا۔ اُسی وقت تمام درختوں کے پتے تر و تازہ اور سرسبز ہوگئے اور ڈالیاں پھلوں اور پھولوں سے بھر گئیں اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آنے لگیں۔ آپ اٹھے اور درخت کی ڈالی پر بیٹھے ہوئے بلبل سے کہا کہ اے بلبل اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر وہ بلبل عمدہ آواز میں پکارنے لگا جس کی آواز کو سن کر لوگ جھومنے لگے اسی طرح معشوق الٰہی ہر ایک جھاڑ کے پاس جاتے اور پرندوں سے کہتے کہ تسبیح کرو۔ آپ کے کہنے سے تمام پرندے چہچہانے لگے اُن میں سے ایک پرندہ چہچہانے کے بجائے خاموش بیٹھا رہا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تو مرجا وہ اُسی وقت درخت سے گر کر مرگیا۔

ارشاد ایک روز معشوق الٰہی نے فرمایا کہ تیرے وجود کو ایسا خشک کردے کہ تمام کثافت جاکر لطافت باقی رہے۔ جب لطیف رہ جائیگا تو مجاہدہ غالب ہوگا اور تیرا تن بھی روح بن جائیگا۔ اس طرح کے مجاہدہ سے تجھے سیر و طیر حاصل ہوگا جیسا کہ ابدال ہوا میں اُڑتے ہیں اور زندگی میں ہی پرواز کرتے رہتے ہیں کوئی شخص بلا مجاہدہ کے ولی نہیں بنتا اور خدا تک نہیں پہنچتا۔

فرمایا کہ لوگ چار قسم کے ہیں۔ ایک کریم ہے جو خود نہیں کھاتا دوسروں کو کھلاتا ہے۔ دوسرا سخی ہے جو خود بھی کھاتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلاتا ہے۔ تیسرا بخیل خود کھاتا ہے اور دوسروں کو نہیں کھلاتا چوتھا لئیم ہے جو نہ خود کھاتا ہے اور نہ دوسروں کو کھلاتا ہے۔

فرمایا کہ پیر مرید کو مختصر بات بتلائے تاکہ وہ عمل کر سکے۔ اگر وہ عمل کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو نہ بتلائے کیونکہ مرید کو نقصان ہوگا

فرمایا کہ مرید ایسا ہو کہ پیر کے حکم پر کاربند رہے اور ایک ذرہ برابر فرق نہ کرے۔

[فرمایا کہ مرید کو چاہیئے کہ اپنے پیر سے بڑھ کر کسی کو افضل و اعلیٰ نہ سمجھے پیر کے حضور میں نفل نماز نہ کرے تسبیح نہ پڑھے فقط پیر کے تصور اور مشاہدہ میں غرق رہے کیونکہ پیر ہی رہبر کامل ہے]

فرمایا کہ مجاہدہ یہ ہے کہ ہر روز اپنے کھانے میں سے ایک دو نوالے کم کھائے اور رات کو بیدار رہے عمل شرع کے بعد مراقبہ میں خدا کی توجہ کیساتھ مشغول رہے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلعم نے ایک بار اللہ تعالیٰ سے کہا کہ یارب دُلّنی علیٰ شیئٍ تقربت الیک فرمان ہوا اذا کان جائعاً وساجداً یعنے بھوکا رہ اور سجدہ کر جب بھوکا رہے گا تو بھوک کی آگ بھڑکے گی اور روشن کرے گی اور تیرے اندر جو ماسوی اللہ ہوگا اس کو جلا ڈالیگی اور نابود کر دیگی اور اسی وقت وہی بھوک کی آتش تجھے حظ و قوت عطا کرے گی۔ الجوع طعامُہُ الصد یقین فرمایا کہ اس حظ سے شکم بھر جائیگا اور کھانے پینے کی خواہش نہ رہے گی۔

[فرمایا کہ جب تو ہمت کرکے آگے بڑھنا چاہے تو رات کو مراقبہ میں مشغول ہو جا تاکہ تو عجائبات کو دیکھے گا اور اس دیدار کی لذت کو ہرگز نہیں بھول سکے گا۔]

لب بربند و چشم بند و گوش بند ؎ گر نہ بینی سر حق بر ما بخند

فرمایا کہ المصباحُ فی زجاجۃٍ زجاجہ شیشہ کو کہتے ہیں دل شیشے کی مثال پاک وصاف ہے مصباح چراغ کی شعاع کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ دل بمثل شیشہ کے ہے اور چراغ کی شعاع خدا کا نور ہے جو دل کے اندر ہے۔ فرماتے ہیں کہ دل کا عمل بلند ہے فتح نہیں ہوتا۔ اگر قلب کے عمل سے کہ قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ جو تخت سلطنت ہے، انا جلیسُ مَن ذکرنی جب ذاکر اپنے دل کو خدا کے ذکر میں اطمینان کرتا ہے اور غرق ہو جاتا ہے تو خود کو ذکر میں بھول جاتا ہے۔ بَلْ اَنْ یَجْعَلَ اس پر اشارا ہے۔ سید کونین نے ارشاد فرمایا کہ مع اللّٰہِ وقتٌ لَا یسعنی فیہ ملکٌ مقربٌ وَلَا نبیٌ مرسلٌ ؕ

معشوق الٰہی نے فرمایا کہ اغیار سے مراد نفس ہے۔ دوست سے مراد روح ہے۔ ان ہر دو سے گذر جا۔

ارشاد ایک روز معشوق الٰہی نے فرمایا کہ مراقبہ ذات الانوار سے تجلی اور شعاع نور گوہر شب افروز سے باہر آکر تیرے چہرہ پر روشن ہوکر چمکے گا۔ مراقبہ ذات کا طریقہ یہ ہے کہ جب شرع کے عمل سے فارغ ہوں تو شیر کی بیٹھک پر قبلہ کے روبرو بیٹھے اور اپنے حواس خمسہ کو عین کانوں پر بند کردے اور قلب میں غوطہ لگائے اور غیر کا خیال دل سے نکال دیئے صبح تک اسی طرح گذارے۔ جب اس مراقبہ کو زیادہ کرنے لگے تو آفتاب جمال کا نور تیری سیپی کے گوہر شب افروز میں روشن ہوگا۔ جو بھی نیا

چہرہ دیکھے گا وہ تیرا فریفتہ اور مبتلا ہوگا اور وہ خود کو بھول جائیگا
اور قیامت تک محو ہو جائیگا من وصل ما رجع جو کر واصل ہوا وہ
واپس نہ ہوا۔ فرمایا کہ جب تو اس کی مواظبت کرے تو تیری روح تجھے
نظر آئے گی۔ جب اس کی ملازمت کرے گا تو کشف ارواح حاصل ہوگا۔
ابتدا اس کی یوں ہوگی تجھ جیسی ہی صورت تجھ سے جدا ہو کر تیرے سامنے
بیٹھ جائیگی اور تو جیسی حرکت کرے گا وہ بھی ویسی ہی حرکت کرے گی
جان لے کہ وہ تیری روح ہے۔ جب غالب ہوگا تو اور بھی عجائبات دیکھے گا

ارشاد فرمایا کہ پیران واصل و مرشدان کامل اول مرید کو نفی
و اثبات کا ذکر بتلاتے ہیں جو حدیث شریف میں وارد ہے۔
افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ اس ذکر میں چار مرتبہ نفی و اثبات ہے
یہ ذکر ناسوتی ہے الا اللہ کا ذکر ملکوتی ہے۔ اللہ کا ذکر جبروتی ہے۔
اور ہو کا ذکر لاہوتی ہے۔

فرمایا کہ اس ذکر میں تمام مراتب ملے ہیں یہ ذکر ایک معجون کی قسم
سے ہے۔ ذکر تعلقہ اس کا تعلق قلب سے ہے۔ فرمایا کہ فکر کے ساتھ جو
ذکر ہوتا ہے اس کا تعلق نفس سے ہے۔ مراقبہ کے ساتھ جو ذکر ہوتا ہے
اس کا تعلق دل سے ہے۔ مشاہدہ کے ساتھ جو ذکر ہوتا ہے اس کا تعلق
روح سے ہے۔

ارشاد فرمایا کہ اس ذکر کی لذت کا تعلق سر سے ہے سالک اس ذکر
نفی لا الٰہ میں تمام موجودات کو اپنی نظروں سے خالی کردے اور الا اللہ کے

اثبات میں اپنے تمام اعضا کو معمور کردے اور دلی یقین کر ساتھ اپنے پر
جانے اور مشاہدہ کرے۔ اسی طرح اس ذکر میں مشغول رہے تاکہ اس ذکر
کی لذت ملے نفی اثبات کے ساتھ ایسا چلے گا کہ اثبات نفی ہوگا اور نفی
اثبات بن جائیگا۔

[فرمایا کہ ذکر لا الٰہ الا اللہ کے معنے شریعت میں یوں ہے کہ نہیں ہے
معبود برحق مگر اللہ جو تمام صفات رکھتا ہے اور طریقت میں لا الٰہ الا اللہ
کے معنے یوں ہیں کہ وجود موجودات و ممکنات کو سوائے واجب الوجود کے
جیسا کہ اہل طریقت کے نزدیک وجود وجود کو دوسرے وجود کیساتھ قائم ہے۔
اس کو وجود بذات سمجھتے مگر اس وجود کے اثر اور ظہور کو دیکھتے ہیں۔
ذکر لا الٰہ الا اللہ حقیقت میں یہ ہے۔ بغیر وجود ممکن اور واجب ہے
کہ وہ وجود جو تعین اول ہے۔

ذکر معرفت لا الٰہ الا اللہ وہ ہے کہ لا عین الا عین جو ہر تعین میں
متعین ہوا ہے۔

معشوق الٰہی نے فرمایا کہ ذکر تعلقہ کا تعلق اجسام انسانی سے ہے۔
سالک کو چاہیے کہ اس ذکر سے اس قدر محبت رکھے کہ جو بھی اس کی زبان
سے کلمہ نکلے ذکر ہی نکلے اور جو بھی سنے ذکر کی آواز ہی سنے اور جو بھی
دیکھے ذکر ہی کو دیکھے ...... جو باس کہ ناک میں آتی ہو وہ ذکر
کی ہی ہو اور لمس سے بھی ذکر کے سوا کچھ نہ پائے اگر سالک اس مرتبہ کو پہنچ
جائیگا تو عالم اجسام سے نکل کر نفس کے مقام کو پہنچ جائیگا اس ذکر کی محبت

کی وجہ شیطانی خطرہ ظاہر نہ ہوگا۔ کیونکہ شیطان تنہائی میں گذر کرتا ہے۔
فرمایا کہ ذکر جو نکر کے ساتھ کیا جاتا ہے اس کا تعلق نفس کے ساتھ
ہو جاتا ہے۔ اس مرتبہ و مقام میں ذکر لَا اِلٰهَ اللہ میں اتنا مشغول ہو کہ
لا الہ جو قاتبہ ہے نفی ہو جائیگا۔ سوائے اثبات اِلَّا اللہ کے کچھ نہ رہے گا
اگر سالک اس مرتبہ کو پہنچے تو نفس کے مقام سے گذر کر دل کے مقام میں
پہنچ جائیگا۔ دل کا ذکر الا اللہ ہے اِلَّا اللہ کا تصور حضور دل سے کرے
اور دلائل سے اپنی ذات کو ذات حق اور اپنے صفات کو صفات حق
سے ربط دیکر اِلَّا اللہ میں اس قدر مشغول ہو جائے کہ اِلَّا جو اِلَّا اللہ کے
قریب ہے وہ بھی لا بن جائے یعنے نفی ہو جائے اور پھر سوائے اللہ کے
کچھ باقی نہ رہے۔ اس مرتبہ پر پہنچ جائے تو ملکوتی خطرہ سے نکل کر دل کے
مرتبہ کو طے کر کے روح کے مرتبہ پر پہنچ جائے گا اور روح کا ذکر اسم ذات
جو اللہ ہے اور اللہ کی ذات تمام صفات کی جامع ہے الف اور لام
اس کے افعال و اسماء و صفات سے مراد ہے اور ہا سے مراد اس کی
ذات سے ہے سالک کو چاہیے کہ اسم اللہ کا ذکر اس قدر کرتا رہے۔
الف اور لام جو اللہ میں ہیں نفی ہو جائیں اور حرف ہ باقی رہے۔
اگر ذاکر اس مرتبہ کو پہنچ جائے گا تو خود ذکر بن جائیگا اور روح کے
مقام سے نکل کر سر کے مقام میں پہنچ جائیگا۔ ہو کے ذکر میں اتنا
مشغول ہو جا کہ خود مذکور بن جا۔ فنا میں فنا اسی سے عبارت ہے۔
اگر اس مرتبہ سے مرتبہ لی یسمع و لی یبصر کو پہنچے گا تو خود نور بن جائیگا۔

نماند ذکر ذاکر نور گردد ز سر تا پا ہمہ مذکور گردد

حضرت میاں سید شاہ مصطفیٰ قادری معشوق الٰہی نے تلقین ذکر کے
متعلق یوں ارشاد فرمایا۔
مرید کو ذکر کی تلقین کرنے سے پہلے کلمہ تمجید یعنے سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ
لِلّٰہِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَر وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم ؕ
دس مرتبہ اور درود دس مرتبہ پڑھوایئے۔
بعد اس کے دونوں ہاتھ دونوں زانو پر رکھے اور انگلیوں کا نقش
اللہ جیسا بنا کر تصور کرے جس مرشد سے ذکر کی تلقین ہو۔ اس کو اپنے
سامنے بیٹھا ہوا خیال کرے اور رسول پیغمبر خدا صلعم کو اپنے باطن میں حاضر
ہے سمجھے اور آنکھوں کو بند کرے دم کو روکے پھر پستان چپ یعنے
بائیں چوچی کی طرف سے لا الہ شروع کرے اور سیدھے مونڈھے پر
پہنچائے پھر اس کے بعد سر کو پھرا کر بائیں پستان وچوچی کی طرف
الا اللہ کہتا ہوا ضرب لگائے۔ اسی طرح ایکدم تین بار یا پانچ مرتبہ
یا اکیس مرتبہ کرے کہ فائدہ بیشمار ملے گا عمل کرنے سے ظاہر ہوگا
سلطان الذاکرین معشوق الٰہی نے فرمایا کہ پاس انفاس اس
طرح کرنا چاہیئے جب دم باہر آئے تو الا اللہ کا تصور کرے اور جب دم
اندر آئے تو الا اللہ کا تصور کرے اس ذکر کو اور دو بر دکھی کہتے ہیں یا
اس طرح کرے کہ سانس کے چڑھتے وقت اللہ تصور کرے اور اترتے
وقت بھی اللہ تصور کرے ایسا کرنے سے بیحد فوائد حاصل ہوں گے۔

اگر اس میں وضو ہو تو ٹھیک ہے ورنہ تمام وقت دن اور رات میں یہ ذکر کرتے رہے۔

اسم ذات کو قایم کرنے کا طریقہ

معشوق الہیٰ نے فرمایا کہ دلِ صنوبری پر اللہ کا نقش سونے یا چاندی کی مثال تصور کرے جب اللہ کا نقش قایم ہو جائے تو باطن کی آنکھوں سے اُس نقشِ اللہ کو دیکھتا رہے بے شمار فواید ملیں گے عمل سے ظاہر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت معشوق الہیٰ نے حبسِ دم کا طریقہ اِس طرح فرمایا ہے ایک گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر آنکھ بند کرکے دم کو حبس کرے یعنے روکے دم رُوکتے وقت اللہ کے نام کا تصور کرے اور کہتا رہے اتنا کہتا رہے کہ جب تک برداشت کرنے کی طاقت ہو جب دم کو چھوڑے تو ہو کے ساتھ آہستہ آہستہ باہر چھوڑے جتنی مرتبہ پہلے وقت یعنے حبس دم کرتے وقت پڑھا تھا اُس سے کم نہ کرے حبس دم کی مقدار ہر روز کی طرح نہ کرے بلکہ ایک دم میں گیارہ مرتبہ یا اکیس مرتبہ یا پچیس مرتبہ یا پچاس مرتبہ سے لیکر تین ہزار تک بڑھاتا جائے عمل کرنے کے بعد بے حد فواید ظاہر ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تلقین ذکر کے اوقات جمعرات کا دن ہو اور وقت نماز ظہر کا ہو مرشد کو چاہیئے کہ طالب ذکر کو حجرہ میں بلائے اور جتنے بھی ارباب

تلقین اُس وقت حاضر ہوں بلائے خود مصلّے پر بیٹھے اور چپ و راست دونوں جانب مریدین جو پہلے تلقین پا چکے ہوں بیٹھیں اُس کے بعد جس کو ذکر کی تلقین کرنا ہو وہ مجمع میں مرشد کے روبرو نزدیک بیٹھے پہلے مرشد ذکر کرے اس کے بعد مرید ذکر کرے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا تھا۔ اور یوں فرمایا کہ اے علی بند کرے تیری دونوں آنکھیں اور سن میرے سے تین مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سنا اور اُس کے بعد علی نے تین نوبت کہا۔ اور رسول اللہ نے سنا یہی تلقین ذکر ہے ذاکر کے شرائط یہ ہیں طہارت کامل یعنے وضو غسل طہارت بدن اور تن اور کپڑے کرتا پاجامہ اور جائے پاک پر ذکر کے لئے مربع بیٹھے قبلہ رخ کرکے اور دونوں ہات اپنے ہر دو زانو پر رکھے اور بیٹھے اور پھر مکرر تکرار سے کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دل میں خدا کو حاضر و ناظر جانے آواز کو بلند کر آنکھوں کو بند کر لا الٰہ کو دل کے قوۃ کے ساتھ باہر لا تاکہ جو بھی دل میں ماسوا کا تعلق ہو نفی ہو جائے اور تمام ذاکر خود کو ضرر اور نفع سے نکال دے الا اللہ کو سخت قوۃ کیساتھ دل پر ضرب لگائے۔

مراقبہ کا طریقہ

پیر دستگیر معشوق الہیٰ نے فرمایا کہ مراقبہ کی سات شرطیں ہیں:۔

اول:۔ مخلوق سے گوشہ نشین ہو جانا۔

دوم :- دنیا کی چیزوں پر التفات کی نظر نہ کرنا۔

سوم :- غیراللہ کی محبت کو دل سے دور کرنا۔

چہارم :- شب بیدار رہنا۔

پنجم :- شکم کو خالی رکھنا یعنے گرسنہ رکھنا مگر ہلاکی سے بچنے کے لیئے
بقدر ضرورت کھا سکتے ہو اور سچی بات وقت ضرورت کر سکتے ہو۔

ششم :- بدن اور مکان کی صفائی اور پاکی۔

ہفتم :- اپنے کو سب سے خراب سمجھنا اور ذلت اختیار کرنا۔

اس کے بعد مراقبہ اس طرح کرنا سر کو زانو پر رکھے اور دل کو غیراللہ سے
پاک کرے اللہ تعالیٰ کو ہر وقت حاضر سمجھے اس مراقبہ میں پیر کی اجازت
لازمی ہے۔

مکاشفہ و مشاہدہ و معائینہ :-

حضرت معشوق الہیؒ نے مکاشفہ کی مثال اس طرح فرمائی ہے اور
مکاشفہ، مشاہدہ و معائینہ کی مثالیں اس طرح دی ہیں :-
مکاشفہ اس کو کہتے ہیں۔ تجلیاتِ الٰہی کے انوار سالک کے دل پر
اجسام کی مانند ظاہر ہوتے ہیں اور وہ انوار جہت کی طرف سے آتے ہیں یا
بلا جہت کے ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر کسی طرف سے آئیں تو وہ جہت انوار
صفات ہے جس کو مشاہدہ کہتے ہیں۔ اگر بلا جہت کے انوار وارد ہوں
تو ان کو معائینہ کہتے ہیں۔ اس معائینہ میں نور کی تجلیات بغیر جہت کے

سالک کے دل پر ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ دل تمام مراتب کا آئینہ ہے۔
پیر دستگیر معشوق الٰہی نے فرمایا کہ دل کے سات پہلو ہیں ہر پہلو کو
ظاہر و باطن ہے اور ہر پہلو علیحدہ طور سے دیکھتا ہے۔ ظاہر سے بھی اور
باطن سے بھی۔

پہلا طور اسکا تعلق صدر دایہ پوست دل سے ہے کہ ظاہر اس کا
یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس ہے
کیونکہ اس کے بے حد ظہور ہونے سے کفر میں مبتلا ہوا یہ ذمایم مجاہدہ سے
تبدیل ہو سکتے ہیں اسی طور سے مرتبہ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام
کو پہنچ جاتا ہے۔ اس طور کا تعلق عالم اجسام سے ہے عالم اجسام اس کو
کہتے ہیں کہ جو بھی حواس ظاہری سے پایا جائے

دوسرا طور دل کی بینائی ہے اگر بینائی ماسوا اللہ کی رکھتا ہو تو اس کے
حق میں ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور علیہ وارد ہوتا
ہے ورنہ اس جگہ ایمان ہے کہ اُولٰئِکَ کَتَبَ فِی قُلُوبِہِمُ الْاِیمَان
عبارت اسی سے ہے۔ ایمان کیا ہے۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد ہے
اس طور کا تعلق عالم نفسانی سے ہے عالم نفسانی عبارت خطرات ماسوا اللہ
سے ہے خطرات کو پیدا کرنے والا نفس ہے۔

تیسرا طور محبت ہے یہ دو طرح کا ظاہر و باطن رکھتا ہے۔ ظاہر میں
بہشت سے محبت رکھتا ہے اور باطن میں خدا تعالیٰ سے
اور اس طور کا تعلق عالم قلب سے ہے جس میں معرفت الٰہی کے خطرے جو

فکر و قلب سے آتے ہیں اُنکو عالم قلبی کہتے ہیں اور ان خطرات کو لانے والا قلب ہے

چوتھا طور مقام مشاہدہ ذات وصفات ہے جلال ہو یا جمال اور کیا آثار اس طور کا تعلق عالم روحانی سے ہے عالم روحانی اس کو کہتے ہیں کہ خدا کی معرفت بغیر کوشش اور بغیر فکر کے اس پر تجلی کرے اور ظاہر و باطن سوائے حق اور اُس کی صفات کے دوسرا نہ ہو اور ہر تجلی محبوب پر شوق زیادہ ہو اور ان تجلیات کی حامل روح ہے۔

پانچواں طور اس طور کا تعلق عالم سر سے ہے سر اس کو کہتے ہیں کہ ہر تجلی میں تجلی کرنے والے کو دیکھنا اور دوسرے تجلیات اس کی نظر میں نہ آنا اور خود کو بالکل بھول جانا سوائے حق کے کسی کو نہ پانا اس کی لذت سے خاموش رہنا اس مرتبہ میں منصور حلاج جیسا انا الحق کہنا اس فنا کی لذت پانے کو سر کہتے ہیں۔

چھٹا طور اس میں اسمائے الٰہی کی معرفت (پہچان) ہے۔ اس مرتبہ میں تخلقو باخلاق اللہ وبی یسمع وبی یبصر ظاہر ہوتا ہے اس طور کا تعلق عالم نور سے ہے عالم نور وہ ہے کہ صفات اُس کے صفاتِ حق سے بالکلیہ متصف ہو جاتے ہیں عین القضات نے اسی مرتبہ میں قم باذنی کہا تھا جو بھی صفات حق سے متصف ہو گیا وہ نور ہے۔

ساتواں طور اس طور میں فقر ہے کہ جو ذات کی تجلی کا حامل ہے اذا تم الفقر فہو اللہ مراد اسی سے ہے اور اسی طور کا

تعلق عالم ذات سے ہے عالم ذات صفات کو کہتے ہیں جب سالک اس مرتبہ پر پہنچے گا تو اپنی حقیقت یعنے انسانی حقیقت کو پہنچ جائیگا کیونکہ حقیقت انسانی وجوب (امکان میں مساوی) ہے۔ جس طرح کہ مرد کامل کو خلق سے حق اور حق سے خلق کا حجاب نہ ہوگا۔ حقیقت انسانی کو ظاہر کرنے والی حقیقت محمدی ہے جس کا مرتبہ ذات ہے۔ ان اطوار کے عروج کا طریقہ اذکار سے معلوم ہوگا۔

توبہ ارشاد حضرت معشوق الٰہی نے فرمایا کہ طالب حق کو چاہیے کہ شیخ کامل کے ہاتھ پر توبہ کرے توبہ کے معنے یہ ہیں کہ سالقہ اپنے تمام گناہوں سے باز آجائے اور اپنے نفس کو ملامت کرے اور اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع ہو جائے شریعت کی توبہ گناہوں سے ہے طریقت کی توبہ مکروہات اور شبہات سے ہے۔ حقیقت کی توبہ تمام ماسوا اللہ سے کنارا کشی جس میں دنیا بھی آگئی اور آخرت بھی نفس کی خواہشات میں سے ہے۔

محاسبہ فرمایا کہ توبہ کرنے کے بعد صبح سے تا شام محاسبہ میں مشغول ہونا چاہیئے محاسبہ کے معنے ہیں جو کام بھی مرید کرتا ہے یا جو عمل کہ مرید سے واقع ہوتا ہے۔ شریعت اور طریقت اور حقیقت کی ترازو میں تولے

شریعت کی ترازو اس ترازو میں تمام چھوٹے بڑے گناہوں کو تولے۔

طریقت کی ترازو اس ترازو میں اپنے تمام خواہشات نفسانی اور خطرات کو تولے۔

حقیقت کی ترازو اس ترازو میں تمام ماسوا اللہ یعنے غیر اللہ کے
تمام خطرات چاہے دینی ہوں چاہے دنیوی
ہوں ہر صبح اور شام کو تولے اور ان اعمال و خطرات کو نفس کے [illegible]
سے دور کرے۔

مجاہدہ معشوق الہیٰ نے فرمایا کہ مجاہدہ اس کو کہتے ہیں کہ نفس کی مخالفت
ہر کام میں کرتا رہے اور قلب کو ہر طرح کی ریاضت اور
محنت میں مشغول رکھے اس مجاہدہ میں ریاضت کبریٰ ہے۔ چاہیئے کہ بعد
ہر نماز ذکر میں مشغول ہوں بلکہ ایسی کوشش کریں کہ کوئی دم اس کے
ذکر سے خالی نہ جائے۔

ذکر معشوق الہیٰ نے فرمایا یہ ذکر اس کو کہتے ہیں کہ تمام غیر اللہ سے
باہر آجائے اور اللہ کی یاد میں مشغول ہو جائے اور قربت حق
حاصل کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر
ولذکر اللہ اکبر ۔ یاد مولا میں ایسا مشغول ہو جا کہ تیرا شعور ذکر حق کے
وقت باقی نہ رہے۔ یہ ذکر توجہ اور فکر کے ساتھ ہو۔

توجہ معشوق الہیٰ نے فرمایا توجہ کے معنے ہیں تمام غیر اللہ کی جانب سے
اپنا منہ پھیرے اور مطلوب حقیقی یعنے ذات خداوندی کی جانب
رجوع ہو جائے۔ اور اسی فکر میں مستغرق رہے۔ کیونکہ فکر کے بغیر یہ
ممکن نہیں ہے۔

فکر معشوق الہیٰ نے فرمایا کہ فکر اس کو کہتے ہیں کہ عقل کے تصور سے [illegible] کو

حاصل کرے۔ پہلے محبوب کا خیال کرے۔ اس کے بعد ازاں اس کو جاننے
لگے تاکہ محبوب حقیقی مل جائے مَنْ طَلَبَ شَیْئًا جَدَّ وَجَدَ ۵
جو کچھ کہ فکر سے حاصل کر لیا ہے اس پر مراقب ہو جائے۔

مراقبہ معشوق الہیٰ نے فرمایا کہ مراقبہ اس کو کہتے ہیں کہ حفاظت کرے
اس چیز کی کہ جو مطلوب حقیقی کو پہنچانے والی ہے۔ مراقبہ سے
مراد امر معروف و نہی عن المنکر سے محفوظ رہنے کا نام ہے۔

مُریدوں کا مراقبہ معشوق الہیٰ نے فرمایا کہ مریدوں کا مراقبہ یہ ہے کہ
ہر حال میں حضوریت قلب کی حفاظت کرے
یعنے دل کو حضوریت حق میں ایسا حاضر رکھے کہ خود غایب ہو جائے جو شخص
کہ غایب نہیں ہوتا حاضر نہیں ہو سکتا جب تک اپنی ہستی سے جدا نہیں
ہوتا حق سے قربت حاصل نہیں کر سکتا۔ مرید کو چاہیئے کہ اس مراقبہ کو
فکر اور توجہ کے ساتھ شب و روز کرتا رہے۔ اگر اس مراقبہ کو فکر کے
ساتھ تسلیم کرتا رہے تو زہد و توکل، تسلیم، عزلت، قناعت، رضا، صبر
بلا ارادہ کے حاصل ہو جائیں گے۔

زہد خاص معشوق الہیٰ نے فرمایا کہ زہد خاص اس کو کہتے ہیں کہ
تمام خواہشات نفسانی کو ترک کردے۔

زہد عام زہد عام یہ ہے کہ حرام کو ترک کرے شبہات کو چھوڑ دے
بری صحبتوں سے دور رہے اور زیادہ کی طلب نہ کرے
مرید کو چاہیئے کہ آخرت کے درجات کیسے حاصل کرنے کی خواہش کو بھی

ترک کردے کیونکہ آخرت کے درجات بھی غیر اللہ سے ہیں الدُّنیا حَرامٌ عَلیٰ اہلِ الآخرت والآخِرۃ حرامٌ علیٰ اہل الدُّنیا وَہُمان حِرامانِ عَلیٰ اہلِ اللہِ ۵

توکل معشوق الٰہی نے فرمایا کہ توکل اس کو کہتے ہیں کہ اپنے تمام کاموں کو مالک حقیقی کے سپرد کردے اور کسی قسم کے اسباب کو نظر میں نہ لائے۔

تسلیم معشوق الٰہی نے فرمایا کہ تسلیم کے معنے ہیں اپنے نفس کو من کل الوجوہ حق تعالیٰ کے سپرد کردے۔

عزلت معشوق الٰہی نے فرمایا کہ عزلت اس کو کہتے ہیں کہ صحبت خلق سے دور رہے۔ بلکہ اپنے تمام ہوش و حواس کو گوشۂ تنہائی میں رکھے یعنے غیر اللہ کو نہ دیکھے۔ غیر اللہ کی آواز نہ سنے غیر اللہ کی بات نہ کرے۔ تمام آفات حواس کے ذریعہ دل اور جان میں پہنچ کر حق سے جدا کردیتے ہیں۔

قناعت معشوق نے فرمایا کہ قناعت نفسانی خطرات سے دور رہنے کو کہتے ہیں۔

رضا معشوق نے فرمایا کہ رضا اس کو کہتے ہیں کہ اپنی مرضی سے کنارہ اختیار کرے اور محبوب کی مرضی کے موافق ہوجائے۔

صبر معشوق الٰہی نے فرمایا کہ صبر اس کو کہتے ہیں کہ اپنے نیک اعمال کی بجاآوری میں نفس کو قید کردے اعمال پہ نظر نہ کرے بلکہ

ان کا خطرہ تک آنے نہ دے اور قلب و روح کو بھی قید کردے اس لئے کہ الہامات و مکاشفات غیروں سے بیان نہ کرنے پائے۔ عجائبات کے دیکھنے میں مشغول رہ کر صبر کرے جو مکاشفات سے ظاہر ہوتے ہیں۔

مراقبہ فکر کے ساتھ آدھی رات کے بعد کرنے سے اس کی روشنی کی وجہ جان و دل کو یقین کامل حاصل ہوجائیگا اور نفس کے عیوب مزید پر ظاہر ہوں گے اور معرفت (پہچان) حاصل ہوگی اور جو چیز کہ نہ دیکھا ہو وہ کھل جائیگی اور مل جائیگی۔

ایک روز پیرو دستگیر احباب کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپکے خلفاء کاملین جناب سید عبداللہ مقبل اور جناب شاہ من قدس اللہ سرہما نے بہ یک زبان ہوکر پوچھا کہ مرشد کیسا ہوتا ہے اور کس کو کہتے ہیں۔ معشوق الٰہی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مرشد کو اس کی ہستی اور خودی سے پاک کرکے خود اس کے وجود میں داخل ہوکر فاعل و متحرک ہوجاتا ہے اور مخلوق کو ہدایت پانے کی دعوت دیتا ہے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی ہم جیسا ایک شخص ہے مگر وہ اپنے کام میں برابر مشغول رہتا ہے اور مثل تیتر کے شکاری کے کہ ایک تیتر کو پالتا ہے اور پنجرے میں رکھ کر دور تک جال بچھا دیتا ہے اور خود اس پالتو تیتر کا پنجرہ جال میں چھپا دیتا ہے اور خود دور بیٹھ جاتا ہے۔ جب جنگلی تیتر آجاتے ہیں تو اپنی قوم کا فرد سمجھکر اور اس کی آواز کو اپنی ہی ذات والے کی آواز جان کر بلا کھٹکے قریب آتے ہیں۔ پالتو تیتر آواز لگاتا ہے اور جنگلی تیتر اس کے قریب آتے ہیں

اور شکاری جالے کا سرا کھینچ دیتا ہے اور وہ جنگلی تیتر جالے میں پھنس جاتے ہیں۔ پالتو تیتر کی مثال مثل مرشد کے ہے جو اپنے پرورش کرنے والے کی آواز پر لگا تھا اور اپنی قوم کو بلا کر شکاری کے حوالے کر دیتا ہے حالانکہ وہ بھی ایک تیتر ہے مگر بوجہ قربت کے تربیت حاصل کیا ہوا رہتا ہے۔ اس لئے وہ دوسروں کو تربیت میں پہنچا دیتا ہے اور شکاری کی مثال ذات خداوندی کی ہے جو پوشیدہ رہ کر سیٹی بجاتا ہے جس کی آواز کے سنتے ہی فرمان بردار تیتر تڑپ اٹھتا ہے اور خود بھی پکارنے لگتا ہے۔

حضرت پیر دستگیر نے ایک دن مرید کے دل پر جو خطرات بوقت ذکر و نفل و مراقبہ کے وارد ہوتے ہیں اُس کی تفصیل اور اُن کے دفع کرنے کا طریقہ اس طرح بیان فرمایا کہ خطرے پانچ ہیں۔ خطرہ نفسانی، خطرہ شیطانی، خطرہ ملکی، خطرہ رحمانی، خطرہ روحانی،

خطرہ نفسانی خطرہ نفسانی اس کو کہتے ہیں کہ گناہ کیلئے اُٹھے یا اعلیٰ عبادت سے اسفل کی جانب لے آئے مثلاً ذکر کرانا روک کر تلاوت کے طرف دل کو پھیر دے اور تلاوت سے ہٹا کر نفل عبادتوں کی طرف راغب کرے۔

خطرہ شیطانی اس خطرہ کا کام معصیت، اور گناہ کا پیدا کرنا مگر اسکو قرار نہیں رہتا کبھی خیر کی طرف بھی اٹھتا ہے اور دغا کی طرف بھی۔

خطرہ ملکی اس خطرے کا کام عبادت کی جانب اُٹھتا مگر قرار نہیں پکڑتا

خطرہ رحمانی جب یہ خطرہ آتا ہے تو عبادت کی جانب دل کھینچتا ہے اور اچھی عبادت اس سے ادا ہوتی ہے۔

خطرہ روحانی اس خطرہ کو رحمانی خطرہ میں ضم کرتے ہیں اور یہ کبھی ملک سے تعلق رکھتا ہے اور کبھی رحمان سے۔

اندفاع خطرہ شیطانی جب شیطانی خطرہ آئے تو کلمۂ تمجید یعنے لاحول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم ؕ بہت پڑھے۔

اندفاع خطرہ نفسانی جب نفسانی خطرہ آجائے تو استغفار پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ یہ استغفار پڑھے استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ ؕ

اندفاع خطرہ ملکی جب ملکی خطرہ ظاہر ہونے لگے تو سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والکبریاء والجبروت ؕ پڑھے۔

اندفاع خطرہ رحمانی جب مرید کے دل میں رحمانی خطرہ اٹھے تو کلمہ طیب یعنے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ؕ بہت پڑھا کرے۔ جب رد ہوگا تو جانے کہ روحانی ہے ورنہ رحمانی ہوگا۔ اس خطرہ کے قائم رہنے کیلئے تین مرتبہ دعاء اکسیر جو جواہر خمسہ میں حضرت شیخ محمد غوث گوالیری نے لکھی ہے پڑھے۔

اعمال و وظائف معشوقیہ قادریہ

ایک روز حضرت پیر دستگیر نے فرمایا کہ جو کوئی میرے جدّ امجد حضرت سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے نام مبارک اس طرح پڑھے گا اس کا مقصد دلی اللہ تعالیٰ برلائیگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

یَا سَرِیْعَ اللُّطْفِ بِلّٰہِ البَادِرِ حَضْرَتْ شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرْ شَیْئًا لِلّٰہِ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۝

اس اسم مذکور کو گیارہ گیارہ مرتبہ اول و آخر درود پڑھیں درمیان میں اسم مبارک ایک سو گیارہ مرتبہ گیارہ روز تک طہارت کامل سے پڑھیں جو بھی دل کا مقصد و مدعا ہوگا اللہ کے فضل و کرم اور حضرت جدّ امجد کی توجہ روحانی سے بر آئے گا اور اگر بیمار پر موافق عدد مذکور کے پڑھکر دم کرے تو مریض کو صحت ہو جائیگی مقصد کے حاصل ہونے کے بعد سوا سیر چینی شکر اور گھی اور سوجی ہم وزن لیکر طہارت کے ساتھ مرد لوگوں سے پکوا کر حضرت جد امجد کے نام سے فاتحہ دے کر نیک لوگوں کو کھلائیں۔

دیگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

یَا شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرْ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ ۝

اس اسم کو حسب طریق مذکور ۳۳ تینتیس روز پڑھے انشاء اللہ تعالےٰ

مطلب حاصل ہوگا مگر اعتقاد و طہارت کامل ہونا چاہیے

دیگر حضرت معشوق الٰہی نے فرمایا کہ جس کسی کو سخت مشکل آن پڑی ہو تو ایک ہزار بائیس مرتبہ ایک وقت ایک وقت مقرر کرکے اس اسم کو پڑھے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو جائیگی۔ اسم یہ ہے۔ یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ ۝

دیگر حضرت معشوق الٰہی نے فرمایا کہ میرے جد امجد حضرت سلطان محی الدین سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جس کسی کو کوئی سخت مشکل یا کوئی حاجت پیش آئے تو ان کلمات کو ہر روز ایک سو پچیس مرتبہ بسم اللہ کے ساتھ جمعہ کے روز سے شروع کرکے پڑھے آئندہ جمعہ تک ہزار بار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کرم سے اس کی وہ مشکل آسان ہو گی اور حاجت بر آئیگی جمعہ کے روز سے آغاز کرے۔ اگر ہر روز پانچسو بار کا ورد کرتا رہے تا جمعہ دیگر حاجت اس کی برآئیگی یہ عمل مجرب مجرب ہے کلمات یہ ہیں: ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَالِصًا مُخْلِصًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ صَادِقًا مُصَدِّقًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حَقًّا حَقًّا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَبَدًا اَبَدًا اَبَدًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

آپ نے فرمایا کہ جو کوئی سفر میں ہو اس دعا کو بعد ہر فرض کے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کا مقصد پورا کرے گا۔ کلمات یہ ہیں: ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُمَّ یسر المسافرین وَاَوْصِلْهُمْ اِلٰی مقاصدهم وَرُدَّهُمْ اِلٰی اوطانهم سالمین غانمین ظافرین وَاجدین بالمراد وصلی اللہ علیٰ خیر خلقه نبینا محمد وآله اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین ○

فاتحہ و دوگانۂ قادریہ اوّل حضرت معشوق الٰہی نے اس فاکرد دوگانہ قادریہ کی سند اس طرح فرمائی ہے۔ پہلے دوگانہ کی نیت کا طریقہ یہ ہے: ـ

نویت ان اصلی اللہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ النفل ھدیہ محمد رسول اللہ حبیب اللہ متوجہا الیٰ جہت الکعبۃ الشریفہ۔ اللہ اکبر۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار والضحیٰ ایک بار دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ الم نشرح ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص بارہ مرتبہ۔

فاتحہ و دوگانہ قادریہ دوم معشوق الٰہی نے فرمایا کہ اس دوگانہ کی نیت کا طریقہ یہ ہے کہ: ـ

نویت ان اصلی اللہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ الاسرار تقربا الی اللہ تعالیٰ وانقطاعا عما سوی اللہ متوجہا الیٰ جہۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر○ پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے آیۃ الکرسی ایک مرتبہ دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص بارہ مرتبہ بعد فاتحہ کے۔

تیسرا دوگانہ قادریہ اس دوگانہ کی نیت یہ ہے: ـ نویت ان اصلی اللہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ النفل ھدیہ حضرت غوث الصمدانی متوجہا اِلیٰ جہۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر○ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی ایک بار اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ۔

چوتھا دوگانہ قادریہ اس دوگانہ کی نیت یہ ہے: ـ نویت ان اصلی اللہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ النفل برائے ھدیہ حضرت پیر خود متوجہا اِلیٰ جہۃ الکعبۃ الشریفہ اللہ اکبر○۔

پانچواں دوگانہ قادریہ اس دوگانہ کی نیت یہ ہے: ـ نویت ان اصلی اللہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ النفل حفظ الایمان متوجہا اِلیٰ جہۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر○

ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص گیارہ بار سلام کے بعد اپنا منہ عراق کی جانب پھیر کر شمال کے کنج مذکورہ میں بیٹھے اور فاتحہ تمام انبیا صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے نام پڑھے اول فاتحہ قادریہ بنام حضرت سرور کائنات محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اول ایک بار درود و سورہ فاتحہ یکبار اور آیۃ الکرسی ایک بار سورہ اخلاص بارہ مرتبہ اور پھر درود گیارہ بار پڑھے اور اس کا ثواب پیغمبر صاحب کے نام بخشے۔

فاتحہ دوم قادریہ اول ایک سو گیارہ مرتبہ اس اسم کو پڑھے۔

اغثنی وامددنی یا سلطان الاولیاء سلطان شاہ عبدالقادر جیلانی

بعد اُس کے ایک سو گیارہ مرتبہ درود پڑھے:۔ اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمد
وعلیٰ آل محمد بعدد کلِ ذرۃ الف الف مرۃ ذوالجلال والاکرام ؕ

اِس کے بعد یہ اسم گیارہ مرتبہ پڑھے:۔ السلام علیک یا سلطان
الاوتاد سید محی الدین السلام علیک یا محمد و محمد سید محی الدین السلام
علیک یا ولی سید محی الدین السلام علیک یا قطب الاقطاب
سید محی الدین السلام علیک یا شیخ سید محی الدین السلام علیک
یا مولانا سید محی الدین السلام علیک یا غریب سید محی الدین
السلام علیک یا فقیر سید محی الدین السلام علیک یا مسکین سید
محی الدین السلام علیک یا سلطان الابدال سید محی الدین السلام
علیک یا سلطان الاولیا سید محی الدین شہنشاہ عراق دیاز الا
اشہب قدس سرہ فاتحہ اِلیٰ حضرت النبی صلعم انبیاء عظام واصحاب
کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خصوصاً اِلیٰ ارواح حضرت
غوث صمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت سلطان الاولیاء
حجت السلام والمسلمین قطب الآفاق بالاتفاق حجۃ اللہ الخلق حر
نائب رسول اللہ فی الخلق وارث النبی والی ابوین حضرت سلطان
الاولیا سلطان شاہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ ابن ابی محمد موسیٰ
جنگی دوست ولی بی بی فاطمہ کنت عبدالعزیز ؕ

فاتحہ سوم قادریہ فاتحہ اِلیٰ حضرت النبی صلعم اِلیٰ نبینا وشفیعنا

وامامنا وحبیبنا ومحبوبنا ورسولنا وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ و
ذریاتہ واہل بیتہ خصوصاً اِلیٰ ارواح حضرت امامین الشہیدین
امام حسن وامام حسین شہیدان کربلا ودیار ارواح جمیع شہیدان
دشتِ کربلا رضی اللہ عنہم اجمعین ؕ

فاتحہ چہارم قادریہ اِلیٰ حضرت النبی صلعم انبیاء عظام واصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خصوصاً
اِلیٰ ارواح یہاں اپنے پیرومرشد کا نام لیں وبروح خواجہ اویس قرنی
وبروح جمیع تبع تابعین کل کافۃ اہل السلام ؕ۔

طریقہ فاتحہ پنجم قادریہ اِلیٰ حضرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء عظام واصحاب اکرام رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین اِلیٰ ارواح غوث الصمدانی محبوب سبحانی قطب
ربانی حضرت سلطان الاولیاء حجت الاسلام والمسلمین قطب
الآفاق بالاتفاق حجۃ اللہ علی الخلق ونایب رسول اللہ فی الخلق
وارث النبی والی وابوین حضرت سلطان الاولیاء سلطان شاہ
عبدالقادر جیلانی ابن ابی محمد موسیٰ جنگی دوست حق ولی بی بی فاطمہ
کنت عبدالعزیز خصوصاً بارواح حضرت ہیں خود بعد فاتحہ کے کھڑا
ہو جائے اور عراق کی طرف تین قدم چلے اور اسم مذکور ایک سو گیارہ
مرتبہ پڑھے۔ بعد اُس کے تکبیر پڑھے۔ تکبیر اس طرح پڑھے:۔ الٰہی عاقبت
گر دانی و از شر شیطانی نگہ گردانی و نا مرادان را مراد برسانی الٰہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ یسر المسافرین وَاَوصِلھُم اِلیٰ مقاصدھم وردّھم
اِلیٰ اوطانھم سالمین غانمین ظافرین واجدین بالمراد
وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ نبینا محمد وآلہ اجمعین برحمتک
یا ارحم الراحمین ۝

فاتحہ و دوگانۂ قادریہ اوّل حضرت معشوق الٰہی نے اس خاکرد دوگانہ قادریہ کی سند اس طرح فرائی ہے: پہلے دوگانہ کی نیت کا طریقہ یہ ہے :۔

نویت ان اصلی اللہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ النفل ھدیہ محمد رسول اللہ حبیب اللہ متوجھا الیٰ جہۃ الکعبۃ الشریفۃ ۔ اللہ اکبر۔
پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار والضحیٰ ایک بار
دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ الم نشرح ایک مرتبہ اور سورۂ
اخلاص بارہ مرتبہ۔

فاتحہ و دوگانہ قادریہ دوم معشوق الٰہی نے فرمایا کہ اس دوگانہ کی نیت کا طریقہ یہ ہے کہ:۔

نویت ان اصلی اللہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ الاسرار تقربا الی اللہ تعالیٰ وانقطاعا عما سوی اللہ متوجھا الیٰ جہۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔
پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے آیۃ الکرسی ایک مرتبہ دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص بارہ مرتبہ بعد فاتحہ کے۔

تیسرا دوگانہ قادریہ اس دوگانہ کی نیت یہ ہے :۔ نویت ان اصلی اللہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ النفل ھدیہ حضرت غوث الصمدانی متوجھا الیٰ جہۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی ایک بار اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ۔

چوتھا دوگانہ قادریہ اس دوگانہ کی نیت یہ ہے :۔ نویت ان اصلی اللہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ النفل جوائے ہدیہ حضرت پیر خود متوجھا الیٰ جہۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر ۝

پانچواں دوگانہ قادریہ اس دوگانہ کی نیت یہ ہے :۔ نویت ان اصلی اللہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ النفل حفظ الایمان متوجھا الیٰ جہۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر ۝

ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص گیارہ بار۔ سلام کے بعد اپنا منہ عراق کی جانب پھیر کر شمال کے کنج (کونہ) میں بیٹھے اور فاتحہ تمام انبیا صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے نام پڑھے اول فاتحہ قادریہ بنام حضرت سرور کائینات محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اول ایک بار درود و سورہ فاتحہ یکبار اور آیۃ الکرسی ایک بار سورہ اخلاص بارہ مرتبہ اور پھر درود گیارہ بار پڑھے اور اس کا ثواب پیغمبر صاحب کے نام بخشے۔

فاتحہ دوم قادریہ اول ایک سو گیارہ مرتبہ اس اسم کو پڑھے۔

اغثنی وامددنی یا سلطان الاولیاء سلطان شاہ عبد القادر جیلانی
بعد اس کے ایک سو گیارہ مرتبہ درود پڑھے :- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وعلیٰ آل محمد بعدد کلِ ذرۃٍ الف الف مرۃ ذوالجلال والاکرام ؕ
اس کے بعد یہ اسم گیارہ مرتبہ پڑھے :- السلام عَلَیْکَ یا سلطان
الاوتاد سید محی الدین السلام علیک یا مخدوم سید محی الدین السلام
علیک یا ولی سید محی الدین السلام علیک یا قطب الاقطاب
سید محی الدین السلام علیک یا شیخ سید محی الدین السلام علیک
یا مولانا سید محی الدین السلام علیک یا غریب سید محی الدین
السلام علیک یا فقیر سید محی الدین السلام علیک یا مسکین سید
محی الدین السلام علیک یا سلطان الابدال سید محی الدین السلام
علیک یا سلطان الاولیا سید محی الدین شہنشاہِ عراق و بازالا
اشہب قدس سرہ فاتحہ الی حضرت النبی صلعم انبیاء عظام و اصحاب
کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خصوصًا الی ارواح حضرت
غوث صمدانی محبوبِ سبحانی قطب ربانی حضرت سلطان الاولیاء
حجت السلام والمسلمین قطب الآفاق با الاتفاق حجۃ اللہ العلی الخلق
نائب رسول اللہ فی الخلق وارث النبی والی ابویہ حضرت سلطان
الاولیا سلطان شاہ عبد القادر جیلانی رضی اللہ ابن ابی محمد موسیٰ
جنگی دوست ولی بی فاطمۃ کنت عبد العزیزہ ؕ

فاتحہ سوم قادریہ فاتحہ الی حضرت النبی صلعم الی نبینا وشفیعنا

وامیننا وحبیبنا ومحبوبنا ورسولنا وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ و
ذریاتہٖ واہل بیتہٖ خصوصًا الی ارواح حضرت امامین الشہیدین
امام حسن و امام حسین شہیدان کربلا وبار ارواح جمیع شہیدان
دشتِ کربلا رضی اللہ عنہم اجمعین ؕ

فاتحہ چہارم قادریہ الی حضرت النبی صلعم انبیاء عظام واصحاب
کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خصوصًا
الی ارواح یہاں اپنے پیر و مرشد کا نام لیں و بروح خواجہ اویس قرنی
و بروح جمیع تبع تابعین کل کافۃ اہل السلام ؕ۔

طریقہ فاتحہ پنجم قادریہ الی حضرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انبیاءِ
عظام واصحاب اکرام رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین الی ارواح غوث الصمدانی محبوب سبحانی قطب
ربانی حضرت سلطان الاولیاء حجت الاسلام والمسلمین قطب
الآفاق بالاتفاق حجۃ اللہ علی الخلق ونایب رسول اللہ فی الخلق
وارث النبی والی والدین حضرت سلطان الاولیاء سلطان شاہ
عبد القادر جیلانی ابن ابی محمد موسیٰ جنگی دوست حق ولی بی فاطمہ
کنت عبد العزیز خصوصًا بارواح حضرت پیر خود بعد فاتحہ کے کھڑا
ہو جائے اور عراق کی طرف تین قدم چلے اور اسم مذکور ایک سو گیارہ
مرتبہ پڑھے۔ بعد اس کے تکبیر پڑھے۔ تکبیر اس طرح پڑھے :- الٰہی عاقبت
گردانی واز شرِ شیطانی نگہ گردانی و نامرادان را بمراد برسانی الٰہی

فتح آسمانی فاذل گردانی تین مرتبہ پڑھے۔ الٰہی بحرمت نماز شام غریباں
و غریبانِ نماز شام تین مرتبہ الٰہی بحرمت رسالت پناہی الٰہی
بحرمت حضرت سلطان الاولیاء سلطان شاہ عبد القادر
جیلانی الٰہی بحرمت حضرت پیر خود (پیر کا نام لے) قادری جیلانی
بدین نیت باجابت تکبیر فاتحہ خیر اول یکبار درود بعدہ آیۃ الکرسی
و سورہ فاتحہ پڑھے اور تکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ
اکبر و للہ الحمد ھو الاول ھو الآخر ھو الظاہر ھو الباطن و ھو بکل شیءٍ
علیم لیس کمثلہ شیءٌ و ھو السمیع البصیر ربنا افتح بیننا و بین قومنا
بالحق انت خیر الفاتحین سبحان ربک رب العزت عما یصفون و
سلامٌ علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ۝

دیگر حضرت معشوق الٰہی نے فرمایا کہ جو کوئی میرے جد امجد حضرت
سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے گیارہ نام اس طرح پڑھے گا
تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاروبار دینی و دنیوی کو ٹھیک کر دے گا۔
اگر کوئی کسی مشکل اور تکلیف میں پھنسا ہوا ہو ہزار ہا تدابیر و تلاش
کے حل نہ ہوا ہو اور دعوت سیفی چہل اسم بار متعالی کیمیائے سعادت
اور دوسرے عملیات سے حل نہ ہوا ہو اس کو چاہیے کہ غوث الاعظم کے
اسمائے مبارک جو لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں گیارہ روز تک
ہر روز گیارہ مرتبہ متواتر پڑھا کرے۔ ان اسماء کے پڑھنے سے گیارہ
ہزار خاصیت پیدا ہوں گے دولت مند بنے گا۔ قرض ادا ہوگا دشمن

دفع ہوں گے بادشاہ اور امیر ظالم و حاکم اور غیر عالم مطیع و فرمانبردار
ہوں گے جن و انس و پرند و درند وغیرہ فرمان بردار ہوں گے علم کیمیا
و سیمیا و ریمیا حاصل ہوں گے۔ علم غیب سے واقف ہوں گے اور روزینہ
غیب سے ملے گا جو کام کبھی نہ ہوتا ہو بن جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر چھ
ماہ تک متواتر یہ اسمائے مبارک پڑھیں گے تو اولیاء اللہ کی محفل میں داخل
ہو جائیگا اور رفتہ رفتہ درجہ ولایت کو پہنچ جائیگا۔

اسم اعظم یہ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۝ بِجَمَالِکَ وَجَمَالِ حَبِیْبِکَ ۝ وَ نَبِیِّکَ ۝ وَ شَفِیْعِہٖ
مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ ۝ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلٰہِیْ بِعِزَّتِ ۝ وَ حُرْمَتِ ۝ قُطْبِ
الْاَقْطَابِ غَوْثِ الثَّقَلَیْنِ ۝ غَوْثِ الْاَعْظَمِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ ۝ قُطْبِ رَبَّانِیْ ۝
غَوْثِ الصَّمَدَانِیْ ۝ مَحْبُوْبِ سُبْحَانِیْ ۝ سَرِیْ چَشْمَۂ السُّلْطَانِیْ ۝
مُحْیِ الدِّیْنِ شَیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ ۝ قُطْبِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ
وَالْمَلَائِکَۃِ ۝ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۝
اِلٰہِیْ بِعِزَّتِ ۝ وَ حُرْمَتِ ۝ قُطْبِ الْاَقْطَابِ ۝ غَوْثِ الثَّقَلَیْنِ ۝
غَوْثِ الْاَعْظَمِ ۝ حَضْرَتْ شَاہ مُحْیِ الدِّیْنِ ۝ عَبْدِ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ ۝
شَیْخِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۝
اِلٰہِیْ بِعِزَّتِ وَ حُرْمَتِ قُطْبِ الْاَقْطَابِ غَوْثِ الثَّقَلَیْنِ غَوْثِ
الْاَعْظَمِ ۝ سُلْطَانِ مُحْیِ الدِّیْنِ ۝ عَبْدِ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ قُطْبِ الْبَرِّ ۝

والنجوم ٥ رضی اللہ عنہ ٥

الٰہی بعزت ٥ وحرمت ٥ قطب الاقطاب ٥ غوث الثقلین ٥ غوث الاعظم ٥ بادشاہ محی الدین ٥ عبد القادر جیلانی ٥ قطب الجنوب ٥ والشمال ٥ رضی اللہ عنہ ٥

الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت مولانا محی الدین ٥ شیخ ٥ عبد القادر جیلانی ٥ قطب المشرقین ٥ والمغربین ٥ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٥

الٰہی بعزت ٥ وحرمت ٥ قطب الاقطاب ٥ غوث الثقلین ٥ غوث الاعظم ٥ حضرت ٥ مخدوم محی الدین ٥ عبد القادر جیلانی ٥ قطب النجوم ٥ والسحاب ٥ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٥

الٰہی بعزت ٥ وحرمت ٥ قطب الاقطاب ٥ غوث الثقلین ٥ غوث الاعظم ٥ حضرت اولیا محی الدین ٥ عبد القادر جیلانی ٥ قطب الارض والسموات ٥ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٥

الٰہی بعزت ٥ وحرمت ٥ قطب الاقطاب ٥ غوث الثقلین ٥ غوث الاعظم ٥ حضرت ٥ خواجہ محی الدین ٥ عبد القادر جیلانی ٥ قطب العرش والکرسی ٥ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٥

الٰہی بعزت ٥ وحرمت ٥ قطب الاقطاب ٥ غوث الثقلین ٥ غوث الاعظم ٥ حضرت درویش محی الدین عبد القادر جیلانی

قطب اللوح والقلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٥

الٰہی بعزت ٥ وحرمت ٥ قطب الاقطاب ٥ غوث الثقلین ٥ غوث الاعظم ٥ حضرت ٥ نقی ٥ ولی ٥ محی الدین ٥ عبد القادر جیلانی ٥ قطب اللہ ٥ الفوق ٥ الارض ٥ تحت الثریٰ ٥ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٥

الٰہی بعزت وحرمت ٥ قطب الاقطاب ٥ غوث الثقلین ٥ غوث الاعظم ٥ حضرت ٥ غریب ٥ مسکین ٥ محی الدین ٥ عبد القادر جیلانی ٥ راکب ٥ الملائکۃ ٥ صاحب المعراج ٥ تابع النبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ٥ یا عزرائیل ٥ یا تومائیل ٥ یا طاطائیل ٥ بحق شیخ عبد القادر جیلانی ٥ شیئاً للہ ٥ یا محمد ٥ یا محمد ٥ یا محمد ٥ افتح الابواب قلبی بحق یا بدوح ٥ یا بدوح ٥ یا بدوح ٥

دیگر حضرت معشوق الٰہی نے فرمایا کہ جس کسی کو کوئی مشکل کام درپیش ہو اس کو چاہیئے کہ یہ گیارہ نام میرے جد امجد کے گیارہ روز تک اعتقاد دلی سے پڑھے گا ابھی گیارہ روز باقی ہی رہیں گے۔ گیارہ روز پورے نہیں ہوئے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان ناموں کی برکت سے اس حاجت مند کی حاجت روا کر دیگا۔ نام مبارک یہ ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت: مخدوم محی الدین عبد القادر گیلانی۔

الٰہی بحرمت مولا عبدالقادر گیلانی۔
الٰہی بحرمت سلطان عبدالقادر گیلانی۔
الٰہی بحرمت شاہ عبدالقادر گیلانی۔
الٰہی بحرمت سیّد عبدالقادر گیلانی۔
الٰہی بحرمت قطب ربانی عبدالقادر گیلانی۔
الٰہی بحرمت غوث دوران عبدالقادر گیلانی۔
الٰہی بحرمت مسکین عبدالقادر گیلانی۔
الٰہی بحرمت شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانی۔
الٰہی بحرمت شاہِ شاہان عبدالقادر گیلانی۔
الٰہی بحرمت این نامہای معظم ومکرم حاجات این فقیر درماندہ گنہ گار وبیکس برآوردہ بخیر گردان بحرمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبحرمت آلہ وصحبہ وبحرمت چہار یاران وخاندان دودمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین ۞

دیگر: حضرت معشوق الٰہی نے فرمایا کہ میرے جدامجد حضرت میراں سلطان شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو اگر کہیں درد ہو تو درد کی جگہ کو دیکھتے ہوئے یہ کلمات تین بار پڑھیں:- ظَائَنْ فَوْزَنَ ظَائَنْ فَوْزَنَ ظَائَنْ فَوْزَنَ ۞ اسی طرح تین بار یہ عمل کریں اللہ تعالیٰ ان کلمات کی برکت سے شفا عطا فرمائیگا مگر اعتقاد کامل ہو۔

دیگر: ارشاد حضرت معشوق الٰہی نے فرمایا کہ میرے جدامجد پیر دستگیر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ جو کوئی مجمع مصیبت کے وقت مجھ سے استغاثہ کریگا تو اس کی مصیبت دور ہو جائیگی اور مجھ پر کشف ہوگا اور اگر کوئی مجھے تکلیف میں پکارے گا تو میں اسے فرحت عطا کروں گا اگر کوئی اپنی حاجت کے ادا ہونے کے واسطے میرا وسیلہ ڈھونڈھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا۔ دو رکعت نفل نماز پڑھیگا اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھکر سلام پھیر کر گیارہ مرتبہ درود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجے اور مجھے یاد کرتے ہوئے عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لیکر اپنی حاجت کو یاد کرے تو بیشک اس کی حاجت روا ہوگی۔

دیگر: حضرت معشوقِ الٰہی نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی سخت مصیبت اور مشکل میں پھنس گیا ہو تو اس کو چاہیئے کہ اول حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت غوث الصمدانی اور تمام اولیاء اللہ سلسلہ قادریہ عالیہ کے ارواح کو پڑھکر بخشے اس کے بعد دو رکعت نماز حاجت دوگانہ پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی گیارہ بار اور قل یا ایہا الکافرون گیارہ بار پڑھے اور سلام سیدھے طرف السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ برکاتہ اور بائیں جانب السلام علیک یا ولی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے۔

اُس کے بعد گیارہ بار درود پڑھے اور گیارہ بار یارسول اللہ یانبی اللہ اغثنی کہے بعد ازاں سر سجدہ میں رکھ کر یوں کہے :- اَللّٰھُمَّ اَنَّکَ الکُلُّ رَبُّکَ الکُلُّ وَمِنْکَ الکُلُّ وَاِلَیْکَ الکُلُّ وَاَنْتَ الکُلُّ وَکُلُّ الکُلِّ تین بار پڑھے۔ اُس کے بعد سر اُٹھا کر بحرمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے اور غوث الثقلین کے وسیلے سے اپنی حاجت کو طلب کرے اور اُس کے بعد اپنا چہرہ عراق کی جانب کرکے گیارہ سلام اس طرح کہے :-

السلام علیک یا سلطان الاوتاد سلطان سید عبد القادر جیلانی ۝ السلام علیک یا شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی ۝ السلام علیک یا مخدوم محی الدین سید عبد القادر جیلانی ۝ السلام علیک یا مولانا محی الدین سید عبد القادر جیلانی ۝ السلام علیک یا ولی محی الدین سید عبد القادر جیلانی ۝ السلام علیک یا قطب الاقطاب محی الدین سید عبد القادر جیلانی ۝ السلام علیک یا مسکین محی الدین سید عبد القادر جیلانی ۝ السلام علیک یا فقیر محی الدین سید عبد القادر جیلانی ۝ السلام علیک یا غریب محی الدین سید عبد القادر جیلانی ۝ السلام علیک یا سلطان الابدال محی الدین سید عبد القادر جیلانی ۝ السلام علیک یا سلطان الاولیاء محی الدین سید عبد القادر جیلانی ۝ عراقی بادشاہ باز اللہ الاشہب قدس اللہ سرہٗ العزیزہٗ

اس کے بعد کہے :- الٰہی بحرمت غوث الثقلین قطب الاقطاب

محی الدین یا محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ اغثنی فی حاجتی واحفظنی فی کنفک واکف مماتی برحمتک یا ارحم الراحمین ۝

اس کے بعد ہدیہ ———— حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب سیما افضل الصحابۃ وافضل الامۃ وافضل الشہداء ابابکر وعمر وعثمان وعلی ابن ابی طالب وشہداء دشت کربلا وجمیع آل واہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی ارواح پرفتوح پر فاتحہ پڑھے اور اُس کے بعد روح غوث الثقلین اور جمیع اولیاء اللہ کے ارواح مبارک جو سلسلہ قادریہ سے ہیں اور روح مبارک شاہ شریف وحضرت شاہ زین الدین ابو الاوتاد و شاہ حافظ اور حضرت شاہ ابو الوفا وحضرت عبد الرزاق وحضرت عبد الواحد وحضرت خواجہ حسن بصری وحضرت خواجہ اویس قرنی قدس سرہ اللہ اسرارہم کی ارواح اور حضرت سید بدر الدین بدر عالم اور شمس بہاؤ الدین عارف باللہ اور حضرت سید احمد خلیفۃ الرحمن المعروف عبد الرحمن اشرف جہانگیر اور یونس شاہ جہاں اور حضرت سید یوسف حاجی الحرمین وغیرہ سلسلہ کے بزرگان عظام کی ارواح پر فاتحہ پڑھکر بخشے اُس کے بعد اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کرکے یہ رباعی ایک ہزار گیارہ مرتبہ ایک وضو کے ساتھ پڑھے پڑھتے وقت کسی سے بات نہ کرے اگر دوبارہ وضو کی ضرورت پڑے تو کریں مضائقہ نہیں مگر بات نہ کریں رباعی یہ ہے ـــ

رُباعی

أَیُدرِکُنِی ضَیمٌ وَأَنتَ ذَخِیرَتِی ۔ وَأُظلَمُ فِی الدُّنیَا وَأَنتَ نَصِیرِی
وَعَارٌ عَلٰی حَامِی الحِمٰی وَھُوَ قَادِرٌ ۔ إِذَا ضَاعَ فِی البَیدَا عِقَالُ بَعِیرِی

انشاءاللہ تعالیٰ مقصود حاصل ہوگا۔ جب تک کہ اپنا مقصود حاصل نہ ہو یہ عمل کرنے سے باز نہ آئے۔ ہر ہفتہ کی رات اور چہارشنبہ کی رات اور جمعہ کی رات یہ عمل کرے انشاءاللہ تعالیٰ مقصود حاصل ہو جائے گا۔

حضرت معشوق الٰہی میراں سید شاہ مصطفیٰ قادری قدس اللہ سرہ العزیز کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف اور عمل عملیات بے حساب قلمی بیاضوں میں اور رسالوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ ہم اس پر ہی اکتفا کر کے آپ کے احوال اور کرامات کی جانب رجوع ہوتے ہیں۔

میراں خاں المعروف میرانجی جراولیا کے وقت سے تھے بیان کرتے ہیں کہ میں کعبۃ اللہ شریف میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت معشوق الٰہی تشریف لائے اور ان کے ساتھ سید عبداللہ مقبل اور سید عبدالقادر بن سید عبدالرزاق قادری اور شاہ نور اللہ اور اخلاص خاں اور قاضی علی محمد بھی ساتھ تھے آپ نے کعبۃ اللہ میں نماز پڑھی اور تمام ہمراہی آپ کی اقتدا کئے اس کے بعد کعبۃ اللہ کا طواف گیارہ مرتبہ کیا اور اس کے بعد منیٰ کی جانب نکلے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہو لیا آپ کے ہمراہیوں نے مجھے آپ کے ساتھ آنے سے روکا۔ معشوق الٰہی نے کہا کہ مت روکو آنے دو۔

پھر آپ سب کے آگے چلنے لگے اور میں اور دوسرے ساتھی آپ کے پیچھے چلنے لگے۔ ہم نے ایک بیابان میں نماز ظہر آپ کے پیچھے پڑھی۔ اس کے بعد آپ پھر چل پڑے ہم عصر کی نماز کے وقت مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں پہنچ گئے وہاں کے لوگ آپ کو امامت کیلئے پیش کئے ہم اور تمام لوگ آپ کے پیچھے نماز پڑھ لئے اس کے بعد روضۂ نبوی کے قریب آکر کھڑے ہوئے اور روتے ہوئے فرمایا کہ یا جدی اگر دست مبارک دراز ہو تو یہ تشنہ لب آپ کے دست کو بوسہ دیگا آپ کا اتنا کہنا تھا کہ روضۂ منورہ سے ایک نورانی ہاتھ باہر آیا۔ آپ نے اس مبارک نورانی ہاتھ کو بوسہ دیا اور وہاں سے نکلے اور چلنے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمین خود بخود سرک رہی ہے کچھ دیر بعد ہم بغداد میں تھے اور مغرب کی نماز روضۂ غوث الاعظم میں ادا کی۔ بعد نماز عشا کے آپ نے روضۂ غوثیت مآب پہ حاضری دی اور روضۂ پر [illegible] سے فیض و برکات حاصل کر لیکر روانہ ہوئے اور عشا کی نماز کربلائے معلی میں ادا فرمائی اور زیارت سے فراغت حاصل کر لیکر آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ کھانا نہیں کھائے کھانا کھالیں۔ آپ کے اتنا فرماتے ہی چار آدمی بڑے بڑے طبق جن پر سرپوش تھے اپنے سروں پر لائے اور آپ کے سامنے رکھ دیئے۔ آپ نے فرمایا کہ سرپوش نکالو اور کھانے سے فارغ ہو جاؤ ہم سرپوش نکالے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خوانوں میں انواع و اقسام کے کھانے بھرے ہوئے ہیں غرض کہ ہم اور آپ مل کر کھانا

کھلاکے کھانا کھانے کے بعد دو آدمی پانی اور گلاس لے آئے۔ ہم
سبھوں نے پانی پیا اور اپنے ہاتھوں کو صاف کر لیا اس کے بعد آپ
وہاں سے اُٹھے اور چل پڑے۔ صبح کی نماز کے وقت ہم ہمالیہ پہاڑی کے
دامن میں پہنچ گئے۔ آپ اور ہم ہمالیہ کی چوٹی پر پہنچ گئے آپ ایک جگہ
بیٹھ گئے ہم تمام آپکے اطراف بیٹھ گئے۔ پھر صبح کی نماز کی اذان آپ نے
ایک پتھر پر کھڑے ہو کر دی۔ اللہ اکبر کی پُر ہیبت و جلال آواز سے
آپ کے پاؤں کے نیچے کا پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور چو طرف
سے نورانی صورت والے لوگ آ آ کر سلام علیک کر کے آپ سے دست
بوسی کرنے لگے اُن لوگوں کے چہروں سے چاند اور سورج کی روشنی کی
جیسی روشنی پڑ رہی تھی۔ آپ سنتِ فجر کے بعد ہم اور تمام نورانی چہرے
والے صدہا اشخاص آپ کے پیچھے صبح کی نماز فرض دو رکعت پڑھے
نماز و دعا سے فراغت کے بعد آپ اُن لوگوں سے مخاطب ہو کر
باتیں کرنے لگے اُن میں سے بعض آدمی آپ کی گفتگو سے کانپنے
لگتے تھے۔ اس کے بعد آپ وہاں سے برخاست ہو کر نکلے اور ہمالیہ
کی چوٹی سے اُتر کر چلنے لگے بعض ایسے ایسے مقامات دیکھنے میں
آئے کہ جس کی تعریف انسانی زبان سے ہونا ممکن نہیں ہم دوپہر کے
قریب دہلی پہنچے ظہر کی نماز دہلی میں ادا کی۔ اکبری مسجد میں پڑھ لیئے
اور پھر وہاں سے نکلے بعد ازیں عصر پڑھکر حضرت شیخ شمس الدین
محمد ملتانی رحمتہ اللہ علیہ اور ابراہیم مخدوم رحمتہ اللہ علیہ کے مزارات پر

پہنچ کر زیارت سے فراغت حاصل کر لی۔ اور سید بدر الدین بدر عالم حبیب اللہ کے
جو آپ کے والد ماجد ہیں مزار مبارک پر پہنچے اور زیارت سے لطف اندوز
ہوئے اور اس کے بعد شمس بہار الدین عارف باللہ کے مزار پر پہنچے
وہاں بھی زیارت سے فارغ ہو کر آپ نکلے ہم پیچھے ہی تھے اور چل رہے
تھے کہ گلبرگہ شریف نظر آیا اور روضۂ بندہ نواز میں پہنچ کر نماز عشاء
ادا کی اور زیارت سے فراغت حاصل کر کے آپ نے پھر ہم کو کھانا
کھانے کے لئے فرمایا وہاں بھی چار خوان بردار کھانوں کے طبق لے آئے
اور ہم اور آپ ملکر کھانا کھائے اور وہاں سے نکلے تو آدھی رات کے
وقت ہم بیجاپور کے حلقہ کے قریب پہنچے قلعہ کے دروازے بند ہو گئے
تھے آپ نے انگلی سے اشارہ فرمایا دروازہ کھل گیا ہم سب قلعہ میں جمعخان
کی مسجد میں داخل ہوئے رات بھر وہاں رہے۔ صبح کی نماز اسی مسجد میں
پڑھکر آپ اپنے دولت خانے کی جانب چلے اور ہم لوگ آپ کو آپ کے
گھر پہنچا کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے میرانجی نے فرمایا کہ میں پہلے پہل
قادریہ سلسلہ میں آپ کے ہاتھ پر ہی بیعت کر کے مرید ہوا۔ اس کے
بعد چشتیہ نعمت کو حاصل کیا۔ میراں خاں کو میراں جی شمس العشاق کے
لقب سے معشوق الٰہی نے ہی سرفراز فرمایا اور یہ سرفرازی حسب اشارہ
روح مبارک حضرت سیدنا غوث الاعظم سلطان شیخ عبدالقادر جیلانی
کے حکم سے دیا گیا۔ اس روایت کو حضرت سید عبداللہ مقبل بیان کئے ہیں۔
صحیفۂ اہل ہدیٰ میں منقول ہے کہ سلطان ابراہیم عادلشاہ جگت

گرد کے دور سلطنت میں عادل شاہ اور نظام شاہ میں جنگ شروع ہوگئی
تھی نظام شاہ ایک بڑا لشکر لیکر بیجاپور کے قلعہ کو گھیر لیا تھا۔ عادل شاہی
فوجیں قلعہ بند ہوکر لڑ رہی تھیں۔ آپ کے فقیر محمد بھڑ بھڑے مجذوب نامی
یہ کلمات کہتے ہوئے شہر میں پھر رہے تھے کہ جو شخص مجھے دو اشرفی دیگا ہم
اس کو اس سلطنت کا بادشاہ بنا دینگے اور بیجاپور کی حکومت کی
سند عطا کرینگے یہ کیفیت سلطان ابراہیم کو ملی بادشاہ اولیاء اللہ کے
حالات عجیب سے بخوبی واقف تھا پریشان ہوگیا۔ اُس کو اس بات کی
بھی اطلاع ملی کہ مجذوب مذکور دریچہ شہر سے نکل دشمن کی فوج میں پہنچکر
یہی آواز لگا رہا تھا کہ نظام شاہ کے ایک سپاہی نے مجذوب مذکور کو
ایک اشرفی دی اور دوسری اشرفی سند دینے کے بعد دینے کا وعدہ کیا
مجذوب مذکور نے اس سپاہی کا ہاتھ پکڑا اور دریچہ سے شہر میں لائے
اور پکارنے لگے۔ یہ آدمی آج سے اس شہر کا بادشاہ بن جائیگا میں نے
اس کو دو اشرفیوں میں بیجاپور کی سلطنت فروخت کردی۔ یہ خبر جب
بادشاہ کو ملی تو بادشاہ بے حد پریشان ہوگیا۔ اس پریشانی کے عالم میں
اُس کو نیند آگئی کیا دیکھتا ہے کہ اس نے نظام شاہ سے شکست کھائی
ہے اور سلطنت ختم ہوگئی ہے نظام شاہ اُسی سپاہی کو بیجاپور کی
سلطنت دیکر خود واپس ہو رہا ہے اور جنگل جنگل بھٹکتے پھر رہا ہے
بادشاہ یہ خواب دیکھ کر اور زیادہ پریشان ہوا وہاں سے آپ کے بھائی
حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری کے پاس آکر اپنا خواب اور

مجذوب کا واقعہ بیان کیا انہوں نے کہا کہ وہ مجذوب میرے بھائی
میراں شاہ مصطفیٰ قادری کا مرید ہے اگر وہ چاہیں گے تو تمہاری سلطنت
بچ سکتی ہے۔ مجھ سے ممکن نہیں تم ہاشم علوی کو لیکر اُن سے ملو کیونکہ
میں بڑا بھائی ہوں لیکن اُن کا جلال مجھ پر غالب ہے شاہ ہاشم اور شاہ
مصطفیٰ راہ معرفت کے دوست ہیں۔ اُن کی سفارش کام آئے گی بادشاہ
شاہ ہاشم اور شاہ ابوالحسن کو لیکر معشوق الٰہی کے پاس آئے اور تمام ماجرا
بھڑ بھڑے مجذوب کا سنایا۔ معشوق نے مجذوب کو طلب کیا۔ دو مرتبہ کی
طلبی پر مجذوب صاحب بارگاہِ معشوقی میں حاضر ہوئے اور مرشد کی قدم بوسی
کرکے ادب سے بیٹھ گئے آپ نے قصہ کے متعلق پوچھا مجذوب نے کہا کہ
میں نے دو اشرفی میں سلطنت فروخت کردی ہے۔ اب سند دینے
جا رہا ہوں۔ آپ نے سند کی تصدیق چاہی۔ مجذوب نے اپنی جھولی میں سے
سند نکال کر آپ کے ہاتھ میں دیدی کیا دیکھتے ہیں کہ سند پر مہر
نبوی لگی ہوئی ہے اور صحابۂ کرامؓ کے دستخطیں بھی ثبت ہیں آپ نے
فرمان نبوی کی گولی بنائی اور نگل گئے۔ مجذوب نے شور مچانا شروع کیا
کہ یا سیدی در امانت خیانت کردی۔ اے سید آپ نے میرے امانت
میں خیانت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے نادان مجذوب در ایں امانت
چیست۔ نانا کا دیا نواسہ لیا۔ اس کے بعد مجذوب سے فرمایا کہ درگاہِ
خداوندی سے تم کو دعوت آئی ہے۔ یہ الفاظ سنتے ہی مجذوب کی روح
قفس عنصری سے پرواز کرگئی بھڑ بھڑے مجذوب کا مزار مشہور اور حاجت روائے

خلق ہے اس کے بعد نظام شاہ کی فوج کو شکست شروع ہو گئی۔
اس کی فوج میں وبا پھوٹ پڑی۔ نظام شاہ نے محاصرہ اٹھالیا۔ ابراہیم
عادل شاہ نے پیچھا کر کے نظام شاہ کو قتل کر دیا۔

اس فتح کی وجہ سے بادشاہ کو آپ پر اعتقاد کامل ہو گیا اور
سمجھ گیا کہ نظام شاہ کی شکست اور اپنی فتح حضرت کی تائید باطنی و ظاہری
کی وجہ سے ہوئی ہے یہ حکایت عام و خاص میں آج بھی بیجاپوریوں
کی زبان پر ہے۔ دو تین روز میں نظام شاہ کی فوج کے پانچ ہزار سے
زیادہ افراد مارے گئے اور باقی بھاگ گئے۔

نقل ہے کہ سلطان ابراہیم جگت گرو فقیر دوست تھا اور حضرت
میراں سید شاہ ابوالحسن قادری قدس سرہٗ کی ملازمت سے بہرہ مند تھا
مگر معشوق الٰہی قدس سرہٗ کے خدمت میں باریاب ہو کر آپ کی صحبت
فیض درجت سے شرف اندوز ہونے کی سعادت سے محروم تھا صرف
آپ ہی کی دعا کی برکت سے شراب و سرود کو چھوڑ کر متوجہا الی اللہ ہو گیا
تھا۔ دوبارہ افواج نظام شاہ کے محاصرہ کے وقت بوساطت برادر
عالی قدر آں قبلۃ العارفین اور حضرت شاہ ہاشم علوی قدس سرہٗ
کے حاصل ہوئی تھی۔ اِن واقعات کی وجہ اور دوسرے حالات عالیہ و مناقب
کاملہ کو سن کر آپ کے دیدار فیض انوار اور ملاقات کا بعد متمنی اور
شائق تھا کئی مرتبہ باریابی کی التجا بھی کروائی مگر معشوق الٰہی نے اجازت
نہیں دی۔ ایک روز آپ کے بڑے بھائی قطب العاشقین میراں

سید شاہ ابوالحسن قادری قدس سرہٗ سے اپنی خواہش کا اظہار کیا مگر حضرت
شاہ موصوف نے بادشاہ کو معشوق الٰہی سے نہ ملنے کیلئے فرمایا اور کہا کہ
بغیر اُن کی اجازت کے ملنا فائدہ نہیں ہو گا ایک دن اپنے دربار میں بھی
معشوق الٰہی سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی ایک امیر نے ملاقات کروانے
کی حامی بھری بادشاہ نے پوچھا کہ کس طرح معشوق الٰہی سے ملاقات کا شرف
حاصل ہو گا۔ اِس نے کہا کہ بعد نماز صبح آپ اپنے حجرہ میں اوراد اور وظائف
میں مشغول رہتے ہیں اور حجرہ کا دروازہ بھی کھلا رہتا ہے اور یہ
غلام غلامان آستانہ قادریہ معشوقیہ بھی۔ اس وقت پیشگاہ معشوقی
میں حاضر رہتا ہے۔ اگر آپ بلا کسی اہتمام شاہی کے تشریف لائینگے تو ضرور
آپ کی .... مراد دلی پوری ہو گی سلطان ابراہیم عادلشاہ
ثانی حسب ہدایت امیر درباری بلا تجمل شاہی کے بارگاہ مصطفوی و
معشوقی پر حاضر ہو گیا۔ آپ اس وقت وظیفہ فرما رہے تھے۔ کوئی
توجہ بادشاہ کی جانب نہ فرمائی وظیفہ سے فارغ ہونے کے بعد
امیر دربار اور بارگاہ معشوقیہ کے خادم نے نہایت ادب کے ساتھ
حضور معشوقیہ میں عرض کی کہ سلطان ابراہیم عادل شاہ والئی سلطنت
بیجاپور آستانۂ عالیہ پر کھڑے ہیں اور اندر آنے کی اجازت
چاہتے ہیں۔ آپ نے بادشاہ کی جانب دیکھ کر فرمایا کہ بادشاہوں کا
فقیروں کی گلی میں کیا کام ہے۔ سلطان نے عرض کیا کہ قدوم مبارک کو
دیکھنے کیلئے آیا ہوں اور اولیا اللہ کے دیدار سے مستفیض ہونے

سعادت دو جہانی کے حاصل ہونے کی اُمید ہے اس لئے حاضر ہوا ہوں
یہ سنکر فرمایا کہ دیدار تو ہوگیا۔ اب چلے جاؤ معشوق الٰہی کا کہنا بادشاہ
کو ناگوار خاطر ہوا۔ کیونکہ اُس کی سلطنت کی بقا محض آپ کی توجہ
باطنی اور تائید ظاہری کا نتیجہ تھی بادشاہ اپنی ناعاقبت اندیشی سے
جھٹ بول اُٹھا کہ دیدار تو ہوا۔ کرامت کا اظہار چاہتا ہوں بادشاہ کا
جواب سُن کر مسکرائے اور حجرہ عالیہ کی جانب نظریں اٹھا کر انگلی سے
اشارہ کیا اُسی وقت حجرہ کی چھت میں سوراخ پڑ کر چاند آسمان سے
اُتر آیا اور بادشاہ اور معشوق الٰہی کے درمیان کھڑا ہو گیا بادشاہ کی
آنکھیں چاند کی روشنی کو دیکھ نہ سکیں اور بند ہوگئیں بادشاہ پر ہیبت
طاری ہوگئی اور بے ہوش ہوکر گر پڑا اور تمام بیجاپور شہر میں رہنے
والے چاند کی تمازت اور روشنی سے خوف زدہ ہوگئے ہزاروں لوگ
اس کا سبب دریافت کرتے ہوئے پھرنے لگے جب آنحضرت معشوق
الٰہی کی طبیعت سکون کی جانب آئی تو چاند کو انگلی کا اشارہ فرمایا اشارہ
پاتے ہی چاند اُسی چھت کے سوراخ سے اپنے مقام آسمان پر چلا گیا۔
بادشاہ کے چہرہ اور آنکھوں پر آپ نے تھوکا تو اُسی وقت بادشاہ
کو ہوش آیا اور اُس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اُس کے بعد آپ نے
بادشاہ سے فرمایا کہ اچھا ہوا کہ تیرے اور میرے درمیان چاند آیا اگر
سورج آتا تو تیرا چہرہ اور سارا شہر جل جاتا۔ آئندہ سے کسی اولیاء اللہ
کے پاس ایسی گستاخی نہ کرنا اور نہ ہی کرامت کا طالب ہونا اولیاء اللہ کے

نزدیک کرامت کا مقام ایک عورت کے حیض سے بڑھکر نہیں ہے۔
الغرض بادشاہ اپنی ....
گستاخی پر بہت شرمندہ اور نادم ہوکر واپس ہوا بادشاہ جب اپنے
محل شاہی کو پہنچا تو وہ درباری امیر جس نے بادشاہ کو ملاقات کرنے کا
طریقہ بتلایا تھا۔ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا بادشاہ نے اس امیر
سے کہا کہ آج مجھ سے زبردست غلطی کا ارتکاب ہوا اس تقصیر کی معافی
کروانا چاہتا ہوں وہ امیر خاموش رہا کیوں کہ —

خلاف رائے سلطان رائے جستن

کر کام میں لایا۔ دوسرے دن بادشاہ صبح صبح لباس شاہی تبدیل کرکے
بھیس بدلا ہوا پروانہ وار شمع مصطفوی کے قریب آن پہنچا اُس
وقت معشوق الٰہی پانی سے بھرا ہوا آفتابہ دست مبارک میں لئے ہوئے
مخدوم جی کی باولی سے حجرہ منورہ کی جانب جا رہے تھے۔ بادشاہ
سرراہ ہی آپ کے قدموں پر گرا۔ آپ نے پوچھا کہ پھر کیوں آئے۔
جواب دیا کہ کل آپ کی جناب میں مجھ سے گستاخی سرزد ہوئی تھی اُس
قصور کو معاف کروانے کیلئے آیا ہوں اور یہ بھی استدعا لایا ہوں کہ
ہر روز حضور کی زیارت کے لیے آیا کروں کہ یہ میرے لئے باعث سعادت
ہے۔ یہ سنکر آپ نے یوں فرمایا۔

" دیک جدھر کر دیک اودھر کرن مصطفیٰ ہی مصطفیٰ دیسے ایسا
دیکھیہ کہ پھر دیکھن نا پائیو "

اتنا فرماتے ہی بادشاہ کو ایسا نظر آیا کہ آپ آفتابہ لئے ہوئے سارے میدان میں کھڑے ہیں۔ ہزاروں ان گنت صورتیں آپ ہی جیسی نظر آرہی ہیں اور ہر ایک کے ہاتھ میں آفتابہ ہے۔ درختوں پر نظر پڑی تو پتوں اور ڈالیوں پر بھی آپ پانی کا آفتابہ لئے ہوئے کھڑے ہیں۔ بادشاہ اس حالت عجیب کو دیکھ کر حیران ہوا اور یہ سوچنے لگا کہ صورت اصلی آپ کی کونسی ہے۔ اس کرامت سے بادشاہ کے دل میں ایک خوف پیدا ہوا اور اس خوف کی وجہ وہ بے ہوش ہوکر زمین پر گرا کچھ دیر بعد شاہی امرا بادشاہ کی تلاش میں اس جگہ آئے اور بادشاہ کو بے ہوش پاکر پالکی میں ڈال شاہی محل کو لے گئے صاحب تحفۃ الاقطاب دکن لکھتا ہے کہ بادشاہ جب ہوش میں آیا تو اپنے اردگرد آپ ہی کا جلوہ دیکھنے لگا وہ جس خادم اور وزیر کو پکارتا وہ آتے تو اس کی آنکھوں میں وہ جلوہ جہاں تاب مصطفوی ہی نظر آنے لگا۔ یہی حالت بادشاہ پر تین دن اور تین رات تک رہی۔ اس کے بعد وہ حالت موقوف ہوگئی تو بادشاہ معشوق الٰہی کے بڑے بھائی حضرت قطب العاشقین میراں سید شاہ ابوالحسن قادری کے پاس آکر یہ سارا ماجرا من وعن سنایا حضرت نے بادشاہ کو دوبارہ آپ سے نہ ملنے کی سختی سے ہدایت فرمائی اور کہا کہ آپ کی بد دعا سے تیری سلطنت تباہ ہو جائیگی۔

تحفۃ الاقطاب دکن میں مرقوم ہے کہ آپ ایک روز پیادہ

چند مریدوں کے ہمراہ جنگل بیاباں میں جارہے تھے۔ دھوپ شدت کی تھی۔ پانی کا دور تک پتہ نہ تھا لوگ العطش العطش کہنے لگے وہ راستہ طے کرنے سے نامر رہے۔ پانی کی خواہش سبھوں نے ظاہر کی۔ آپ نے ایک بڑے پتھر پر پیر پٹکا تو اس پتھر سے پانی کا چشمہ ابل پڑا سبھوں نے سیر ہوکر پانی پی لیا جب سب کے سب پانی پی چکے تو آپ نے پھر پیر پٹکا تو پانی کا آنا بند ہوگیا۔

آپ نے ایک روز چھوٹے بھائی حضرت میراں سید شاہ قاسم قادری کو طلب کر کے خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا اور اپنے بیٹے حضرت میراں سید شاہ عبدالقادر قادری کو جو ابھی خورد سال تھے ان کو بھی مرید کر کے خرقہ خلافت وسجادگی عطا کر کے فرمایا جو کچھ راز و نیاز تمہیں ملتا ہے۔ وہ تمہارے چچا شاہ قاسم اور تایا شاہ ابوالحسن سے مل جائیگا۔ میں نے جو دینا تھا دیا اور خدا کے سپرد کیا اتنا فرما کر آپ حجرہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ آج سے فقیر حجرہ سے باہر قدم نہیں رکھے گا۔ آٹھویں روز فقیر کی موت اسی حجرہ میں واقع ہوگی اور حجرہ کا دروازہ خود بخود کھل جائیگا۔

آپ کے بڑے بھائی حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری قدس سرہ کا اور آپ کا طریقہ یہ تھا۔ تینوں بھائی ایک دسترخوان پر کھانا کھایا کرتے تھے۔ اس روز جب دن بہت چڑھا تو آپ نے معشوق الٰہی کو طلب فرمایا۔ آپ نے وہی جواب جو سابق میں فرمایا تھا دیا کہ آج سے

میں اس حجرہ سے باہر نہ آؤنگا۔ آٹھویں روز میری میت ہی باہر آئیگی
اس روز صرف دو بھائی سید شاہ ابوالحسن قادری اور سید شاہ قاسم
قادری نے ہی کھانا کھالیا۔

سید نعمت اللہ قادری ابن میراں سید شاہ ابوالحسن قادری
فرماتے ہیں کہ عم بزرگوار نے جس روز سے حجرہ منورہ کا دروازہ بند کرلیا
اس روز سے حجرہ میں باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں اور وہ
آوازیں اجنبی لوگوں کی ہوتی تھیں۔ کبھی کبھی آپ کی آواز دعا مانگتے
ہوئے سنائی دیتی اور بہت سی آوازیں آمین کہتے ہوئے سنائی
دیتیں۔ حجرہ عالیہ معشوقیہ پہ ایک عجیب وغریب نور چھایا ہوا
رہتا اور خوشبو بے انتہا آتی۔ آٹھویں روز ایک آواز الموت جسر
یوصل الحبیب الی الحبیب کی آئی اور دروازہ حجرہ اقدس خود بخود کھل گیا
حجرہ میں سے ایک روشنی سفید سبزی مائل مثل ایک تارے کے نکلی
اور آہستہ آہستہ آسمان کی جانب پرواز کرگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے
غائب ہوگئی۔ اس وقت ایسی خوشبو بہک رہی تھی کہ وہاں جتنے
لوگ حاضر تھے ان کے جسموں اور کپڑوں میں سرایت کرگئی۔ کئی مرتبہ
جسموں اور کپڑوں کو دھونے کے باوجود خوشبو کم نہ ہوئی۔ صاحب تذکرۃ
الابدال نزہت الاولیاء سے نقل کرتا ہے کہ یوصل الحبیب الی الحبیب
کی آواز اتنی گرجدار تھی کہ سارے ساکنان شہر نے سنی اور لوگ اس آواز
کو سنکر پریشان اور خوف زدہ ہوگئے۔ کچھ ہی دیر بعد منادی نے

ندا لگائی کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ آپ ١٣ شعبان ۱۰۲۴ھ کو فجر کی
نماز کے وقت عالم بالا کی جانب تشریف لے گئے۔ صاحب تحفۃ الاقطاب
لکھتا ہے کہ نعش کو عطر و گلاب کے پانی سے غسل دیا جاکر جنازہ کو دفن
کرنے کیلئے آغاپور جو اللہ پور دروازہ کے باہر واقع ہے لے چلے۔ یہ جگہ آپ کے
مرید آغا بیگ نے .... آپ کے دفن کرنے کیلئے اسی روز دی تھی
تابوت جنازہ اقدس کو اٹھایا گیا۔ اس وقت اتنا ہجوم تھا کہ جس کا حساب
اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ کے جنازے کی نماز شہر کے کئی مقامات
پر پڑھی گئی جلوس جنازہ میں شہر کے تمام علماء محدثین زہاد اور امرائے
سلطنت وزرائے حکومت اور خود سلطان ابراہیم عادلشاہ ثانی المشہور
جگت گرو بھی جلوس جنازہ میں شریک ہوا لوگوں کا اژدہام اتنا تھا کہ
تابوت جنازہ کے قریب پہنچ کر کندھا دینا مشکل ہوگیا اور جس وقت
جنازہ دفن کرنے کیلئے لے چلے تو ہزاروں سفید اور سبز رنگ کے پرندے
اپنے پروں سے پروں کو ملا کر آپ کے جنازے پر سایہ کئے ہوئے
بالکل قریب سے پرواز کررہے تھے اور اردگرد بھی ہزاروں پرندے
آپ کی نعش مبارک سے قریب اڑ رہے تھے اور پرندوں
کی آوازوں میں اللہ اللہ اللہ کی صدا آتی تھی۔ ہزاروں گھوڑے سوار
ابلق اور سفید گھوڑوں پر نظر آرہے تھے۔ ان گھوڑے سواروں کو اس سے
پہلے کسی نے نہیں دیکھا تھا اور نہ بعد دفن کے ان کو کسی نے دیکھا
محمد بنگالی مجذوب اور دوسرے صلحا قصیدہ غوثیہ آپ کے جنازہ کے

سامنے پڑھنے لگے تو آپکا تابوت جنازہ کندھوں سے بالکل اوپر اٹھکر
معلق چلنے لگا لوگ پکڑنا چاہتے تھے وہ اوپر ہی چلتا تھا جیسا جیسا
قصیدہ غوثیہ کے اشعار اونچے جاتے تھے۔ تابوت جنازہ کبھی آگے
اور کبھی پیچھے آتا اور ایک وجدانی کیفیت کے ساتھ چلتا جس وقت
قصیدہ گو مجذوب مذکور انا البازی اشہب کل شیخا پر پہنچا تو تابوت
وجدانی کیفیت کے ساتھ جائے مدفن پر پہنچکر رک گیا آپ کی
جنازے کی نماز آپ کے بڑے بھائی حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن
قادری قدس سرہ نے پڑھائی اور آپ کی نعش مبارک کو قبر میں اتارنے
کیلئے آپ کے بھتیجے سید عبدالقادر بن میراں شاہ ابوالحسن قادری
اور چھوٹے بھتیجے سید نعمت اللہ قادری بن میران شاہ ابوالحسن قادری
قبر میں اترے تھے لوگوں نے دیکھا کہ جب آپ کو قبر میں اتارا گیا تو
آپ قبر میں اٹھ بیٹھے اور نماز پڑھنے لگے اور قبر باغ جنت نظر آنے لگی
آپ کے دونوں بھتیجے یہ حالت دیکھ کر بے ہوش ہوگئے لوگوں نے
ان کو اوپر لے لیا اور معشوق الٰہی بعد نماز پھر لیٹ گئے لوگ حیران تھے
کہ قبر بند کریں یا نہ کریں جب قریب سے دیکھا تو آپ کے جسم میں
زندگی کے آثار نہ تھے قبر کو بند کر دیا گیا۔ نماز جنازہ کے بعد جب
آپ کو دفن کیا گیا تو آپ کے مریدین نے بطور تبرک آپ کے قبر کی
ایک ایک مٹھی خاک کو اٹھا لیا خاک لینے والے جملہ ایک سو ستر آدمی تھے
جب ان لوگوں نے خاک لیکر مٹھیوں کو کھولا تو ہر ایک کی مٹھی میں قسم قسم کے

پھول نمودار ہوئے خاک کا پتہ نہ تھا۔

نقل ہے کہ آپ شریعت کے سخت پابند تھے کبھی بھی بدعت
حسنہ کی جانب مائل نہ ہوتے سماع اور سرود سے سخت احتراز فرماتے
آپ کی زیارت کے دن علماء فضلا امراء اور خود بادشاہ اور دیگر صلحاء
اور اولیا اور مجاذیب بھی تین روز تک زیارت میں حاضر ہوئے
اس مجلس میں حاجی ذاکر جو نہایت خوش الحان تھا اللہ نے اس کو لحن
داؤدی عطا فرمایا تھا۔ آلات و مزامیر کے ساتھ زیارت میں حاضر ہوکر
سماع سنانا چاہا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ شریعت کے سخت پابند تھے
کبھی عمر شریف میں آلات و سرود و سماع کو نہیں سنا اس لئے خلاف مرضی
اشرف سماع کا اس وقت آپ کے مزار پر سنانا آپ کی ناراضگی
کا سبب ہوگا۔ حاجی ذاکر نے ان باتوں کی پروا کئے بغیر سماع شروع
کیا۔ بجانے والے نے ڈھول دو طرفہ بجانا شروع کیا اسی وقت
مطرب کے پیٹ میں درد شروع ہوا جونہی حاجی ذاکر نے قوالی شروع
کی۔ اس کی آواز خراب ہوگئی اور گانے بجانے والا پیٹ کے درد سے
تڑپنے لگا۔ قوالی بند ہوگئی آپ کے قبر کی مٹی پانی میں گھول کر پلانے سے
درد شکم رفع ہوگیا مگر حاجی ذاکر کی آواز خراب ہی رہی وہ جس وقت
بھی گانے لگتا تو لوگ [illegible] اڑ لیتے تھے ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب ؎ بے ادب محروم گشت از لطف رب
ہر کہ گستاخی کند اندر طریق ؎ گردد اندر وادی حیرت غریق

کہتے ہیں کہ حاجی ذاکر کی آواز آخرالامر حضرت ہاشم پیر کی نظر
ترحم سے ٹھیک ہوگئی اور پابند شرع بزرگوں کے اعراس میں قوالی
کرنی چھوڑ دی۔

نقل ہے کہ سلطان ابراہیم عادل شاہ جگت گرو آپ کی
وفات کے بعد آپ کے فرزند و سجادہ نشین حضرت سید عبدالقادر
قادری کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مزار مبارک پر
گنبد تعمیر کروں صاحبزادہ صاحب نے تعمیر گنبد کی اجازت نہیں دی
بادشاہ نے ضروری اخراجات کے لیے چند دیہات معاش دیے۔
اور امرائے سلطنت نے بھی اپنی اپنی جاگیروں سے کثیر معاش کے
مواضعات اور اراضیات نذر کئے۔ آپ کے صاحبزادے اُن دیہاتوں
اور انعامی زمینات کی آمدنی کو خانقاہ کے اخراجات کیلئے صرف
کرتے اور خود متوکل رہتے آپ کے صاحبزادہ کے حالات و واقعات
اُن کے تذکرہ میں بیان ہوں گے۔

آپ کے بہنوئی حضرت سید شاہ حمید [illegible] اللہ قادری قدس
سرہٗ نلنگہ میں مقیم تھے۔ معشوق الٰہی کی [illegible] کی کیفیت آپ کو
اُسی روز اور اُسی وقت معلوم ہوئی تو آپ نے اپنے معتقدین
کو اطلاع کر دی کہ آج میرے برادر نسبتی کا انتقال بیجاپور میں ہوا
ہے۔ نماز میت میں شریک ہونا ہے جلد تیار ہو کر آئیں اُسی
وقت آپ کے ایک سو مرید تیار ہو کر آئے تو حمید ولی اللہ سب کو

لیکر نکلے اور ابھی جنازہ اٹھا نہیں تھا کہ حمید ولی اللہ مع مریدین
بیجاپور پہنچ گئے اور جنازہ کو پہلے آپ اور آپ کے مریدوں نے
کندھا دیا۔ اولیا اللہ کے حالات عجیب و غریب ہوتے ہیں۔ جہاں
عقل کچھ کام نہیں کرتی۔ آپ کی بہن بی بی ہمایوں ماں صاحبہ وفات کے
تیسرے روز بیجاپور آئیں اور چہلم تک بھائی کے غم میں شریک رہیں۔

مادیہ

سید السادات سید مصطفیٰ ۔۔۔ محترم آلِ نبی المجتبیٰ
برگزیدہ بود نزدِ کردگار ۔۔۔ در میان اولیا آں مقتدیٰ
متصف بود او زا وصاف رسول ۔۔۔ مظہر اخلاق ذات مرتضیٰ
منبع علم لدنی سینہ اش ۔۔۔ گوہرش از مرحمت شد ممتلیٰ

سیزدہ تاریخ شعبان ماہ بود
فوش کردہ از تف جام سقا

جب حضرت معشوق الٰہی کو دفن کر کے سب لوگ واپس آگئے
تو آپ کی زوجہ محترمہ بی بی جمال صاحبہ جو حضرت شیخ شمس الدین محمد لطفاؒ
کی اولاد سے تھیں۔ تمام بی بیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب
میرا اس دنیا میں کوئی کام نہیں میں بھی جاتی ہوں آپ نے دو رکعت
نفل نماز پڑھ کر دعا کو ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ اے باری تعالیٰ
مجھے بھی آج اور اسی وقت موت عطا فرما یہ کہہ کر مصلے پر لیٹ گئیں
اور کلمہ شہادت پڑھ کر عالم بالا کی جانب سدھاریں اور اسے

شوہر کے بازو مشرق میں مدفون ہوئیں۔

صاحب صحیفۃ الہدیٰ نے لکھا ہے کہ بی بی جمال صاحبہ نہایت عابدہ عفیفہ متقیہ کریمہ اور عارفہ تھیں وہ قطب الانام حضرت شاہ محمد ملتانی البیدری کی اولاد سے تھیں اس خاتون پاکدامن کے بطن سے صرف ایک فرزند سید عبدالقادر قادری تھے۔

حضرت میراں سید شاہ مصطفیٰ قادری معشوق الٰہی کا روضہ اقدس قلعہ بیجاپور کے باہر علی پور دروازہ کی جانب موضع آغاپور میں آپ کے مرید آغا خرو کی دی ہوئی اراضی پر زیارتگاہ عالم اور حاجت روائے خلق ہے روضۂ اقدس کے پائیں میں جانب جنوب آغا خرو کی مسجد اور باؤلی اور آغا خرو اور اُس کے اہل خانہ کے مزارات ہیں۔ غرب میں آپ کے بھائی حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری کا مزار چوکھنڈی کی عمارت کے اندر ہے اور اس کے مغرب میں ناتمام مسجد اور اُس کے غرب میں حضرت قدوۃ الکاملین حضرت قاضی سید علی محمد و سید محمد میراں کا مقبرہ اور استاد الاولیاء حضرت شیخ علیم اللہ محدث کا مقبرہ ٹیلہ پر واقع ہے۔

حضرت معشوق الٰہی کا مرقد پرانوار گچ اور پتھر کے چبوترہ پر ہے اس چبوترہ پر تین مزار ہیں۔ قبلہ کی جانب جو مزار ہے وہی معشوق الٰہی کا مزار مبارک ہے اور آپ کے مزار کے پائیں میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے اور آپ کے مزار کے مشرق میں آپ کی زوجہ محترمہ کا

مزار ہے اور بی بی موصوفہ کے پائیں میں آپ کے فرزند سجادہ نشین حضرت سید عبدالقادر قادری قدس سرہ کا مزار مبارک ہے اور آپ کے روضہ کے چبوترے کے پائیں میں آپ کے بڑے پوتے سید شاہ عبدالقادر قادری بانی گچی محل اور اُن کے والد اور والدہ کے مزار کا چبوترہ ہے اس چبوترہ پر تین مزار ایک ہی قطار میں ہیں جانب شرق کا مزار بانی گچی محل کا ہے اور درمیان اُن کے والد کا اور غرب میں والدہ بی بی امت العظیم رحمۃ اللہ علیہا کا مزار واقع ہے۔ اور روضہ معشوق کے مشرق میں ایک بڑا چبوترہ ہے جس پر نو مزارات ہیں۔ پہلی صف کے مزاروں میں جو جانب شرق مزار ہے۔ وہ حضرت سید محمود قادری برادر خورد بانی گچی محل سید عبدالقادر قادری کا ہے اور درمیان اُن کی زوجہ بادشاہ صاحبہ بی بنت شاہ ہاشم نبیرہ شاہ ہاشم علوی قدس اللہ سرہٗ کا مزار ہے اور اس کے بعد آپ کی علاتی والدہ کا مزار ہے۔ اور اس کے پیچھے کے مزارات خاندانی حضرات کے ہیں اور سب سے آخری صف کے مزاروں میں جانب غرب حضرت سید محی الدین قادری سید محمود قادری مصنف تاریخ الحسنیہ و تاریخ ہاشمیہ و مجمع الانساب و صحیفۃ الہدیٰ کا مزار ہے اور اُن کے پہلو میں اُن کی زوجہ کلثوم بی صاحبہ کا مزار ہے اور جانب شرق آپ کے چھوٹے فرزند سید محمود قادری کا مزار ہے۔

حضرت معشوق الٰہی کے اقوال قدس سرہٗ

۱۔ اسلام سے وہ کفر اچھا ہے جو بندہ کو خدا سے ملا دے۔

۲۔ مال جان کا صدقہ ہے جان و مال دونوں عزت کا صدقہ ہیں اور یہ تینوں دین حقیقی کا صدقہ ہیں۔

۳۔ شیخ کا تصور شرک خفی ہے مگر مبتدی کو تصور شیخ کا کرنا ضروری اور لابدی ہے۔

۴۔ مرید مسترشد کو چاہیئے کہ اپنے پیر و مرشد کے جمال پر شیفتہ و فریفتہ ہو جائے یہی شیفتگی اور فریفتگی سے مرید پر اسرار معرفت کے دروازے کھل جائینگے۔

۵۔ کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔

۶۔ آدمی دولت سے آدمی نہیں بنتا اور نہ ہی علم سے اور نہ ہی ذکر و شغل سے بلکہ آدمیت سے آدمی بنتا ہے۔ تمام کاموں سے انفس اور آخری کام یہی ہے۔

۷۔ جب تک نماز پڑھنے کی طاقت ہے حرام نہ کھا اور جب نماز پڑھنے کی طاقت ختم ہو جائے تو مردار کھالے مگر کسی کا حق مت کھا۔

فرمایا کہ دنیا میں چار قسم کے آدمی اولیا اللہ کی صحبت سے دور رہتے ہیں اور ان چار چیزوں کی وجہ ہے کہ وہ چار

چیزیں راہ حقیقت پر پردہ ڈالدیتی ہیں۔

اوّل علماء ظاہر اپنے علم قال و قیل میں مغرور ہیں اور ان کا ظاہری علم اُن کے لئے پردہ بن گیا ہے وہ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تک جانے کیلئے دل کے پاؤں سے چلنا ہے۔

دوم وہ لوگ ہیں جو اپنے باپ دادا کی کمائی ہوئی عزت و دولت میں گرفتار ہیں اور حال سے بالکل بے خبر ہیں ان لوگوں کو پیر و مرشد کی دوکان پر جانا باعث شرم معلوم ہوتا ہے ایسے پیر زادوں اور سجادہ نشینوں مسند نشینوں گدی نشینوں کیلئے یہ شعر موزوں ہے ؎

اے خلیفہ زادہ بے معرفت ؎ باپدر در معرفت تو ہم سبق

سوم وہ لوگ ہیں جو دنیا کی عزت اور اس کی محبت میں اس قدر مغرور ہیں کہ فقیروں اور مرشدوں کے پاس جانا اپنی کر شان سمجھتے ہیں۔ یہ بھی معرفت الٰہی سے محروم رہ جاتے ہیں۔

چہارم وہ لوگ ہیں جو ناقص مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور اس سے کسی قسم کی تربیت نہیں پاتے۔ ان کے اخلاق ذمیمہ میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں ہوتی صرف خرقہ اور شجرہ کی بڑائی کرتے ہیں اور اپنے فائدہ و نقصان کی جانب ذرہ برابر توجہ نہیں کرتے بے صحبت کی صحبت اور باصحبت کی صحبت میں بہت بڑا فرق ہے۔

فرمایا کہ دولت معنوی صحبت اہل اللہ سے حاصل ہوتی ہے اگر تو تمام دنیا کا علم بھی پڑھ لے مگر خدا شناسی کے مقام پر خود کو جاہل مطلق

سمجھ لے اگر تجھے لقمان کی عقل بھی حاصل ہے پھر بھی معرفت خداوندی کی راہ میں خود کو طفلِ ناداں سمجھ لے اگر تجھے کشف و کرامات حاصل ہوں اور اُن کرامات کے سبب تو عرش اعلیٰ کا سفر مثل پرندے کے ہر روز کرتا ہو۔ کرامات کی وجہ مغرور نہ ہو۔ اس کے باوجود تو سمجھ لے کہ یہ تمام وہم اور خیال ہی خیال ہے۔ اِس کو چھوڑ اور اہل اللہ کی صحبت اختیار کر۔

فرمایا کہ بت پرست خود پرست سے افضل ہے کیونکہ بت کو پوجنے والا ہمیشہ تعظیم اور ادب میں رہتا ہے اور خود پرست ہمیشہ تکبر اور بغض اور غرور اور غصہ میں رہتا ہے فرمایا کہ جو کوئی کہتا ہے کہ میں بھی کچھ جانتا ہوں جان لے کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا جو کوئی کہتا ہو کہ میں مقام اعلیٰ پر پہنچ گیا ہوں جان لے کہ وہ ابھی کسی مقام پر نہیں پہنچا۔

فرمایا کہ سالک میں تین باتیں ہوتی ہیں ایک جلالی دوسرا جمالی اور تیسرا کمالی جلالی شریعت کی جانب مائل رہتا ہے اور جمالی طریقت کی جانب مائل رہتا ہے اور کمالی حقیقت کی جانب مائل رہکر جلالی و جمالی کو اپنے میں سمو لیتا ہے یہی چیز سب میں افضل و اعلیٰ ہے۔

فرمایا کہ مخلوق خدا کی ذات کا آئینہ ہے۔

فرمایا خدا ایک ہی وجود کا نام ہے۔

فرمایا کہ سالک کے دل پر طریقت کا راستہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے پڑ جاتا ہے۔

فرمایا کہ سالک کا وجود بھی تمام مخلوق جیسا ہے جب تک کہ سالک اپنی ہستی کے [illegible] سے چھٹکارا حاصل نہ کریگا اُس وقت اللہ تعالیٰ کا شہود (دیدار) بغیر مخلوق کے پردے کے حاصل نہ ہوگا جب تک دونوں عالم کو نہ دیکھے گا اپنے وجود کو نہ دیکھ سکے گا۔ فرمایا کہ عالم ارواح کی پہلی صف میں جو فرشتہ رہتا ہے اُس کا نام روح القدس ہے اور جو آخر میں رہتا ہے اُس کا نام جبرئیل امین ہے۔

فرمایا کہ عالم ارواح کو عالم ملکوت کہتے ہیں اس عالم کے نیچے عالم مثال (ناسوت) ہے اور اس کے بعد عالم جبروت اور لاہوت اور ہاہوت ہے یہ تینوں مراتب کے عالم عالم غیب ہیں۔

رُباعی

واجب چوں تنزل کند از حضرت ذات ⁂ پنج است تنزلات او راز جہات
غیب است و شہادت و بسط روح و مثال ⁂ والخامس جمعیت تلک الحضرات

فرمایا کہ عالم مثال خیالی صورت ہے۔ عالم شہادت حسی صورت ہے اور عالم ارواح ان ہر دو سے پاکیزہ اور لطیف ہے ۔فرمایا کہ ہر خطرہ اور ہر آواز اور ہر موجود ذات اللہ کے رسول ہیں اُن کو پہچاننا چاہئے اور اُس کا حکم دل و جان سے قبول کرنا خواہ جمالی ہو یا جلالی عتاب ہو یا خطاب ہو اُس کو پہچان لیں اور اُسے مراد کو پہنچا دیں۔ اور خود کو اُن کے ساتھ حق تک پہنچا دیں۔ ہر دم ہر دم کو پہچان تمام دنیا کے دم اک عدم کو چلے جاتے ہیں اور دوبارہ نئے دم وجود میں

داخل ہو جاتے ہیں ۔

نگہدار دم داکہ عالم دمی است پُر ۔ ومی پیش دانا بہ از [illegible] است

فرمایا کہ دوسروں سے خود کو افضل و اعلیٰ جاننا بہت بڑی بیماری ہے اور اس بیماری کا کوئی علاج نہیں۔

فرمایا کہ خوف الٰہی سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور فخر و غرور سے اللہ تعالیٰ سے دوری ہو جاتی ہے۔

فرمایا کہ قلب سلیم اس کو کہتے ہیں جو نیچے سے ورنا دار [illegible] اور اوپر سے پاکیزگی حاصل کرے اور سیدھی طرف سے ایثار کرے اور بائیں طرف سے اپنے مقاصد کو حاصل کرے اور سامنے کی طرف سے لقا کو دیکھے اور پیچھے سے بقائے دوام حاصل کرے۔

فرمایا کہ قطب الاقطاب کے احوال مختلف ہوتے ہیں۔ کبھی رجا میں رہتا ہے اور کبھی خوف میں رہتا ہے کبھی وحدت میں رہتا ہے اور کبھی کثرت میں کبھی شہود میں کبھی غفلت میں رہتا ہے۔

فرمایا کہ غوث کی یہ تعریف ہے کہ بغیر اس کے حکم کے درخت کا پتہ بھی نہیں ہلتا۔ اس کی حرکت کے بغیر جنبش ابرو نہیں آتا۔

فرمایا کہ سات عالم کے سات قطب ہیں اور ان میں سے ایک قطب الاقطاب ہے۔ فرمایا کہ غوث کو تمام جزئیات کا علم و اطلاع رہتی ہے حالانکہ یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے۔

فرمایا کہ کسی مسلمان کے عادات و حرکات میں نناوے فیصد

کفر کی علامت ہے تو بھی اس کو مسلمان ہی سمجھنا چاہیئے کبھی اس کی تکفیر نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ایسے شخص پر تکفیر کرنا شرع میں ناجائز ہے تکفیر کرنے والے پر ہی کفر آجاتا ہے نعوذ باللہ منھا۔

فرمایا کہ قدیم عالموں کی پیروی کرنا چاہیئے کیوں کہ اس میں خیر و برکت اور رحمت ہے۔

فرمایا کہ مسلمانوں میں سنت جماعت ہی افضل و اعلیٰ ہے۔

فرمایا کہ سنت جماعت کے ہی لوگ ولایت کے درجہ کو پہنچے ہیں۔ چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید کرنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت کی تقلید و پیروی کرنا ہے۔

فرمایا کہ اگر کوئی ان چاروں اماموں کی پیروی نہیں کرتا اور ۷۲ فرقوں سے کسی ایک کا قائل ہے یا اپنی رائے پر عمل کرتا ہے تو ایسا شخص ولی نہیں بن سکتا۔ ولایت اہل سنت ہی کو ملتی ہے۔

فرمایا کہ تین قسم کے لوگ معرفت الٰہی سے محروم رہتے ہیں :۔

اول پیر کا بیٹا کیوں کہ پیر کے مریدین اور معتقدین پیر کے بیٹے کی عزت اور تعظیم ادب دست بوسی قدم بوسی پیر کا جانشین سمجھ کر کرتے ہیں۔ نذرانے تحفے اور اچھے اچھے کپڑے لا دیتے ہیں اور وہ جو بھی فرمائش کرتا ہے پوری کرتے ہیں اس لئے ابن مرشد کے دل میں نخوت غرور اور حکومت کرنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ وعظ اور نصیحت اس کے دل پر اثر نہیں کرتے۔

دوم پیر کی بیوی پیر کو اپنا شوہر سمجھکر اسکو ولی نہیں سمجھتی اور
اُس پر اعتقاد نہیں رکھتی اور خلوت میں پیر کو اپنا محتاج سمجھتی ہے۔
اس لئے وہ معرفت الٰہی اور فیض باطنی سے محروم رہ جاتی ہے۔

تیسرا شیخ کا نوکر جو پیر کے اچھے برے کاموں سے بخوبی واقف
رہتا ہے اور اُس کے ذاتی اخلاق سے بھی واقف رہتا ہے جیسا کہ پیر کا
کھانا پینا سونا بیٹھنا سب کچھ دیکھکر اعتقاد میں پکا نہیں رہتا اس
سبب سے معرفت الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے۔

فرمایا کہ جس نے اپنی جان کو پہچان لیا اس نے اللہ کی معرفت کو
حاصل کیا۔

فرمایا کہ جان کو پہچاننا ہی بڑی مشکل چیز ہے تو پھر خدا کو جاننا
اور اُس کی معرفت کو حاصل کرنا بہت بڑی بات ہے۔

فرمایا کہ جس نے مخلوق کی پہچان حاصل کی وہ خالق کو جان گیا۔

فرمایا کہ دم مخلوق ہے اور خالق خدا کا دم ہے جس نے اپنی
سانس کو پہچانا اس نے خدا کی معرفت کو جانا اور پہچانا۔

فرمایا کہ جو کوئی سورہ انا انزلنا کثرت سے پڑھے گا اس کو صدق
حاصل ہوگا۔ سورہ اخلاص کثرت سے پڑھنے سے اخلاص حاصل ہوگا
سورہ فلق کثرت سے پڑھنے والے پر رزق کی کشادگی ہوگی۔ اگر
دشمنوں کے شر سے بچنا چاہے تو سورہ ناس کثرت سے پڑھا کرے۔

فرمایا کہ عالم غیب کی باتیں اولیاء اللہ کو معلوم ہو جاتی ہیں۔

فرمایا کہ جب تک اللہ کے وصال کی خواہش دل سے دور نہیں
کرتا۔ اس وقت تک اللہ کا وصال نہیں ہوتا۔

فرمایا کہ انسان میں چار چیزیں ہیں پہلا جسم جو ظاہری صورت ہے
دوسرا نفس جو حیوان کی صورت رکھتی ہے۔ تیسرا روح وہ فرشتہ ہے
چوتھا باطن کا راز۔ یہی راز فلسفہ ہونے کی لیاقت رکھتا ہے۔

فرمایا کہ ولی کو فنا فی الوجود میں خودی باقی رہتی ہے وہ دیکھ
نہیں سکتا جیسے کوئی اندھیرے میں آدمی بیٹھا ہے اور اس کو اپنا اس
اندھیرے میں موجود رہنا معلوم ہوتا ہے۔ مگر دیکھ نہیں سکتا۔

معشوق الٰہی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے اقوال
کو اس طرح فرمایا امام نے کہا ہے کہ تو پانچ آدمیوں کی صحبت میں نہ رہ
اول وہ شخص جو جھوٹ بولنے کا عادی ہے اور جھوٹ ایک دھوکہ ہے
سراب ہے وہ تجھ کو اپنے جھوٹ سے تجھے کچھ بتلائیگا اور تجھے فریب
دیگا کہ فلاں چیز ہے مگر حقیقت میں وہ بات نہیں رہتی دوسرا احمق
کی صحبت سے نکل جا کیونکہ وہ اپنی حماقت سے تجھے فائدہ پہنچانا
چاہتا ہے مگر اسکی حماقت کی وجہ سے تجھے نقصان ہی ملےگا۔

تیسرا کنجوس کہ وہ تجھے مشکل کے وقت میں وعدہ کرے گا مگر
کچھ نہ دیگا اور تجھے مشکلات میں پھانس دیگا۔

چوتھا فاسق کی صحبت سے دور رہ وہ تجھے ایک لقمے کے
بدلے بیچ ڈالے گا اور پانچواں بزدل جو عین مشکل کے وقت تجھ کو

چھوڑے گا اور تجھے دشمن کے نرغہ میں پھنسا کر بھاگ جائے گا۔

فرمایا کہ سیاہی کے بعد کوئی رنگ نہیں ہے مگر آدمی کے بال سیاہ ہونے کے بعد سفید ہو جاتے ہیں وہ اس لئے ہوتے ہیں کہ لوگ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کے کام مخلوق کے کاموں سے نرالے ہوتے ہیں اس رنگ سے تمام دنیا کے رنگ ریز عاجز ہیں رنگ ریز قدرت اس طرح کی رنگ ریزی کرتا ہے۔

فرمایا کہ اللہ کے نام کو بارہ روز تک ہر روز بارہ ہزار مرتبہ پڑھے تاکہ نتیجہ باطنی حاصل ہو کر اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ ہو جائیگا اگر آدھی رات کو پڑھا کرے تو اچھا رہے گا۔

فرمایا کہ جو بھی عمل اور کام کرنا ہو تو پہلے نیت کو درست کرنا چاہیئے اور اس میں دنیا اور عقبیٰ کی غرض شامل نہ ہو یعنی خالص اللہ کے لئے ہو اور اس کی رضا مندی مدنظر ہو اس طرح کا عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی وخشنودی حاصل ہوتی ہے۔

فرمایا کہ سورہ واقعہ سورہ مزمل سورہ واللیل سورہ الم نشرح والتین کے ہر روز پڑھنے سے تونگری حاصل ہوگی اور تنگدستی اور غریبی دور ہو جائیگی اگر کچھ مرتبہ ومن یتق اللہ تا قدرا کسی مقصد کیلئے پڑھے تو مقصد پورا ہوگا۔

ہر ایک مراد کے حاصل ہونے کیلئے یا بدیع العجائب جمعہ کے روز بارہ ہزار بار پڑھنے سے مراد بر آئیگی۔

حضرت معشوق الٰہی قدس سرہ العزیز کے اقوال بے حد ہیں اور حالات وکرامات وارشادات اور ملفوظات بے شمار ہیں یہاں اسی پر ہم اکتفا کرتے ہیں[1]۔

حضرت معشوق الٰہی کی اولاد اور احفاد[2]

حضرت معشوق الٰہی قدس سرہ کی زوجہ محترمہ بی بی جمال صاحبہ بی حضرت شیخ شمس الدین محمد ملتانی کی اولاد سے تھیں۔ ان کے بطن سے ایک فرزند ارجمند سید شاہ عبدالقادر قادری ہوئے۔ آپ اپنے والد کی وفات کے وقت چودہ سال کے اور بعض روایات کے مطابق نو سال کے تھے۔ کم سنی میں آپ اپنے والد کے جانشین ہوئے تعلیم وتعلم کو اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور مرید وخلیفہ بھی اپنے والد ہی کے ہوئے اور اپنے چچا حضرت میراں سید شاہ قاسم قاسمی کے زیر سایہ رہ کر علوم ظاہری وامور باطنی کو حاصل کیا عم محترم سے خلافت بھی حاصل کی۔ اپنے والد کے بڑے بھائی قطب العاشقین حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری سے بھی فیوض وبرکات اور نعمت ظاہری وباطنی سے سرفراز ہوئے

---

[1] تاریخ ۵ شوال المکرم ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۲ نومبر بوقت دس بجے رات کے یہ تذکرہ ختم ہوا۔

[2] ان کا ماخذ سیر الاقطاب دکن صحیفہ اہل ہدیٰ اور تاریخ الحسینیہ ہے۔

اور اپنے خسر بزرگوار شیخ الکرام مخدوم الانام محدث اعظم حضرت شاہ اسمٰعیل
قادری جو اولیائے کامل سے تھے ان کی صحبت بابرکت میں رہ کر
رشد و ہدایت پائی۔ صاحب صحیفہ اہل ہدیٰ رقم طراز ہیں کہ علوم شریعت
و رسوم طریقت و آداب حقیقت و کمالات معرفت را بوالد بزرگوار رسانیدہ
از اول تا آخر توفیق استقامت بر جادہ شریعت و متابعت سنت کہ
بزرگ ترین کرامتی پیش این طائفہ است یافتہ است از دنیا و اہل دنیا
اعراض کردہ و اہل آن را نزدیک وی قدر و مقدار نبود در علوم ظاہری مہارت
و اطلاع تمام می برد و جہدی نمود در نصائح و مصالح و اصحاب و در زہد
و ورع و تجرید یگانہ روزگار بود و بعبادت و ریاضت و مجاہدہ لیل و نہار
مشغول و باوصاف و اخلاق مرضیہ موصوف بود و صحبت می داشت
با فقر و فقراء ہو معاون المساکین والضعفاء فی المنافع و یکرم الاخوان و
الضیوف والصالحین و یخدم المشائخ والسادات و لازم الصادقین الذین
یسارعون فی الخیرات والطاعات والعبادات و لقیاد الاخلاق والا
اشفاق۔

الغرض وہ جناب مقدس و مطہر کامل ترین ارباب عرفان و ذوق
و وجدان تھے اپنے وقت کے مشہور اور بزرگ ترین مشائخ میں
سے تھے اور قوم کے سید تھے۔ طالبوں کی تربیت میں نفس توجہ
رکھتے تھے۔

سلطان ابراہیم عادل شاہ المعروف جگت گرو۔ معشوق الٰہی کی ملاقات

آپ سے مل کر دعا کے لیے التماس کی اور کہا کہ معشوق الٰہی کا وبال
میری گستاخی کی ... ہے آپ دعا کریں کہ میری سلطنت میں کوئی
فتور نہ پڑے۔ آپ ... کی بادشاہ نے چند دیہات کے ساتھ ساتھ
اُس کے وزراء اور امراء نے بھی اپنی جاگیروں میں سے کثیر معاش نذر کیے
بادشاہ نے معشوق الٰہی کے مزار پہ گنبد بنانا چاہا آپ نے کہا کہ یہ کام
مت کریں کیونکہ تمہارا ایسا ارادہ معشوق نہیں ہوگی بادشاہ نے اجازت
نہ پا کر گنبد بنانے کا ارادہ ترک کر دیا سیدنا عبدالقادر قدس سرہ تمام
جاگیرات اور انعامات اور نقدی رقم کو خانقاہ کے اخراجات میں صرف
کرتے اور خود توکل پر گذارتے تین چار روز کو ایک بار خادموں اور
فقراء کو لے کر باہر جاتے جہاں بھی غرباء اور ضعفاء اور مریض
فاقہ و ناتوانی کی وجہ پڑے ہوئے ہوں تو ان کو اٹھوا کر خانقاہ میں
لاتے اگر خادمین کراہت کرتے تو خود اٹھا کر لاتے اور ان سے نہایت
رحمدلی سے پیش آتے اور ان کے حال کی خبرگیری کرتے۔ و لہٗ
المقامات العلیۃ والاحوال السنیۃ والانفاس الصادقۃ
والکرامات الخارقۃ۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ اپنے گھر میں تشریف رکھے تھے
کہ شیخ حمید قدس سرہ کے خلیفہ و جانشین شیخ لطف اللہ ابن شیخ اسمٰعیل
قادری محدث جو آپ کی زوجہ محترمہ کے بھائی ہیں تشریف لائے
اور آپ سے مل کر بیٹھ گئے اور مختلف قسم کی باتیں ہونے لگیں۔

آپ اور آپ کے فرزندان جو کم عمر تھے دو روز سے بھوکے تھے۔
شیخ لطف اللہ نے عرض کیا کہ آج صاحبزادوں پر دوسرا فاقہ ہے آپ یہ سن کر مسکرائے اور خاموش رہے تھوڑی دیر کے بعد دروازہ پر دستک ہوئی خادمہ نے اطلاع لائی کہ فلاں آدمی کے گھر سے کھانے کا طبق آیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے لانے کے بعد اپنے خاندان والوں سے کھانے کیلئے فرمایا۔ جونہی طبق کھول کر کھانا کھانے کیلئے بیٹھے۔ تمام چاول کے دانے کیڑے بن گئے۔ سبھوں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا اور یہ ماجرا آپ کو سنایا .... آپ نے فرمایا کہ طبق طعام خانقاہ میں لے جا کر فقراء میں تقسیم کر دو ویسا ہی کیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ پر پھر دستک ہوئی۔ آپ نے خادمہ سے کہا کہ جو بھی آیا ہے لے آؤ۔ خادمہ جا کر کھانے کا خوان لے آئی۔ آپ نے خود مع اہل خاندان کے بیٹھ کر کھانا کھالیا شیخ لطف اللہ نے دریافت کیا کہ پہلے خوان کا کھانا کیڑے کیوں بن گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ حلال سے نہ تھا۔

حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری قدس سرہ اپنے بھتیجے سید شاہ عبدالقادر قادری کو ہر وقت نصیحت فرماتے رہتے۔ آپ کی بیوی صاحبہ کہتی تھیں۔ آپ صرف بھتیجے کو ہی نصیحت اور وعید کرتے رہے۔ اپنے فرزندوں کو بھی کچھ نصیحت فرمائیے۔ سید شاہ ابوالحسن نے اپنے فرزندوں اور بھتیجے سید عبدالقادر سے فرمایا کہ تم ہر ایک جا کر درختوں کے پتے لے آؤ۔ آپ کے بھتیجے اور فرزندان گئے۔ آپ کے تمام فرزند درختوں کے

پتے توڑ کر لے آئے مگر بھتیجے سید عبدالقادر قادری خالی ہات واپس تشریف لائے۔ آپ نے بھتیجے سے پوچھا کہ میاں تم خالی ہاتھ کیوں آئے سید عبدالقادر نے کہا کہ جب میں پتوں کو توڑنے کیلئے جاتا تو ہر پتے پر اللہ کا نقش لکھا ہوا پاتا اور اللہ اللہ کی صدا سنتا اس لئے میں توڑ نہ سکا اور خالی واپس آگیا۔ آپ نے اپنی بی بی صاحبہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے باری تعالیٰ سے بار بار اپنے فرزندوں کے بارے میں درخواست کی مگر حکم ہوا کہ تم اپنے بھتیجے کو ہی نصیحت کرو اس لئے میں حکم کے تابع ہو گیا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت سید عبدالقادر قادری قدس سرہ اپنے مکان سے باہر غربا کی تلاش میں نکلے چند سنگریزے راستہ میں پڑے ہوئے نظر آئے آپ نے اُن کی طرف غور سے دیکھا تو سنگریزے اللہ اللہ اللہ کا ذکر کرنے لگے۔ آپ نے اُن سنگریزوں کو اٹھا کر قریب کی باولی میں ڈالدیا پانی اُبل کر اوپر آگیا آپ نے کہا کہ اب وقت نہیں ہے۔ خاموش ذکر کرو اتنا کہتے ہی پانی کا جوش کم ہوگیا اور اللہ اللہ کی آواز موقوف ہوگی۔

حضرت افضل السادات نے تمام عمر عبادت و طاعت میں گذاری اور بیجاپور ہی میں رہے۔ جب انتقال کا وقت قریب آیا تو خادموں سے فرمایا کہ چار انگیٹھیوں میں آگ روشن کرکے لاؤ جب انگیٹھیوں میں آگ روشن کرکے لائے تو آپ جملہ اسناد دیہات و یومیہ و اراضی انگیٹھیوں میں ڈال ڈال کر جلانے لگے۔ حاضرین نے خدمت اقدس میں

عرض کی کہ آپ کو تین فرزندان خورد سالہ ہیں اُن کے اخراجات کیلئے معاش کا رہنا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسی واسطے جلا رہا ہوں کہ تین آدمی ہیں مبادا معاش کی خاطر آپس میں جھگڑ لیں گے اور اپنے آبا کرام کا طریقۂ توکل چھوڑ دینگے۔ اِس کے بعد آپ نے اپنے فرزند سیّد شمس الدین کو بلایا۔ یہی فرزندوں میں سب سے بڑے تھے۔ اور اُس وقت اِن کی عمر نو برس کی تھی جب وہ حاضر ہوئے تو اپنے نزدیک بٹھایا اور توجہ باطنی سے آپ پر نظر ڈالی اور دونوں ہاتھوں کو آپ کے سر پر پھرایا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ "آنچہ دادنی است

ہمہ ترا دادم و بخشیدم و بخدا سپردم"۔

اتنا فرما کر داعی اجل کو لبیک فرمایا انتقال ۶ ار ذی الحجہ کو ہوا۔ اور عرس کا معمول ۱۰ ار ذی الحجہ ہے۔ مرقد آپ کا اپنے والد ماجد معشوق الٰہی کے روضۂ اطہر میں چبوترہ روضہ پر اپنی والدہ بی بی جمال صاحبہ کے پائیں میں واقع ہے۔

آپ کی شادی بی بی بینا صاحبہ بنت حضرت افضل المحدثین شاہ اسمٰعیل قادری محدث قدس سرہٗ سے ہوئی تھی۔ بی بی موصوفہ کی والدہ امت الفاطمہ بنت حضرت مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللّٰہی تھیں۔ یعنے حضرت مولانا کی آپ حقیقی نواسی تھیں۔

کہتے ہیں کہ بی بی بینا صاحبہ مرحومہ شوہر کے انتقال کے بعد عدت میں بیٹھی ہوئی تھیں اور ابھی عدت کے دن پورے نہیں ہوئے

کہ انتقال [illegible] مزار آپ کا شہر بیجاپور میں مانک چوک کے نزدیک [illegible] دپور کی جانب اپنے نانا مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللّٰہی قدس سرہٗ کے گنبد کے غرب میں اپنے والد اور والدہ کے مرقدوں کے قریب جانب مشرق واقع ہے۔ مولانا کے گنبد کے مغربی جانب تین مزار [illegible] کے ہیں جن میں مغرب کی جانب مزار شاہ اسمٰعیل محدث قادری کا ہے اور اُن سے متصل مشرق میں آپ کی بیوی امت الفاطمہ بنت حضرت مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللّٰہی کا مزار ہے۔ اور اُن سے متصل [illegible] بی بی بینا صاحبہ کا مزار ہے۔ اور ....

بی بی بینا کے مزار کے بازو مشرق میں بی بی موصوفہ کے حقیقی نانا حضرت مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللّٰہی کا گنبد مبارک واقع ہے۔

حضرت بی بی بینا صاحبہ کا پدری نسب نامہ یہ ہے:۔

بی بی بینا بنت حضرت افضل المحدثین شیخ اسمٰعیل قادری المحدث قدس سرہٗ ابن شاہ محمد ابن شاہ حسین ابن شیخ ابراہیم المعروف مخدوم [illegible] ابن شیخ الاسلام شیخ شمس الدین محمد ملتانی بیدری قدس اللہ سرہٗ [illegible] پورا نسب نامہ حضرت معشوق الٰہی کے ذکر میں درج کیا گیا ہے۔

حضرت بی بی بینا صاحبہ کی ماں بی بی امت الفاطمہ صاحبہ کا نسب پدری۔ حضرت بی بی بینا صاحبہ بنت امت الفاطمہ بنت حضرت مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللّٰہی ابن ملا احمد ابن ملا خلیل اللہ ابن قاضی احمد ابن فقیہ

ابو محمد ابن فقیہ مخدوم اسمٰعیل ابن فقیہ مخدوم اسحٰق ابن فقیہ عطا محمد شافعی
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین حضرت مولانا صبغۃ اللّٰہی خاندان نوایطہ سے تھے۔
نسب نامہ یہیں تک مرقوم ہے تذکرہ آل زبیر میں آپ کو خاندان
نوایطہ سے ہی ہونا لکھا ہے مگر تذکرۂ اولیاء دکن میں مولوی عبدالجبار خاں نے
آپ کا نسب نامہ حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ کو اس طرح
ملایا ہے اور اس نسب نامہ کو کہاں سے اخذ کیا ہے نہیں لکھا۔

وہ نسب نامہ یہ ہے۔

بی بی بینا بنت امت الفاطمہ مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللّٰہی
ابن ملا احمد ابن مولانا خلیل اللہ ابن شاہ محمد حسینی قادری ابن شاہ
خلیل اللہ حسینی ابن محمد نجفی ابن سید علی ابن سید عبداللطیف ابن
معین الدین ابن خطیر الدین ابن شاہ اسمٰعیل ابن بایزید پارسا ابن
خواجہ فرید الدین عطار ابن احمد صادق بن تقی الدین بن محمد تقی بن ابوبکر بن
حضرت اسمعیل بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین
بن امام حسین شہید کربلا بن علی کرم اللہ وجہہ۔

اس نسب نامے سے مولانا کا سادات حسینی سے ہونا ظاہر ہوتا ہے
مگر اس نسب نامے کی تصدیق دوسرے انساب کی کتابوں سے نہیں
ہوتی۔ حضرت مولانا کے اخلاف جو حیدرآباد دکن میں ہیں۔ اس نسب نامہ
کو نہیں مانتے وہ خود کو نوایطہ ہی کہتے ہیں اور اول الذکر نسب نامہ صحیح ہے
حضرت سیدنا عبدالقادر قادری ابن معشوق الٰہی قدس سرہ کو

بی بی بینا صاحبہ کے بطن سے تین فرزند رشید متولد ہوئے۔ اول
حضرت قطب عالم سید شمس الدین قادری دوم سید اسمٰعیل قادری
سوم سید محی الدین قادری۔

سید اسمٰعیل قادری کی عرفیت بڑے صاحب تھی۔ یہ بیجاپور میں
پیدا ہوئے اور زمرۂ اولیاء اللہ میں آپ کا شمار ہے موضع گھوڑواڑی ضلع
گلبرگہ میں ایک موضع ہے وہاں پر آپ ریاضت اور چلہ کشی فرمائے۔
وہاں کے ہزاروں ہندو مسلم آپ کے معتقد ہوگئے۔ آپ لوگوں کے
جمگھٹ سے گھبرا کر سندھنور آگئے اور اپنے بڑے بھائی کے مرید ہو کر
خرقۂ خلافت حاصل کیا اور بعد وفات برادر موصوف سید عبدالرحمن عیدروس
بن ابی بکر عیدروس صاحب گڈیلی کی خدمت میں رہ کر نعمت و خلافت
عیدروسیہ کو حاصل کیا۔ گھوڑواڑی کے لوگ آپ کو تلاش کرتے آئے
اور واپس لے گئے۔ کئی دن تک آپ وہیں مقیم رہے۔ ایک دن آپ نے
لوگوں سے فرمایا کہ میرے چلہ کی جگہ آکر جو بھی مراد مانگو گے مل جائیگی
آپ وہاں سے بیجاپور اور گومری آگئے۔ بتاریخ دس ربیع الاول ۱۱۹۵ھ کو
موضع گومری میں انتقال کر گئے اور اپنے بڑے بھائی شاہ شمس الدین
قادری کے روضہ میں جانب مشرق چبوترے پر آپ کا مزار ہے۔

سید محی الدین قادری ابن حضرت سید عبدالقادر قادری قدس سرہ
کا انتقال بیجاپور میں ہوا اور خانقاہ قادریہ کے پیچھے دفن ہے
قطب عالم حضرت سید شمس الدین قادری قدس سرہ آپ حضرت

سید عبد القادر قادری ابن معشوق الٰہی قدس سرہ کے بڑے فرزند ہیں
آپ سے صدہا کرامات ظاہر ہوئے ہیں اس مختصر رسالے میں تفصیل کی
گنجائش نہیں۔ آپ کے حالات صحیفہ اہل ہدیٰ اور شمس الدین نامہ میں
بخوبی لکھے گئے ہیں۔

آپ نے ۶ جمادی الآخر ۱۱۳۵ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا روضہ گومری
تعلقہ سندھنور میں مشہور و معروف ہے آپ کے عرس اور خانقاہ کے
اخراجات کو اورنگ زیب کی جانب سے معاش مقرر ہے اور ہر سال
عرس ہوتا ہے۔ آپ کی زوجہ بی بی فاطمہ بنت شیخ ابو تراب مدرس ابن
شیخ علم اللہ المحدث بیجاپور تھیں۔ آپ کے بطن سے پانچ فرزند متولد ہوئے۔
ایک سید عبد القادر قادری کا مرقد گومری میں ہے۔ دوسرے
سید ابو تراب قادری۔ آپ حضرت شاہ قاسم قادری کی درگاہ میں
چوکھنڈی کے اندر دفن ہیں۔ تیسرے حضرت سید عبد اللطیف قادری
گومری میں دفن ہیں۔ چوتھے میراں سید شاہ مرتضیٰ قادری اور
پانچویں حضرت سید شاہ مصطفیٰ قادری شہید قدس سرہ۔

تذکرہ حضرت سید شاہ مرتضیٰ قادری بیجاپوری قدس سرہ

آپ حضرت معشوق الٰہی میراں سید شاہ مصطفیٰ قادری کے
بڑے پوتے اور شمس الدین قادری گومری کے چوتھے فرزند ارجمند ہیں آپ سے
ہزاروں کرامات اور خوارق ظاہر ہوئے ہیں زیارت گاہ آپ کی

بیجاپور میں مشہور و معروف ہے آج بھی لوگ آتے ہیں اور مرادیں
پاتے ہیں۔ درگاہ پر مجاوران قابض ہیں۔ محمد صاحب مجاور نامی
کے دو فرزندان عبد القادر اور سید میراں فی الوقت مجاوری کی خدمت
انجام دیتے ہیں۔

آپ کی وفات پندرہ رجب روز سہ شنبہ ۱۱۶۵ھ کو ہوئی
اور عرس کا معمول رجب کی چاند رات کو ہے۔ آپ کی بیوی کا نام
بی بی امۃ العظیم بنت مولانا محمد خلیل الرحمٰن ہے بی بی موصوفہ کے
بطن سے تین فرزند تولد ہوئے ایک عبد القادر قادری جو لاولد تھے۔
دوسرے سید محمود قادری۔ سید محمود قادری کو دو فرزند سید محمد قادری
اور سید محی الدین قادری تھے۔ سید محمد قادری کو ایک فرزند
سید مرتضیٰ قادری عرف دستگیر بادشاہ تھے۔ آپ کو کوئی نرینہ
اولاد نہ تھی۔

حضرت سید محی الدین قادری قدس سرہ کو کئی اولادیں ہوئیں
جس میں ایک حضرت سید شاہ عبد القادر قادری عرف قادر بادشاہ
قدس سرہ تھے۔ آپ ہی سے خاندان معشوقیہ کا سلسلہ باقی رہا آپ کو
کئی لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں۔ مگر ان سب میں حضرت سید عبد الرزاق قادری
عرف جیلانی بادشاہ قدس سرہ باقی رہے اور باقی سب انتقال کر گئے

حضرت سید عبد الرزاق قادری جیلانی بادشاہ قدس سرہ کی زوجہ
بی بی سلطان صاحبہ بی بنت سید حسن محی الدین قادری عرف بڑے صاحب

از اولاد حضرت سید عبداللطیف قادری لااوبالی کرنولی قدس سرہ
تھیں جن کے بطن اطہر سے میرے والد محترم حضرت سید شاہ محمد قادری
المعروف الصمدانی بادشاہ صاحب سجادہ تھے موصوف کو تین ازواج
تھیں۔ پہلی زوجہ زہرہ بی صاحبہ عرف پاپابی دختر جاگیردار منجلاپور تھیں۔
ان کے بطن سے ایک فرزند اور ایک دختر تولد ہوئے جنکے نام
سید عبدالقادر قادری عرف بڑے صاحب تھے بڑے صاحب کو
دو ازواج تھیں بڑی زوجہ ماں جان بی بنت عبداللہ صاحب جاگیردار
منجلاپور تھیں۔ بی بی موصوفہ کے بطن سے ایک فرزند مسمیٰ محی الدین
اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بارہ سال لڑکا اور چار سال اور پانچ
سال کی لڑکیاں تینوں انتقال کر گئے اور ماں جان صاحبہ بی بی
بچوں کے غم میں بمقام گورمسی انتقال کر گئیں۔

دوسری بیوی کا نام بیگم جانی صاحبہ بنت سید شاہ محمد نبیرہ
قادری جاگیردار اناہسور از اولاد حضرت سید شاہ حیدر ولی اللہ
قادری صاحب تلنگہ تھیں۔ بی بی صاحبہ کے بطن سے ایک فرزند بمقام
اناہسور پیدا ہوا اور خورد سالی میں انتقال کر گیا بڑے صاحب بھی
فرزند کے پیدا ہونے کے چار پانچ روز بعد بعارضہ وبا بمقام گورمسی
انتقال کر گئے اور اپنے جدامجد شاہ شمس الدین قادری کے روضہ میں
دفن کئے گئے۔

بیٹی کا نام بی بی عائشہ عرف عاشا بیان تھا۔ ان کے شوہر کا نام

شاہ طاہر قادری سانگندہ تھا۔ بی بی صاحبہ کو کئی بچے ہوئے۔ کوئی
باقی نہ رہا اپنے بھائی بڑے صاحب کے مرنے کے تین دن بمقام سانگندہ
بھائی کے غم میں انتقال کر گئیں اور سید حسن محی الدین قادری عرف
بڑے صاحب کی درگاہ میں دفن ہو گیا۔

حضرت سید محمود قادری عرف صمدانی صاحب کی دوسری بیوی شہزادی بی بی
بنت عبدالرحمٰن عرف دودے صاحب جاگیردار کوڑ کی از اولاد مولانا محمد
خلیل الرحمٰن برادر شیخین احمد شطاری اورنگ آبادی تھیں۔ یہ بی بی لاولد
مر گئیں۔

تیسری زوجہ جینۃ النسا بی بی عرف جمو صاحبہ بی ہے۔ یہ بی بی سید محمود قادری
عرف صمدانی صاحب کے حقیقی ماموں سید نوراللہ قادری عرف
سید صاحب از اولاد حضرت سید شاہ عبداللطیف قادری لااوبالی
کی دختر ہیں۔

ان بی بی صاحبہ کے بطن سے صرف ایک لڑکا راقم المعروف مسمیٰ
میراں احمد الدین سید شاہ مرتضیٰ قادری عرف دستگیر بادشاہ
پیدا ہوا۔ اس فقیر کی شادی بی بی میمونہ عرف امن پاشاہ بنت حاجی
سید عیسیٰ مدنی شطاری عرف مرشد میراں صاحب جاگیردار و مشائخ
شیر گیہال از اولاد حضرت شاہ محمد اکبر شطاری برادر زادہ
حضرت مولانا محمد خلیل الرحمٰن مدنی صدالصدور بیجاپور برادر حضرت
شیخین احمد شطاری اورنگ آبادی سے ہوئی۔ اس بی بی کے بطن سے

تاحال سات بچے چار لڑکیاں اور تین لڑکے تولد ہوئے۔

دختر اول: سلطان صاحبہ بی عرف نفیس پاشاہ۔

دختر دوم: امت العظیم عرف مختار پاشاہ۔

دختر سوم: امت الکریم عرف متین پاشاہ۔

فرزند اول: سید شمس الدین محمد شاہ قاسم قادری عرف شمس العارفین عرف سرکار پاشاہ۔

دختر چہارم: فاطمہ سام عرف مخمور پاشاہ۔

فرزند دوم: میراں سید مصطفےٰ محمد محمد القادری عرف محمود حمدانی عرف غیاث العارفین۔

فرزند سوم: میراں سید شاہ ابوالحسن محمد عیسیٰ مدنی عرف ہاشم زبیری۔ عرف بدر عالم سلمہ اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ ان تمام کو عمر خضری عطا کرے اور دنیا و دین میں خوش و خرم رکھے۔

آمین ثم آمین۔

تذکرۂ مختصر

در ذکر برادرانِ حقیقی حضرت معشوق الٰہی قدس سرہ العزیز

حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری تجلی ربانی المشہور صاحب چھنڈی قدس اللہ سرہ

آپ حضرت میراں سید شاہ مصطفےٰ قادری معشوق الٰہی کے بڑے بھائی ہیں۔ آپ ولی کامل اور عارف واصل تھے علوم ظاہری و باطنی کو اپنے والد حضرت میراں سید بدرالدین بدر عالم حبیب اللہ قادری قدس سرہ سے حاصل کیا اور مرید اپنے والد ہی کے ہو کر خلافت صوری و نعمت معنوی حاصل کی اور اپنے دور کے دوسرے بزرگانِ دین اور علمائے اہل یقین کی صحبتوں میں رہ کر استفادہ دینی و دنیوی سے بہرہ ور ہوئے خصوصاً حضرت شیخ الکاملین پیر محمد لطف اللہ ابن حضرت شیخ موسیٰ اور حضرت خواجہ فریدالدین اور حضرت شاہ کمال الدین اور حضرت سید عبدالرزاق ثانی خلیفہ سید یٰسین قادری قدس سرہ اللہ اجمعین کی صحبتوں میں رہ کر فوائد صوری و معنوی کو اخذ کر کے طالب ہو کر خلافتوں کو حاصل کیا آج بھی وہ سلاسل جاری ہیں والد ماجد کے انتقال کے بعد اُن کے سجادہ ورع و تقویٰ پر بیٹھ کر خلق اللہ کو ہدایت کرنے لگے اور رہبر زمانہ اور مقتدا و پیشوائے وقت بن گئے۔ آپ کے کمالات کی شہرت چار دانگ عالم میں منتشر ہو گئی

اور آپ کا فیض تمام زمانے میں شش آسمان کے محیط ہو گیا۔ لاکھوں
طلبگاران راہ حق آپ کی جانب رجوع ہو کر آپ کے اہتمام تربیت
سے حضیض نقصان سے نکل کر بدر وہ کمال کو پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی
ذات سے قربت حاصل کی۔

آپ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی جناب میں جس
کسی کیلئے دعا فرماتے وہ قبول ہو جاتی اندھے کیلئے دعا کرتے تو اس کی
آنکھیں روشن ہو جاتیں اور آنکھ والے کو بددعا کرتے تو وہ اندھا ہو جاتا
فقیر کیلئے دعا کرتے تو وہ تونگر بن جاتا اور مالدار کیلئے بددعا کرتے تو
وہ فقیر بن جاتا اگر کسی مریض کو شفا کی دعا کرتے تو وہ اسی وقت
صحت یاب ہو جاتا۔ آپ جو بھی بارگاہ ایزدی سے چاہتے وہ پورا
ہو جاتا۔ آپ جب بیدر سے بیجاپور تشریف لائے تو شہر بیجاپور کے
متصل بلگی نام مقام پر جہاں پہاڑی ہے .... ایک غار میں
ریاضات اور مجاہدات کرنے لگے ایک سال تک اُس پہاڑی کے
دامن میں چلہ کش رہے۔ شیخ منصور نامی آپ کے خادم تھے جن کا
اصلی نام الھنگ خاں تھا آپ انہیں منصور کہہ کر پکارتے تھے کہتے ہیں
کہ آپ کے اردگرد جنگلی درندے مثلاً شیر چیتے بھیڑیئے سانپ
وغیرہ جمع ہو جاتے آپ ان سب کے سر اور پشت پہ ہاتھ سے
سہلاتے وہ آپ کے قدموں کو بوسے دیتے ایک روز ایک قوم ہندو سے
جس کا نام ملّا تھا بیل پر بیٹھ کر آپ کے پاس قدم بوسی کے لیے

آیا۔ اُس وقت آپ کے پاس دو شیر بیٹھے ہوئے تھے۔ ملّا مذکور شیروں کو
دیکھ کر ڈر گیا۔ آپ نے اُس کو اشارے سے فرمایا کہ مت ڈر یہ کچھ نہ
کرینگے۔ وہ آپ کی ہمت بندھانے سے باہمت ہو کر آپ کے قریب
آیا اور قدم بوس ہو کر کہا کہ حضرت میرا بیل بالکل لاغر ہو گیا۔ مجھے
بیل کے سوا چلنے پھرنے نہیں آتا اور دوسرا خریدنے کیلئے میرے پاس
رقم بھی نہیں آپ دعا کریں کہ میرا بیل تندرست اور توانا ہو جائے
یہ سن کر آپ نے دونوں شیروں سے فرمایا کہ اس بیل کو شکار کر کے
کھا جاؤ اور باقی رہا تو دوسروں کو بلا لاؤ۔ اُس میں سے ایک شیر نے
اس بیل کو پچھاڑا اور دوسرا پہاڑی میں چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد
اور چار پانچ شیروں کو لے آیا۔ سبھوں نے مل کر اس بیل کے تمام
گوشت کو کھا لیا۔ صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں۔

پھر آپ نے وضو فرمایا اور دو رکعت نفل نماز پڑھ کر خدا کی جناب
میں دعا فرمائی کہ اے باری تعالیٰ اس غریب کے بیل کو تیرے پیدا
کئے ہوئے شیروں نے اپنی غذا بنا لیا ہے۔ اب یہ بیچارا تیرا بندہ چلنے
سے عاجز ہے تو اس کے بیل میں زندگی اور توانائی عطا فرما۔ آپ
یہ الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ اتنے میں اس مردہ بیل کی
ہڈیوں پر گوشت اور پوست آ گیا اور وہ بیل زندہ ہو کر بلکل تندرست
جوان بن کے اٹھ کھڑا ہوا۔ شیخ منصور کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر وہ ہندو ملّا
آپ کے قدموں پر گرا۔ آپ نے کہا کہ تیرا بیل تجھ کو مبارک

اور وہ ہندو کہنے لگا کہ یا پیر و مرشد میرا بیل بالکل ناتوان اور
لاغر تھا۔ اب یہ بلکل جوان اور تندرست ہو گیا۔ کہیں جنگلی درندے
اس پر حملہ نہ کر دیں رات ہو گئی ہے میں اپنے گھر کس طرح پہنچوں۔ آپ نے
چار شیروں سے کہا کہ اے شیرو! اس کو اس کے گھر پہنچا آؤ۔ چاروں شیر
اس لا کے ارد گرد چلنے لگے اور اُس کو گھر تک پہنچا کر واپس آ گئے
آبادی کے لوگ چار شیروں کے جلو میں لا کو آتے دیکھ کر چلانے اور
پکارنے لگے۔ مارے خوف کے بھاگنے لگے غرض کہ وہ چاروں شیر لا کو
اُس کے گھر پہنچا کر آ گئے۔ آپ نے اپنے رہنے کیلئے ایک خورد گنبد کا حجرہ
بنوایا تھا۔ اِس میں آپ رہتے تھے۔ آبادی کے لوگوں نے درندوں کے
خوف سے آپ سے شکایت کی۔ آپ نے پکار کر کہا کہ اے درندو
آج سے تم ادھر کا رُخ نہ کرنا —— اُسی وقت تمام شیر درندے
دور چلے گئے۔ آپ وہاں سے بیجاپور آ گئے اور اپنے مقام پر رہنے لگے
وہی ہندو آپ کے مقام چِلّہ کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ آج بھی آپ کے
چِلّہ پر ہزاروں لوگ آتے اور مرادیں پاتے ہیں۔ اور اُسی ہندو
کی اولاد آپ کی جائے ریاضت و چلہ کی مجاور اور عرس بھی بڑے
پیمانے پر کرتے ہیں اس مقام میں آپ حسن ڈونگری (پہاڑی) سے
مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ مقام کشی پر تھے کہ ہزاروں لوگ آپ کے
دیدار کیلئے آ گئے۔ آپ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے کہ یکا یک وہاں سے
ہوا میں پرواز کرنے لگے اور لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہو گئے اور پرواز

کرتے ہوئے بیجاپور پہنچ گئے۔ الجنگ خاں بھی آپ کے پیچھے پیچھے
سایہ کو دیکھتے ہوئے بیجاپور پہنچ گئے اور آپ کے مقام پر آ کر قدم بوس
ہوئے اور اُس کے بعد آپ نے شیخ منصور کو بلگی کی ولایت عطا کر کے
روانہ کر دیا۔ شیخ منصور کا مزار بلگی ہی میں ہے۔ الجنگ خاں کو منصور کا
خطاب آپ ہی نے عطا کیا تھا۔ الغرض آپ کے کرامات و خوارقات
مثلاً اسرافیل پہلوان کو قوت روحانی سے عاجز کرنا جوگی اجے پال کو
مسلمان کر کے رکن الدین نام رکھنا۔ گھی اور دودھ کی آپ کی کرامت
سے بارش برسنا سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی المشہور جگت گرو کی
بیٹی کے بدن مردہ سے خبیث روح کا نکالنا اور اُسی کے قبر سے
دوزخ کے شعلوں کا اٹھنا اور آپ کی دعا سے دوزخ کے شعلے
بند ہو کر قبر کو باغِ رضوان بنانا وغیرہ۔ بہت سی کتابوں رسالوں
میں درج ہیں۔ صحیفہ اہل ہدیٰ روضۃ الاولیاء تاریخ اولیاء دکن
تاریخ اولیاء ہند برکات اولیا سکھ انجمن وغیرہ میں لکھے گئے ہیں۔
بہ سبب طوالت کے ہم نے اختصار کر دیا ہے۔

حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری کا وصال چودہ ربیع الثانی
[illegible]ھ کو ہوا۔ مزار آپ کا معشوق الٰہی کے روضہ میں غرب کی جانب
اور عمارت چار کمان چوکھنڈی کے اندر مزار مبارک واقع ہے۔ آپ کی
زوجۂ محترمہ کا نام حضرت بی بی سلطان صاحبہ بنت سید محمد نبیرہ شاہ نعمت اللہ
ولی الحسینی قدس اللہ سرہ ہے۔ بی بی موصوفہ کے بطن سے کئی اولاد پیدا ہوئیں

جن میں سے بقولی پانچ فرزند اور بقولے نو فرزندان تھے۔ پانچ فرزندوں
کے نام یہ ہیں (۱) سید عبدالقادر (۲) سید نعمت اللہ (۳) سید بدرالدین
(۴) سید ابوالقاسم (۵) سید محمد میراں ۔ اور جنہوں نے نو بتلایا ہے
ان میں سے ایک سید عبدالمنان قادری ہیں جن کی چوتھی پشت کے
پوتے شاہ حبیب اللہ قادری تخت نشین ہیں جن کی درگاہ محلہ
کاروان حیدرآباد میں مشہور ہے اور ساتویں فرزند سید ابو صالح
قادری ہیں جنکی دسویں پشت کے پوتے سید حبیب جیلانی شاہ حیدر
وصفدر قادری قدس سرہ کی درگاہ حیدرآباد دکن میں بھوڑے کی
سرائے کے پاس واقع ہے۔ بعض لکھتے ہیں کہ دو بیٹیاں تھیں جملہ
ملاکر نو اولادیں تھیں اور سب کے سب صاحب اولاد ہیں۔

حضرت شاہ حبیب اللہ قادری تخت نشین کا سلسلۂ پدری
اس طرح سے حضرت میراں شاہ ابوالحسن قادری قدس سرہ سے ملتا ہے
میراں سید شاہ حبیب اللہ تخت نشین ابن سید شاہ پیر محمد ابن سید
عبدالمنان اکبر محمد قادری ابن میراں سید شاہ ابوالحسن علی قادری ابن
حضرت سید بدرالدین بدر عالم حبیب اللہ قادری قدس اللہ اسرارہم اجمعین
اور حضرت سید حبیب جیلانی شاہ حیدر وصفدر قادری درگاہ حیدرآباد
متصل بھوڑے کی سرائے کا نسبی شجرہ اور طریقت کا شجرہ ایک ہی ہے
اور اس طرح مرقوم ہے۔

سید حبیب جیلانی شاہ حیدر وصفدر قدس سرہ ابن سید علی بادشاہ

قادری ابن سید علی حسینی شاہ قادری ابن سید قطب الدین قادری
ابن سید لعل شاہ قادری ابن سید غلام محی الدین قادری ابن سید
صالح جنوبی قادری ابن حضرت سید شاہ علی اکبر قادری ابن سید شاہ
محمد قادری ابن سید ابو صالح قادری ابن حضرت میراں سید شاہ
ابوالحسن قادری قدس اللہ سرہ العزیز بیجاپوری ہے۔

اور حضرت سید شاہ حبیب اللہ قادری تخت نشین درگاہ
کاروان حیدرآباد کا ایک سلسلہ طریقت اس طرح ہے۔
شاہ حبیب اللہ قادری تخت نشین خلیفہ شاہ مرتضی قادری
خلیفہ شاہ اسمٰعیل قادری غریب دوے۔ خلیفہ شاہ ہاشم نیشاپوری
عرف خداوند حادی صاحب بہ جنوبی ضلع گلبرگہ خلیفہ شاہ محمود خوش دہاں
دے خلیفہ سید بدرالدین حبیب اللہ قادری بیدری والد حضرت
میراں سید شاہ ابوالحسن قادری قدس سرہ ومعشوق الٰہی قدس سرہ
حضرت شاہ قاسم قادری عرف قاسم اولیا قدس سرہ صاحبان بیجاپور
کرناٹک۔ الغرض حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری قدس سرہ
کے بڑے بیٹے حضرت میراں سید عبدالقادر قادری کو اپنی زوجہ بی بی
امت المجید بنت سید محمد میراں عرف سید اعظم برادر کبیر قاضی سید علی
محمد ابن سید اسد اللہ گجراتی کے بطن پاک سے ایک فرزند مثل گوہر
شب چراغ کے متولد ہوئے جن کا نام حضرت میراں سید ابوالحسن قادری
ثانی عرف گرو سے حسن صاحب کنکائی ہے ۔ جو صاحب تصنیف و

تحریر تھے جن کی کتاب مخزن السلاسلۃ الحسنیہ مشہور و معروف ہے
آپ کی اولاد اور خلفاء و مریدین کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ حیدرآباد
میں شاہ مخفی نامی آپ کے مرید و خلیفہ کی درگاہ مشہور ہے
جو حضرت خواجہ بندہ نواز کی اولاد سے تھے۔

تھے شہزادہ کام بخش آپکا غائبانہ معتقد ہوا اور
بیجاپور آنے کے بعد آپکا مرید ہو کر فیض و برکات سے مالا مال ہوا آپنے
شہزادہ کام بخش کو کنکال سے عربی میں مکتوب لکھا ہے۔ میرے
پاس محفوظ ہے آپ نے ایک خانقاہ بھی بنوائی تھی۔ جو بیجاپور میں
گگی محل کے جنوب میں واقع تھی اب وہ خانقاہ منہدم ہو گئی ہے۔ کچھ دیواریں
اُس کی عظمت کا نشان بتلا رہی ہیں آپ کی آل سے رائے ویلور
کے حضرت سکان والے صاحبین ہیں اور خلافت کا سلسلہ بھی آپ ہی سے
جاری ہے۔ مخزن السلاسل کی اُن کو اجازت بھی حاصل ہے۔ الغرض
حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری ثانی کنکالی نبیرۂ حضرت میراں
سید شاہ ابوالحسن قادری کی اولاد دکن میں کثرت سے پھیلی ہے۔
درگاہ آپ کی موضع کنکال میں زیارت گاہ عالم ہے۔ سالانہ عرس ہوتا
ہے۔ عرس آپ کے چھوٹے فرزند سید اسمٰعیل قادری کے رشتہ کی اولاد سے
کرتے ہیں۔ آپ کی اولاد کلاں جو بڑے فرزند سید مرتضٰی قادری سے
تھی، اور جو صاحب سجادہ تھے وہ کپلی کو ہجرت کرکے آگئے اور
وہیں پر انتقال کر گئے۔ عرس بھی ہوتا ہے اور انہی کی ایک شاخ نمساگر

دانکل میں تھی [illegible] ساگر میں سید ابوالحسن قادری عرف دادا پیر اور
سید ابوالحسن [illegible] دا پیر باشاہ دونوں بھائی بھی دفن ہیں۔ سالانہ
عرس ہوا کرتا ہے [illegible] دادا پیر کے فرزند مرتضٰی قادری کی درگاہ انکی
میں واقع ہے۔ ہر [illegible] مقام کے اعراس عوام چندہ کرکے کرتے ہیں اولاد
کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ اسی شاخ کے ایک بزرگ ملکچی میں جنکا
تعلقہ سندگی میں ہے بھی آپ کی اولاد ہے۔ ملکھیڑ مقام میں بھی ایک
شاخ بسی ہوئی ہے۔ غرضکہ آپ کی کثیر اولاد مختلف مقامات پر ہے۔

سید الشیخ سید ابوالحسن ثانی قدس سرہ بیجاپور [illegible] ہجری میں
ہوئی آپ کی عمر بیانوے [illegible] برس کی تھی وفات آپ کی پانچ شعبان [illegible]
مقام کنکال میں ہوئی آپ کی زیارت گاہ اُسی موضع میں ہے۔

سید نعمت اللہ قادری ابن حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری
کلاں بیجاپوری کی اولاد چینچر میں ہے اور تیسرے فرزند سید بدر الدین قادری
کی اولاد پرینڈہ اور کندور میں مقیم ہے۔

چوتھے فرزند سید ابوالقاسم قادری کی اولاد ارکاٹ اور مدراس
میں رہتی ہے۔ حیدرآباد میں بھی مقیم ہے آپ کے ایک بیٹے سید
ابوالحسن عرف کالے حسن صاحب مشہور زمانہ تھے۔ آپ ہی کی اولاد
ارکاٹ، مدراس، رائے ویلور اور دکن کے مختلف حصوں میں
پھیلی ہے اور حیدرآباد میں بھی ہے کون ہیں۔ واللہ اعلم۔

پانچویں فرزند سید محمد میراں کی اولاد بیجاپور میں رہتی۔ لیکن

اب کوئی نہیں رہا ہے۔

میراں سید شاہ ابوالحسن قادری کا عرس وغیرہ راقم الحروف اب وجد کے زمانے سے کرتا اور سجادگی وصندل مالی راقم الحروف ہی کے ذمہ ہے میں نے اپنے بڑے فرزند سید شمس الدین محمد شاہ قاسم قادری عرف سرکار پاشاہ کو سجادہ نشین بنا کر خدمت صندل جملہ بزرگوں کی دیدی ہے اور چھوٹے فرزند سید مصطفیٰ محمد محمد القادری عرف محمود صمدانی کو حضرت حاجی سید حسن قادری کی گنبد و درگاہ کا سجادہ منتخب کر دیا ہے اس درگاہ کی سجادگی میرے ہی بزرگان کرتے آئے ہیں۔ اس لئے میں نے اپنے چھوٹے فرزند کو سید حاجی حسن صبغۃ اللّٰہی قادری کا سجادہ بنا دیا ہے بڑے بھائی یا اور دوسرے بھائیوں کو حضرت سید حاجی حسن صبغۃ اللّٰہی قادری کو سجادگی وصندل مالی کا کوئی حق نہیں رہا ہے۔

تذکرہ حضرت میراں سید شاہ قاسم قادری عرف قاسم اولیاء بیجاپور

صاحب کرامات جلیلہ و مقامات عالیہ سے تھے۔ آپ کا شمار اُن اولیاء اللہ میں تھا کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے نزول فرما کر اُن میں اپنی ہیبت و عظمت و قدرت کو بھر دیا تھا اور جن کی ہیبت و عظمت تمام مخلوق کے دلوں میں بھر دی تھی آپ اعلیٰ درجے کے ذی علم تھے۔ سخی اور غرباء پرور تھے غریبوں مسکینوں کے ساتھ ہی آپ ہمیشہ رہتے آپ حضرت سید عارف باصفا میراں شاہ مصطفیٰ قادری معشوق اللّٰہی کے

چھوٹے بھائی اور خلیفہ و سجادہ نشین تھے اور اپنے بھتیجے سید شاہ عبدالقادر ابن معشوق اللّٰہی کی آپ ہی نے سرپرستی فرمائی۔ آپ نے شادی نہیں کی آپ نے اپنے بھتیجے سید عبدالقادر ہی کو ہی اپنا فرزند سمجھ کر پرورش فرما کر خرقۂ خلافت و سجادگی سے سرفراز فرمایا کیوں کہ معشوق اللّٰہی نے اپنے فرزند کو آپ ہی کے حوالے کر کے فرمایا تھا کہ میں نے جو دینا تھا دیا اور مدارج اصول معرفت کو اپنے عم بزرگوار کے پاس سے حاصل کر لو۔ حضرت قاسم اولیاء قدس سرہٗ بیجاپور کے مشائخ عظام صاحب کرامات و مقامات سے تھے معارف و حقائق اور قرب و کشف کے اعلیٰ منصب پر تھے جس بات کیلئے بھی آپ دعا فرماتے وہ قبول ہو جاتی اگر کسی بیمار کی مزاج پرسی کو جاتے وہ مریض اُسی وقت صحت یاب ہو جاتا جس ویران دل کی طرف آپ توجہ کرتے تو اُس کے دل میں لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ کا ذکر شروع ہو جاتا اور اُس کا دل محبت الٰہی سے معمور ہو جاتا اور اُس کی آنکھیں دیدار ولقائے دلدار سے روشن ہو جاتیں۔

ایک روز آپ کی مجلس عالیہ میں بہت سے صلحاء عرفاء زہاد و عباد اولیاء بیٹھے ہوئے تھے آپ اولیائے کرام کے کرامات بیان کر رہے تھے پیر مخدوم نامی ایک ولی کامل بھی آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ،......... انہوں نے آپ سے پوچھا کہ ایسا بھی کوئی ولی ہے جو اگر حجرہ کی چھت سے کہے کہ سونا اُگل تو اُسی وقت

سونا کرنے لگے اور سامنے والی چیزوں کی جانب دیکھ کر کہتے تو تمام
چیزیں سونا بن جائیں اور نماز کیلئے کھڑا ہو تو کعبۃ اللہ سامنے نظر آئے
یہ تمام باتیں پیر مخدوم میں موجود تھیں اس لئے انھوں نے غرور سے آپ سے
سوال کیا تھا۔ حضرت قاسم اولیاء نے پیر مخدوم کی جانب بنظر توجہ گھورا
اور گریباں کی جانب سرنگوں ہوگئے تھوڑی ہی دیر میں تمام ولایت
پیر مخدوم کی سلب ہوگئی پیر مخدوم مذکور نے اپنے میں ولایت کے مفقود ہونے
آپ سے معذرت کی۔ آہ وزاری کی اور پاؤں پر سر رکھدیا معافی کے
خواستگار ہوئے مگر آپ نے فرمایا کہ جو چیز جاچکی اب واپس نہیں
آسکتی۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ سے ملنے کے لئے ایک امیر آیا۔ آپ
جیدخاں کی دہلیز میں تشریف فرما تھے۔ آپ کو قوی ہیکل اور توانا
اور آپکی نشست کو دیکھ اپنے دل میں تنفر پیدا کیا اور آپ سے
ٹھٹھول کی باتیں کیں آپ نے فرمایا کہ اگر مردہ کا جسم فربہ ہوتا ہے تو
تعجب کی کونسی بات جو شخص موتوا قبل ان تموتوا کے معنی مرنے کے
اول ہوجاتا ہے۔ اس کو مردہ ہی سمجھنا چاہیئے اس امیر نے کہا کہ مردہ
میں خون نہیں ہوتا۔ آپ نے تلوار جو اس امیر کے پاس تھی لی اور
اپنے شکم میں چبھولی جو پشت میں سے نکل گئی خون کا ایک قطرہ
نہیں نکلا۔ جب امیر نے یہ حالت دیکھی تو شرمندہ ہوا اور قدموں
پر گر کر معافی مانگی آپ نے تلوار نکال کر اس کو واپس کردی۔

نقل ہے کہ آپ عیدالضحیٰ کے روز انتقال کر گئے۔ لوگ عید کی
نماز کی تیاری میں تھے۔ کہ منادی نے ندا لگاتے ہوئے تمام شہر میں
آپ کے انتقال کی خبر کردی دو آدمی جن میں سے ایک کا نام محمد خاں
عرف بڑے ملک اور دوسرے کا ننھے ملک تھا۔ آپس میں باتیں کرنے
لگے کہ آپ کا وصال بھی عجیب وغریب وقت میں ہوا کہ لوگ عید کی
نماز پڑھینگے یا آپ کے عرس میں شریک ہوں گے۔ دونوں آپس میں
باتیں کر رہے تھے جب آپ کی نعش کو تختہ پر نہلانے کیلئے لائے
تو آپ نے آنکھیں کھولدیں اور لوگوں سے کہا کہ محمد خاں اور ننھے ملک
کو جو فلاں مقام پر ہیں بلا لاؤ۔ لوگ یہ حالت دیکھ کر متعجب ہوگئے
اور اسی وقت ان دونوں کو بلا لائے آپ ان دونوں کو دیکھکر
مسکرائے اور کہا کہ میاں دونوں کی خاطر سے آج میں نہیں مرونگا
اور محرم کی ۲۷ تاریخ کو مروں گا تم دونوں کو چاہیئے کہ میرے عرس
میں فروملیں آپ نے محرم کی ۲۷ تاریخ کو انتقال فرمایا۔

ایک روز آپ سے ایک شخص نے تنگی معاش کی شکایت
کی اور وظیفہ طلب کیا۔ آپ نے اس شخص سے کہا کہ سامنے جو
درخت ہے اس سے پوچھ کہ تو روز کونسا وظیفہ کرتا ہے۔ اس نے
درخت سے پوچھا۔ درخت سے آواز آئی کہ یا باسط یا بسیط آپ نے
اس شخص کو وہی پڑھنے کیلئے فرمایا۔ وہ شخص چندہی روز میں تونگر
بن گیا۔

نقل ہے کہ جب آپ بیجاپور میں وارد ہوئے تو جید خاں خبیث
بن کر لوگوں کو ستاتا تھا اور اُس کا مزار ہمیشہ کانپتا رہتا آپ
اُس کی بنائی ہوئی مسجد میں ٹھہرے اور خان موصوف کے مزار پر توجہ
کر کے کانپنا بند کر دیا اور اُس کی تکلیف دہی سے لوگوں کو نجات
دلوائی۔

نقل ہے کہ ایک برہمن جس کا نام مراری پنڈت تھا۔ اُس کو
بادشاہ کے لوگ قتل کرنا چاہ رہے تھے۔ وہ دوڑ کر آپکے پاس
آیا آپ نے اُس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے بٹھا لیا سپاہی جب اُس کو
پکڑنے آئے تو آپ نے اُس کو ایک ہیبتناک شیر بنا دیا۔ سپاہی
بھاگ گئے برہمن مذکور نے آپ کے آخری قیام کیلئے گنبد بنوائی اور
آپ سے قول لیا کہ مجھے آپ کے پاس دفن کریں۔ جب وہ برہمن مرگیا
تو آپ نے اُس کو دفن کروانا چاہا۔ برہمن کے لوگ مارنے مرنے پر تیار
ہوگئے ہندو مسلم فساد ہونے کیلئے کچھ دیر نہ تھی کہ آپ نے مراری پنڈت
کی لاش کے پاس جا کر کان پکڑ کر اُٹھا دیا تو وہ زندہ اُٹھ بیٹھا اور اپنے
لوگوں سے کہا کہ میں نے ہندو مسلم میں کوئی فرق نہیں پایا جب اُسکے
راستہ پر چلتے ہیں تو سب ایک ہیں۔ اور میں نے خود اپنی خواہش کے
مطابق آپ کے پائیں میں دفن ہونا پسند کیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ برہمن
زمین پر لیٹ کر مرگیا۔ آپ نے اُس کو اپنے پائیں میں دفن کر دیا۔
بعض کٹر قسم کے برہمن آپ کے پاس آکر اُس کی نعش مانگی اور کہا کہ

ہم اُس کو اپنے مذہب کے مطابق لیجا کر جلا دینگے۔ آپ نے اجازت
دی جب قبر کھودی گئی تو لاش کے بجائے تازے پھول برآمد ہونے
لگے۔ آخر کار تھک کر قبر بند کر دی گئی۔

سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی۔ آپ سے ملنے آیا۔ آپ
اُس وقت جاڑا اور بخار سے پریشان تھے۔ بادشاہ کے آتے ہی
آپ نے اپنی گدڑی سے کہا کہ اے گدڑی تو میرے جاڑے کو لے لے
یہ کہتے ہی گدڑی کانپنے لگی۔ بادشاہ نے گدڑی کو متحرک دیکھ کر آپ سے
پوچھا کہ یہ متحرک کیوں ہے آپ نے کہا کہ اس کو میں نے اپنا جاڑا
دیدیا ہے۔ تاکہ تم سے باتیں کرسکوں۔ جب بادشاہ چلا گیا تو آپنے
گدڑی اوڑھ لی اور جاڑا مسلط کر لیا۔

نقل ہے کہ سلطان ابراہیم عادل شاہ جب آپ سے ملنے کیلئے
جامع مسجد کو آیا تو آپ نے اس کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے لوگوں نے
کہا کہ یہ بادشاہ ہے آپنے فرمایا کہ میں نے اس کو بازیگر سمجھا تھا

الغرض آپ ذیحجہ کی ۲۷ تاریخ کو اپنے حقیقی بھتیجے جن کی آپنے
سرپرستی فرما کر پروان چڑھایا تھا خلافت دیکر اپنا جانشین و سجادہ
نشین بنا دیا اور محرم کی ۲۷ کو انتقال کر گئے۔ جب آپ کو غسل دیکر
کفن پہنانے لگے تو۔ آپ آنکھیں کھول کر دیکھنے اور مسکرانے لگے۔
لوگ سمجھے کہ آپ پھر اُٹھ بیٹھیں گے۔ آپ کے بڑے بھائی حضرت
میراں شاہ ابوالحسن قادری نے فرمایا کہ قاسم یہ کیا مذاق کر رہے ہو۔

اتنا سن کر آپ نے آنکھیں بند کریں اور وصال کر گئے اُس کے بعد لوگوں نے آپ کو کفن پہنا کر چار تکبیر کے بعد اسی گنبد میں دفن کر دیا۔ زیارت کے لیے جب قصائد خواں قصیدہ بردہ پڑھنے لگے تو آپ کا مزار متحرک ہوا اور آپ کے مزار پر جو پھول ڈالے گئے تھے۔ اِدھر اُدھر گر گئے اور قصاید خوانوں کی جانب اڑ اڑ کر جا پڑے۔

نقل ہے کہ آپ ایک روز مسجد جید خاں میں سو رہے تھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے آپ کو خلافت دیکر اپنا عمامہ اور پیراہن پہنایا جب آپ بیدار ہوئے تو وہ عمامہ اور جبہ اپنے بدن پر ظاہر پایا۔

ایک رات آپ سو رہے تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں ایک تسبیح دی۔ جب بیدار ہوئے تو وہ تسبیح آپ کے ہاتھ میں موجود تھی۔

وفات آپکی محرم ۲۷ تاریخ ۱۰۳۲ھ ہجری کو ہوگئی۔

آپ کے اقوال :- آپ فرماتے ہیں کہ جو طالب برزخ شیخ کے تصور سے مدارج سلوک کو طے کرتا ہے وہ دوسروں کو فیض پہنچاتا ہے۔

جو طالب اپنے تصور سے مدارج کو حاصل کرتا ہے اس سے صرف اسی کو فایدہ ہوگا وہ دوسرون کو فایدہ نہیں پہنچا سکتا۔

فرمایا کہ راہ حق کو پہنچنے کا نزدیک ترین راستہ اپنے پیر کا

مشاہدہ ہے۔ فرمایا کہ آدمی اَن دیکھی چیز کا تصور مشکل سے کرتا ہے پیر کی صورت اس کی دیکھی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لئے شیخ کا تصور جلد قایم ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے طالب مدارج سلوک طے کر سکتا ہے۔ پیر و مرشد کے تصور کرنے سے ایک بڑا فایدہ یہ ہوتا ہے کہ پیر اور مرید کے قلوب ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہو جاتے ہیں اور نشانات ٹھیک ٹھیک بیٹھ جاتے ہیں پھر مرید کو پیر کے قلب کے راستے سے فیض پہنچتا ہے اور وہ بھی ایسا فیض کہ پیر برسوں مجاہدات و ریاضات سے حاصل کرتا ہے وہ مرید کو باوجود اس کے طرح طرح کے معاصی میں گرفتار رہتا ہے۔ بآسانی حاصل ہو جاتا ہے۔ ھذا فضلٌ عظیمٌ وکان جسیمٌ۔ اگر پیر ناقص ہے تو مرید پر اُس کے تصور سے ناقص عادتیں عود کر آئیں گی۔

فرمایا کہ اگر طالب نے کسی پیر کو باعزت دیکھا اور اُس کی خانقاہ یا درجات دنیا کی منزلت کو دیکھ کر مرید ہوا تو جاننا چاہیئے کہ وہ گمراہی کے لق و دق میدان میں بھٹک گیا۔

فرمایا کہ عوام میں مشہور ہے کہ پیر من خس است اعتقاد من بس است جب پیر ناقص ہے۔ اور راہِ معرفت سے اُس کو کچھ بھی لذت ہی حاصل نہ ہوئی تو معتقد کا اعتقاد اُس کو کفر کی منزل پر پہنچا دیتا ہے۔

فرمایا ایسا کہنا اور سمجھنا کہ پیر من خس است اعتقاد من بس است

کم سمجھی بے عقلی جہالت اور نادانی پر مبنی ہے۔

جو مرشد کہ دنیا کا طالب ہے اور مرید سے نذر و نیاز لیتا ہے وہ مثل بیل اور بھینسے کے ہے۔

فرمایا کہ طالب دنیا کو مرید کرنا حرام ہے۔ اس طالب دنیا مرید کو جو بے توفیق ہے بے شمار پیر مل سکتے ہیں وہ جس کسی پیر کو باعزت دیکھتا ہے۔ مرید بنجاتا ہے اُس کو منازل سلوک اور راہ معرفت سے کوئی سروکار نہیں۔

فرمایا کہ مرشد کامل وہ ہے جس کے حکم و فرمان برداری میں تمام ادنی اور اعلیٰ مقامات ذاتی و صفاتی اللہ کے حکم سے ہوں اور طالب جس کی بھی خواہش کرے اُس کو بلا رنج و مشقت کے بخش دے ایسے مرشد کو مرشد کامل کہتے ہیں۔

فرمایا کہ پیر وہ ہے جو چشم باطن سے طالب کے دل کی طرف توجہ کرے اور اس کو ہر مقام سے گذارتا ہوا مقام قرب میں پہنچا دے۔

فرمایا کہ مرشد ناقص کے مریدین لوگوں کی نظروں میں مقبول ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ کی نگاہوں میں نامقبول رہتے ہیں اور مقام قرب کو حاصل نہیں کر سکتے۔

اگر مرشد ناقص کے مریدین کامل ہوں اور مرشد کامل کے مریدین ناقص اور مردود ہوں تو اس مرشد ناقص کے کامل مریدوں سے بدرجہ افضل اور اعلیٰ ہیں۔

مرشد کامل اپنے مردود مریدان اور طالبوں کو مقبولوں میں داخل کر دیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پہنچا دیگا۔

فرمایا کہ جو مرشد ایسا کامل نہ ہو اُس کو مرید کرنا اور طالب بنانا فقیر بنانا اور تلقین کرنا حرام ہے۔ اور میدان حشر میں مرشد ناقص شرمندہ اور روسیاہ ہوگا اور وصول الی اللہ کے طالب یا مرید کو چاہیئے کہ کسی مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے تلقین حاصل کرے اور اُس وقوف ناقص اور مکار مرشد کے چنگل سے آزادی حاصل کرے اور بھاگ جائے۔

فرمایا کہ اگر کوئی مرشد ناقص سے تلقین لیا ہو تو اُس کو چھوڑ دے اور مرشد کامل کو ڈھونڈ کر اُس کی طرف رجوع کر کے تلقین لے اور اپنی عمر کو برباد نہ کرے۔

فرمایا کہ فقراء دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک کو لوگ پسند کرتے ہیں اور ایک کو حق پسند کرتا ہے۔

فرمایا کہ جب طالب الی اللہ شغل میں مشغول ہو جاتا ہے تو نفس ملعون اُس پر ہنستا اور مذاق اڑاتا ہے اور خطرہ ذلیل نفسانی سے پیش کرتا ہے اور دنیا کے لذات کو سامنے لا کھڑا کرتا ہے معرفت خداوندی کے اول اور آخر میں نفس ہزار ہا پردے لا کھڑا کر دیتا ہے

خطرے ہزار نفس کے دل ایک ناتواں
عاجز غریب کیا کرے زور آور ہو گئے بیچ

فرمایا کہ مرشد کامل وہ ہے جو طالب الی اللہ کو اول اور آخر میں ایک کردے کہ طالب مولیٰ کی طلب میں ایسا محو ہو کہ سوائے محبوب کے نفس اور شیطان کو نہ دیکھے بلکہ ایسا غرق ہو جائے کہ وہ خود کو بھی گم کردے۔

فرمایا کہ مرشد کامل کی نشانی یہ ہے کہ اس کی قبر کی خاک کو سرمہ بنا کر آنکھوں میں لگائیں تو عرشِ اعلیٰ سے تحت الثریٰ تک دیکھنے لگے۔ اور اس کا دل زندہ ہو جائے اور دل ہرگز نہ مرنے پائے اگر اس خاک کو بچے پر ملیں تو مخلوق کے قلب کی کیفیات معلوم ہونے لگیں اور کشف قبور حاصل ہو جائے اور مریض کے جسم پر ملیں تو وہ مریض شفا حاصل کرے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک ساعت کی ہم صحبتی جو مرشد کامل سے حاصل ہو وہ عمر بھر کی عبادتوں سے افضل ہے۔

کامل مرشد کی خدمت سے آدمی انسان بن جاتا ہے۔

شاہ قاسم اولیا قادری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو پیر کہ مریدوں اور طالبوں کو قرب مولیٰ کی جانب کھینچتا اور لیجاتا ہے وہی پیر کامل و مکمل ہے اور اس کے مرید قربیت خداوندی اور محبوب حقیقی کے دیدار کے لائق ہیں۔ جیسا کہ میرا جد میرا مرشد میرا شیخ اور میرا سب کچھ حضرت سلطان الاولیا۔ میراں محی الدین سیدنا و مولانا مرشد العالمین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی

رضی اللہ عنہ نے اپنے ہزاروں مریدوں اور طالبوں کو ہر دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعہ سے بارگاہ خداوندی میں پیش کیا ہے اور اپنے مریدوں کو ہفت مراتب سے سرفراز فرمایا۔ اور معرفت الٰہی کے دریا میں ڈبو دیا ہے۔ آپ کے مرید قطب غوث افراد اوتاد سے بھی آگے نکل جاتے اور لاموت ہو جاتے ہیں اولیاللہ لا یموتون یعنے اولیا اللہ لاموت ہوتے ہیں اور دنیا اور اہل دنیا کی جانب رخ نہیں کرتے۔

جو بھی قطب اور غوث ولی افراد اوتاد کی دولت سے مالامال ہوا ہے وہ آپ ہی کے نگاہ کرم سے پایا ہے دوجہاں کی کلید آپ ہی کے دست قدرت میں ہے جو کوئی آپ کی ذات والا سے منکر ہوا۔ وہ دوجہاں میں مردود ہوا۔ اور ابلیس کا ثانی بنا۔

جو مسلمان دیندار کلمہ گوئے محمدی صلعم ہے وہ قادری سرکار کا غلام ہے اور کوئی مسلمان آپ کی مریدی سے باہر نہیں رہ سکتا۔ اور جو آپ کی مریدی میں نہیں آیا وہ معرفت الٰہی کو نہیں پایا آپ کا مرتبہ یہ ہے غوث الثقلین غوث الجن والانس والملیکۃ العاقل تکلفیۃ الاستارۃ آپ کی گردن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قدم ہے اور آپ کا قدم دوجہاں کے تمام اولیا اللہ کے کندھوں پر ہے شاہ محی الدین لقبا باللہ سیف اللہ غوث الثقلین غوث الجن والانس و ملیکۃ الارض الذی وصل فیہ ؕ

میرے جد مرے پیر روشن ضمیر میرے شیخ کی جان زندہ جاوید ہے
اور مرے تن من اور جان سے بھی قریب تر ہے۔

کوئی مرید اپنے پیر کو جان سے قریب نہ سمجھے وہ مرید نہیں ہے
وہ پریشان اور راندۂ بارگاہِ کبریا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ کوئی خانوادہ یا کوئی سلسلہ قادری طریقہ کی پہلی منزل کو نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ پہنچتا ہے تو وہ جھوٹا اور کذاب ہے اور بڑ ہانکنے والا ہے۔

فرمایا کہ میرے جد اور میرے پیر نے فرمایا ہے کہ میرے مریدوں کے ہر چھوٹے بڑے گناہوں کو میں چھپا کر اسے معاف کروا دیتا ہوں

فرمایا کہ باپ دادا اور اجداد کی ہڈیاں بیچ کر ان کے نام پر اٹھانے والا پیر نہیں ہو سکتا بلکہ پیر تو مست خداپرست اور یکتائی کی شراب کو پینے اور پلانے والا ہوتا ہے۔

فرمایا کہ سماع اور راگ و سرود کی آواز غریق بحرِ وحدت کو مثلِ آوازِ خر ناپاک کے سنائی دیتی ہے۔ بارہ برس تک ریاضت اور سماع و سرود سے کوئی معرفتِ الٰہی کو پایا ہے تو ایک ادنیٰ مرید قادری اپنی ایک نظر کے ساتھ طالب کو فیض پہنچا کر قربِ خداوندی واصل کر دیتا ہے۔

ایک روز آپ کی مجلس میں ایمان کی بحث چلی تو آپ نے فرمایا کہ ایمان دو طرح کا ہے۔ ایک تقلیدی دوسرا تحقیقی۔

تقلیدی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خالق سمجھے اور تمام کو مخلوق اس حیثیت سے کہ کبھی خالق مخلوق نہیں ہوتا اور کبھی مخلوق خالق نہیں بن سکتا۔

ایمان تحقیقی یہ ہے کہ خدا کو خالق جانے اور تمام کو مخلوق سمجھے اس فرقِ حقیقی کے باوجود ہر دو کو ایک جانے۔

حضرت شاہ علاالحق قادری قدس سرہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت میراں سید شاہ قاسم قادری کے خدمت میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کا جسمِ مبارک اتنا بڑا ہو گیا تھا کہ میں ڈر گیا اور واپس اپنے گھر کو چلا آیا۔ دوسری مرتبہ جب میں آپ کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کا جسم مثل دودھ پیتے بچے کے چھوٹا ہو گیا ہے یہ دیکھ کر میں پھر واپس چلا گیا۔ تیسری مرتبہ جب آیا تو آپ اپنی اصلی حالت پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے یہ بات آپ سے پوچھی تو حضرت قاسم نے جواب دیا کہ کیا مجھے تم نے ان دونوں کیفیتوں میں دیکھا ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں میں نے دیکھ لیا ہے۔ پہلی حالت دیدارِ جمالِ محبوبِ حقیقی سے ہوئی تھی۔ دوسری حالت اس کے جلال کو دیکھنے سے ہو گئی تھی۔

حضرت عتیق اللہ قادری یہ فرماتے ہیں کہ جس وقت کہ میں اور حضرت شاہ قاسم قادری قدس سرہ بحرِ ہند کے کنارے جا رہے تھے بھوک بہت لگ رہی تھی میں نے آپ سے کہا کہ مجھے اشتہا علوم

ہوتی ہے۔ مجھ سے چلا نہیں جاتا یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ دیکھو
تیرے اور میرے لئے کھانا آرہا ہے۔ تھوڑی دیر میں کیا دیکھتا ہوں
کہ بحر ہند میں سے تین مچھلیاں تیرتی ہوئی آرہی ہیں اور اُن کی
صورتیں انسانوں جیسی ہیں وہ اپنی پشتوں پر ایک کی پشت پہ
چار روٹیاں تھیں اور دوسری کی پشت پر ایک آفتابہ جس میں
پانی اور ایک کوزہ تھا وہ تینوں آدمیوں کے جیسا اپنی پشتوں سے
تمام چیزیں ہمارے سامنے رکھکر چلی گئیں حضرت قاسم قادری قدس سرہ
اور ہم مل کر کھائے مگر روٹیاں اور سالن جیسے کا ویسا ہی رہا پانی
اتنا شیریں اور مزیدار تھا کہ اس کا مزہ ایک عرصہ تک رہا ایک
مرتبہ میں اور شاہ قاسم قادری جنگل میں جا رہے تھے آپ بیل پر سوار
تھے دوپہر کا وقت تھا ظہر کی نماز کو اُتر پڑے بیل بلکل لاغر اور
بڈھا ہو چکا تھا وہ پیاس کی تاب نہ لاکر تڑپ کر مر گیا ظہر کی نماز کے
بعد آپ نے بیل مردہ کے کان کو پکڑ کر کہا۔ اُٹھ ابھی ہم کو چلنا ہے
مردہ بیل اُسی وقت اُٹھ کر چلنے لگا۔

نقل ہے کہ آپ کے ساتھ بہت سے معتقدین بھی بیجاپور آئے
ہوئے تھے۔ شیخ پیار محمد نامی بیان کرتے ہیں کہ جب ہم حضرت کے
ساتھ بیجاپور آئے اور دیکھا کہ حضرت کا ارادہ واپسی کا نہیں ہے۔
تو ہم لوگ علیحدہ آپ کی غیر موجودگی میں یہی باتیں کرنے لگے کہ اب
آپ کا ارادہ تو واپس ہونے کا نہیں نظر آتا ہم کیا کریں ہم کو اپنے

گھر دار بیوی بچے [illegible] ہیں اسی رات کو جب ہم سو گئے تو میں کیا
دیکھتا ہوں کہ [illegible] ہم تمام کے تمام معلق آسمان میں اُڑ رہے
ہیں اور آپ ہم [illegible] میں رسیاں باندھ کرلے کر اُڑ رہے ہیں
میری آنکھ اُس وقت [illegible] کھل رہی تھی صبح کیا دیکھتے ہیں کہ ہم
تمام اپنے اپنے وطن [illegible] اپنے گھروں میں ہیں۔

ایک روز حضرت [illegible] سید شاہ قاسم قادری قدس سرہ سے
ایک مرید نے حضرت [illegible] حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کی
تشریح اور مطلب دریافت کیا ہے

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید ٭ کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

یہ بیت کہہ کر [illegible] ترجمہ اگر سالک وہی ہوتا ہے جو راہ و رسم منزل
سے باخبر ہوتا ہے۔

آپ نے اس کے جواب میں ایک قصہ اس طرح بیان کیا کہ ایک
پیر تھے اُن کا ایک مرید نوجوان تھا۔ اُس نے اپنی شادی کرنے کی ٹھانی
اور آپ سے پوچھا کہ فلاں تاریخ کو میرا عقد فلاں مقام پر ہے۔ آپ نے
فرمایا کہ یہاں ذرا ٹھیر اور ایک ہفتہ کے بعد شادی کی تاریخ بڑھا کر
رکھ مُرید نے کہا کہ یا پیر و مرشد بات پکی ہو گئی ہے۔ اب رک نہیں سکتی
آپ نے فرمایا کہ واپسی میں کم سے کم جانے والے راستہ سے مت آؤ
دوسرے راستے سے جو لمبا [illegible] تا ہے آنا مرید نے ہاں کہا اور شادی کیلئے
گیا۔ شادی کے بعد شب زفاف ہوئی صبح کے بعد دلہن اور جہیز

لیکر اپنے گھر سے نکلا لمبے راستے کی بات وہ بھول گیا اسی راستہ سے آنے لگا جس راستے سے آنے کیلئے پیر نے منع کیا راستے میں ڈاکو آگئے اور قافلے کو لوٹ لیا اور دلہن کو لے گئے مرید مذکور اپنے گاؤں کو آکر رونے پیٹنے لگا اور کہا کہ میں نے اپنے پیر کا کہنا نہیں مانا انھوں نے مجھے اس راستے سے آنے سے منع کیا تھا۔ لوگوں نے کہا کر تو پیر کے پاس جاکر اپنا ماجرا سنا شاید ان کی دستگیری سے تیری مشکل حل ہو سکے۔ وہ جوان مرید پیر کے پاس آیا اور اپنا سارا ماجرا سنایا۔ پیر نے مرید کو دس روپیہ اور کہا کہ آج رات تم کسی عورت کے پاس جاؤ اور شب باشی کرو۔ صبح آؤ تمہارا کام بن جائیگا وہ مرید پیر کے اس خلاف شرع حکم کی تعمیل میں کوتاہی کرنے لگا اور اپنے دوستوں سے مشورہ کیا تو بعض پیر پرست دوستوں نے کہا کہ مرشدوں کے معاملات ہی جداگانہ ہوتے ہیں تم اُن کے حکم کی تعمیل کرو غرض کہ وہ نوجوان ربہ مصیبت کا مارا رات کو ایک کسبی کے پاس گیا کسبی نے دس روپیہ اجرت مانگی اور ایک حجرہ میں لے جاکر چھوڑ دیا اور کہا کہ مال تازہ ہے۔ ابھی ابھی آیا ہے کہ تم آئے تو تم ہی کیا یاد کریں گے جب وہ جوان مرید اندر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک نوجوان مہ پارہ نماز میں مشغول ہے۔ اُس کا دل برے کام سے رُکا۔ جب اس مہوش نے بعد نماز کے سلام پھیرا تو کیا دیکھتا ہے کہ اپنی ہی دلہن ہے

دونوں آپس میں ملے اور زفاف سے باز رہے ماجرا پوچھا تو اس دلہن نے کہا کہ ڈاکو مجھے لیکر ہٹے ابھی ابھی مجھے اس کسبن عورت کے پاس فروخت کر کے گئے تھے کہ تم آگئے۔ وہ مرد جوان اُس کی عصمت پر شک کرنے لگا۔ صبح ہوئی تو اس کسبن کو اس کی رقم دیکر دلہن کو لیکر پیر کے پاس آیا آپ نے فرمایا کہ تیری دلہن کی عصمت نہیں لٹی تو بے فکر گھر لے جا۔ الغرض وہ جوان اپنی بیوی کو لیکر گھر آیا اور اپنے پیر مرشد سے اعتقاد کو درست کر لیا۔ آپ نے سوال کرنے والے سے کہا کہ سالک ایسے ہوتے ہیں کہ وہ راہ و رسم منزل سے باخبر رہتے ہیں۔ چاہے دنیا میں ہو یا آخرت میں وہ ہر مقام پر مرید کی دستگیری فرماتے ہیں اور بھٹکنے نہیں دیتے۔

فرمایا کہ شریعت کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ؕ طریقت کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد امن اللہ حقیقت کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد نور اللہ معرفت کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد برزخ اللہ ؕ توحید کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد حق اللہ عاشقوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد محبوب اللہ قلندروں کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد ھو اللہ فقیروں کا کلمہ لا الہ الا اللہ فقیر ھادی ھو اللہ واصلوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد شاہد اللہ ذات کا کلمہ اللہ انی انا اللہ لا الہ الا انا وحدی لا شریک الا ھو ھو ھو ؕ جو کوئی یہ دس کلمہ نہ جانے اُس کا ایمان خام ہے اور فقیر کا لباس پہننا اُس کو درست

نہیں۔ اگر وہ مرگیا تو شرک اور مردود ہوگا نعوذ باللہ منہا۔
فرمایا کہ پیر کامل ہونا اور مرید ثابت دل ہونا اِلّا الھادی
ھو اللہ فرمایا کہ پیر کو خدا نما کر کے جانا تو کچھ حاصل ہوگا ہر پیر میں
یہ چار چیزوں کا ہونا لازم ہے اول خرد فروشی دوم کمتر نوازی
سوم عیب پوشی چہارم ستاری .... جس کسی میں یہ
چار چیزیں ہیں اور وہ یہ چہار کلمے جانتا ہو اور چار مقام کی خبر رکھتا ہو
تو اس کی فقیری اور پیری درست ہے اگر کوئی ان کی خبر نہ رکھتا ہو وہ
منافق ہے اسکو مشائخی لباس پہننا اور لقمہ کھانا حرام ہے۔ درویشی
اس پر جائز نہیں ہے جس وقت اللہ تعالیٰ محشر کے روز قاضی ہوگا
تو رحمت اس پر نہ کریگا۔ محروم رہیگا۔ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی مرید پیر
کے فرمانے موافق عمل کریگا تو پوشیدہ چیزیں حق تعالیٰ کی طرف سے
نظر آئیں گی۔

دوہرا   سائیں جیکے مردیا ایسے بن کانٹ اس کی کھان
میں بعد وپیر کی کان کانٹ کو ہے اسجان

فرمایا کہ شریعت کا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمد رسول اللہ ۔
مقام ناسوت اس کا فرشتہ جبرئیل ہے۔ طریقت کا کلمہ لَآ الٰہ الا اللہ
عظمۃ خلیفۃ رسول اللہ اس کا فرشتہ میکائیل مقام ملکوت
تیرا کلمہ حقیقت کا لا الٰہ الا اللہ بیدہ تدرۃ محمد رسول اللہ اس کا
فرشتہ اسرافیل مقام لاہوت۔

معرفت کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ حقاً حقاً محمد رسول اللہ صفاً
صفاً۔ فرمایا کہ طریقت کی بنیاد یہ پانچ باتیں ہیں اول محمد کے نور کو
دل میں دیکھنا واقیموا الصلوٰۃ اس پر تمام رہنا سو نماز ہے۔
اور الصوم رؤیۃ اللہ یعنے اللہ کو دیکھتے رہنا سو روزہ ہے
وآتوا الزکوٰۃ یعنے اپنی ہستی سوان اٹھو جانا سو زکوٰۃ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
کے بھاتے ہیں برتتے رہنا سو حج ہے۔
فرمایا جو مرشد کہ مرید کو ذکر فکر ورد اور وظائف نماز نوافل نفل
روزے محنت اور ریاضت اور دوسرے طریقوں کی عبادتوں کی
تلقین کرتا ہے وہ مرشد ہونے کے ہرگز ہرگز لائق نہیں اس طرح
کرتے رہنے سے مرید ہمیشہ ان اعمال میں مبتلا رہتا ہے۔ اور اسرار باطنی
مرید پر منکشف نہیں ہوتے اگر حاصل ہوں گے تو صرف کشف القلوب
اور کشف القبور ہے آگے کچھ نہیں ملے گا۔
مرشد کامل کی ایک نظر کیمیا اثر سے مرید کے دل کی دنیا
بدل جاتی ہے اور اسم ذات یعنے اللہ کے نام کے ساتھ ہمہ اوقات
دریائے قرب و معرفت میں غوطہ زن رہتا ہے۔ وحدت کا آخری مراقبہ
اسم ذات اللہ کے ساتھ ہے اور یہ بالکل خاص طریقہ ہے اور
اس عمل سے مرید پر حقیقت محمدی منکشف ہو جاتی ہے اور مقام
قرب کی معراج حاصل ہوتی ہے۔
فرمایا کہ جب آدمی کی روح بدن خاکی سے نکلتی ہے تو اس پر

قیامت صغرا آجاتی ہے۔ اور روح ایسی دنیا میں پہنچ جاتی ہے جو وہ نہ عالم سفلی جسمانی ہوتا ہے اور نہ عالم مجردات عقلیہ کے ہوتا ہے ان دونوں حالتوں کے درمیان یعنے بین الحالتین میں جو حالت ہوتی ہے اس کو عالم برزخ کہتے ہیں۔ اس عالم کی صورتیں اور احوال نفسانی خیالات دکھائی دیتے ہیں فرمایا کہ پیر کو چاہیئے کہ طالب کو اسم ذات یعنے اللہ کا تصور کرنے کے لیئے تاکید کرے اور جو طالب اسم اللہ کا تصور قایم کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی رہے گی اگرچہ صاحب تصور ظاہراً گناہوں میں مبتلا کیوں نہ ہو۔ لیکن اسم اللہ کی برکت اور تاثیر سے اسکا وجود پاک و صاف ہو کر کندن بن جائیگا اور مرتے وقت اسکو توبہ نصیب ہوگی جو طالب بھی ہمیشہ اسم اللہ کا تصور قایم رکھے اس کا خاتمہ بخیر ہو۔

فرمایا کہ مرشد مثل شہباز کے ہوتا ہے جو لامکاں پر آن کی آن میں پرواز کرتا ہے اور مریدوں کو پرواز کراتا ہے۔

جس مرشد کی نظر مثل چیل کے مردار پر رہتی ہو اور جب وجاہ دنیا کیلئے دنیا داروں سے ہمیشہ سے ملوث رہتا ہے وہ مرشد نہیں ہوسکتا بلکہ وغلیواز مردار خوار ہے۔

فرمایا کہ روح بغیر بدن کے نہیں رہ سکتی جب بدن عنصری سے جدا ہو جاتی ہے تو جسد مثالی میں داخل ہو جاتی ہے جو عالم برزخ میں ہے اور اس جسد کو بدن مکتسب کہتے ہیں ومن وراھم برزخ الی

یوم یبعثون ابو جعفر طوسی۔ تہذیب الاحکام میں یونس بن ظبیان سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ ما یقولوا الناس فی ارواح المومنین آپ نے فرمایا کہ مومنوں کی ارواح مرغان سبز کے حواصل میں قنادیل کے اندر عرش کے نیچے رہیں گی۔

فرمایا کہ برزخی کی روح بعد از مفارقت بآنجا منتقل می شود غیر برزخی است کہ میان ارواح اجسام هست داول را غیب محالی گویند ثانی را مکانی وجہی کہ مشاہدہ غیب امکانی کنند واز حوادث آئندہ واقف باشند بسیار اند بخلاف غیب محالی کہ مکاشفہ واحوال موتی نادر است۔

فرمایا کہ غیب الغیب کے راستے کو طے کرتا ہے تو مرشد کامل کی دستگیری کا ہونا لازمی ہے۔ بغیر مرشد کے وسیلہ کے اس راستے کو طے کرنا آسان نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ ؕ

جب کوئی شخص بادشاہ ظاہری کے پاس جاتا ہے تو بغیر وسیلہ کے بادشاہ کے حضور میں نہیں پہنچ سکتا تو اس شہنشاہ حقیقی و بادشاہ تحقیقی کی جناب میں تو وسیلہ بے حد ضروری ہے

فرمایا کہ اے طالب ہر اچھے اور برے آدمی کیساتھ خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے مل۔ اگر اس سے تیرے دل میں صفائی ہو یا بغض ہو۔

فرمایا کہ جو بھی عذر کرے اور معافی چاہے تو معاف کر دے اور خوش اخلاقی سے پیش آ۔

فرمایا کہ کسی پر اعتراضات مت کر ہر کسی سے نرم اور ملائم بات کر۔

فرمایا کہ کسی سے سخت کلامی مت کر خدا کیلئے سختی کرنے کی اجازت ہے۔

فرمایا کہ صرف نماز روزہ اور شب بیداری سے مرشد نہیں بنتا یہ تو بندگی کے کام ہیں مرشد کا اصل کام کسی کو دل توڑنے والی بات نہ کرنی چاہیئے۔

فرمایا کہ اولیا اللہ میں ان چیزوں کا رہنا ضروری ہے۔ نرم اور ملائم بات کرنا۔ حسن اخلاق سے پیش آنا چہرہ پر ہمیشہ بشاشت ٹپکنا نفس کی سخاوت کرنا اور کسی پر اعتراض کرنے سے بچنا معافی چاہنے والے کو معاف کرنا لوگوں پر شفقت اور مہربانی کرنا چاہیے نیک ہوں یا بد۔

فرمایا کہ بہت ہنسنا اور بہت سونا دل کو مردہ بنا دیتے ہیں

فرمایا کہ اپنے بال بچوں کے لئے بیوپار کرنا یا اور کوئی حلال کی کمائی کمانا نقصان نہیں بلکہ نیک ہے۔ کیونکہ قدیم بزرگوں نے اس کو اختیار کیا ہے اور کسب حلال کیلئے احادیث بھی وارد ہیں۔

فرمایا کہ اگر کوئی توکل کو لازم کرے اور اختیار کرے تو اچھا ہے مگر شرط یہ ہے کہ جب توکل کرے تو پھر کسی چیز کی خواہش نہ کرے۔

فرمایا کہ توکل کرنا ہی ہے تو حلال کی کمائی کیساتھ کرنا افضل ہے۔

فرمایا کہ بندے کو چاہیئے کہ اپنے تمام کاموں کو خدائے تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اس کی خدمت دل وجان کیساتھ کرے۔

فرمایا کہ دنیا کے تمام حاجات کو ترک کر دینا ہی عین کامیابی ہے دل حب اللہ کی جانب ہو جاتا ہے تو وہ کارساز حقیقی خود اس بندے کے کام بنا دیتا ہے۔

فرمایا کہ جس قدر بندے کو اللہ سے محبت ہوگی اسی قدر اللہ کی مخلوق بندے سے محبت کرے گی فرمایا کہ اللہ کا ڈر اور خوف جس قدر تیرے دل میں ہوگا۔ مخلوق بھی تجھ سے اتنا ہی خوف کریگی۔

فرمایا کہ جس قدر تو اللہ کا حکم ماننے گا اسی قدر لوگ تیرا حکم مانیں گے۔

فرمایا کہ بندے کو چاہیئے کہ کسی پر اُمید اور بھروسہ نہ کرے اور نظر صرف اس کے فضل وکرم پر رکھے۔

فرمایا کہ طالب الی اللہ کو چاہیئے کہ دولت مندوں امیروں وزیروں کی صحبت سے کنارہ کشی اختیار کرے۔

فرمایا کہ اسرار و رموز کی کیفیات نا اہل سے بیان نہ کرے

فرمایا کہ ہر حال میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کر بدعت اور بدعتی سے کوسوں دور بھاگ۔

فرمایا کہ طالب حوادث میں متردد نہ رہے اور لوگوں سے کے

عیبوں کی پردہ پوشی کرے اور خود کو کسی مسلمان سے بڑھ کر نہ سمجھے
سب کو اپنے سے افضل جانے تمام مسلمانوں کے متعلق پاک دل
رہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ میرے تمام کاموں کا بننا انہیں مسلمانوں
کی دعاؤں کی برکتوں سے ہے۔

فرمایا کہ کسی کی غیبت نہ کر دوسروں کو بھی غیبت کرنے سے
روک۔ فرمایا کہ غریبی سے خوف مت کھا اور اس کی وجہ بخیل نہ بن۔

فرمایا کہ معاش کی تنگی سے دل کو چھوٹا مت کر۔

فرمایا کہ فقرا اور مسلمان بھائیوں کی خدمت کیا کر۔ فرمایا کہ صوفیوں
کی خدمت ادب کے ساتھ کر اور ان کی صحبت سے برکتیں حاصل کر۔

فرمایا کہ بے ادب خدا کی معرفت کو نہیں پہنچ سکتا۔

فرمایا کہ جوانی اور فارغ البالی کو غنیمت سمجھ اور جوانی کی طاقت
کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں صرف کر یہی زمانہ تیرے کام کا ہے
کیوں کہ تجھے حیات فراغت کے ساتھ ملی ہے۔ ضعیفی میں قویٰ کمزور
ہو جاتے ہیں کچھ کام نہ ہو سکے گا۔

فرمایا کہ بزرگان سلف کا طریقہ اتباع سنت اور بدعت سے
اجتناب ہے۔

فرمایا کہ ارواح کو خواہ سر کی آنکھوں سے ہو یا باطن کی آنکھوں سے
ہو۔ دیکھ لے تو کوئی کمال کی بات نہیں اور قرب خداوندی تک
پہنچنے کی کوئی جگہ نہیں مل سکتی۔ کمال تو اس میں ہے کہ باطن ما ہوا

اللہ کے دیکھنے اور سمجھنے سے دور ہو جائے۔ غیر اللہ کا نام و نشان
باطنی آنکھوں میں باقی نہ رہے۔

فرمایا کہ زمانہ کے پلٹنے اور دنیا والوں میں انقلاب آنے سے
غمگین مت ہو دنیا کی پستی اور بلندی سے پریشان نہ ہو بلکہ اس سے
نصیحت حاصل کر۔

فرمایا کہ تمام مخلوق کے دل خدائے تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں وہ
جس طرف چاہتا ہے۔ پھیر دیتا ہے۔

فرمایا کہ بندہ پر جو کچھ کہ حوادث نازل ہوتے ہیں وہ سب
تقدیر الٰہی ہیں۔

فرمایا کہ زندگی آخر فنا ہے فنا ہونے سے پہلے فانی ہو جا اور
بقائے حقیقی سے واصل ہو۔

فرمایا کہ دنیا کی عیش و عشرت کی زندگی کو ترک کر دے اللہ کے
خاص بندے عیش و عشرت سے گریز کرتے ہیں۔

حضرت جدم میران سید شاہ قاسم قادری قدس اللہ اسرارہم
کے ارشادات گرامی بے حد و غایت ہیں یہ فقیر حقیر بارگاہ قادریہ
اللہ سے دست بدعا ہے کہ وہ اس موجز کو زیور طبع سے
آراستہ کرا کر مقبول قلبہائے عوام و خواص بنا دے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

المرقوم شب بیستم نومبر ۱۹۷۲ء یوم سہ شنبہ م شب دوازدہم

ماہ شوال ۱۳۹۲ھ اتمام یافت حالات وکلمات برادر خورد حضرت معشوق الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز۔

نوٹ

حضرت شاہ قاسم اولیا قدس سرہ ملک پورب کو حج وزیارت سے واپس ہوتے ہوئے گئے تھے اور وہاں حضرت شاہ ولاور قادری سندیلوی سے زاید نعمت وخلافت حاصل فرمائی تھی اور اپنے چچا تایا حضرت شاہ عبدالرزاق قادری بیجاپوری سے بھی نعمت ظاہری و باطنی کو حاصل فرمایا تھا۔ وہ تمام نعمتیں اپنے بھتیجے حضرت سید شاہ عبدالقادر قادری فرزند معشوق الٰہی کو عطا کرکے سجادہ نشین بنادیا۔

تتمہ احوال اولیاء ہم زمانہ حضرت معشوق منقبت رحمۃ اللہ علیہ

جن کا تعلق حضرت معشوق منقبت قدس سرہ سے رہا ہو یا ان کے خاندان سے بعد کو ہوا ہو ان کا تذکرہ بطور تبرک مندرج کیا جاتا ہے

حضرت میراں سید شاہ عبدالرزاق قادری ابن حضرت میراں سید شرف الدین شرف عالم نعمت اللہ قادری بیجاپوری المشہور صاحب جور گنبد

آپ حضرت معشوق منقبت قدس اللہ سرہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ سلطان محمد عادل شاہ کے دور سلطنت میں بیجاپور تشریف لائے اور اپنے فیض و برکات سے یہاں کے شاہ و شہریاں کو سرفراز فرمایا بیعت و خلافت اپنے والد سید شرف الدین شرف عالم نعمت اللہ قادری البیدری ثم البغدادی سے حاصل کی اور اپنے چچازاد بھائی معشوق الٰہی سے بھی فیض ظاہری و باطنی کو خدمت کرکے حاصل کیا۔ حضرت ہاشم علوی آپ کی صحبت میں زیادہ رہتے تھے۔ آپ کی ذات سے صدہا کرامات و خوارق عادات صادر ہوئے ہیں۔ جنات کا بادشاہ آپ کا مطیع تھا۔ آپ کا انتقال ۲۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۰ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار آپ کے ارادت مند خان محمد خان خاناں وزیر عادل شاہی کے بنا کردہ گنبد میں واقع ہے اور آپ کے گنبد کے پائیں میں خان محمد خان خانان کا مزار ہے۔ وہ بادشاہ حبش کا بیٹا تھا۔ آپ نے اس کو

پال لیا تھا۔ اس کی گنبد ہشت پہلو بنی ہے۔ آپ کے ایک فرزند رشید تھے جن کا نام سید عبدالقادر قادری عرف شاہ حضرت قادری تھا اپنے والد کے مزار کے بازو مغرب کی جانب آسودہ ہیں آپ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ شاہ حضرت کے پاس ہی ان کی بیوی کا مزار ہے شاہ عبدالرزاق قادری کے بازو مشرق کی جانب ان کی اہلیہ محترمہ کا مرقد واقع ہے اور تاج باولی کے قریب زہرہ پور دروازہ کے متصل آپ کی درگاہ مشہور اور حاجت روائے عالم ہے۔ حضرت شاہ عبدالرزاق قادری کے خلفاء میں شاہ محمد ابراہیم بغدادی اور قاسم تڑپاڑی اور آپ کے چچا زاد بھائی میراں سید شاہ قاسم قادری ہیں۔ آپ نے اپنا سجادہ و جانشین اپنے چچا زاد بھائی شاہ قاسم قادری قدس سرہٗ ہی کو بنایا تھا کیونکہ آپ کے فرزند کا انتقال آپ کے روبرو ہی ہو گیا تھا۔ رحمۃ اللہ برکاتھم اجمعین و قدس اللہ اسرارھم اجمعین ۵

حضرت شاہ ہاشم حسین علوی گجراتی قدس سرہٗ

آپ قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین ولی اللہ عارف باللہ تھے اور حضرت شیخ العلماء شیخ الشیوخ حضرت شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے بھائی شاہ برہان الدین علوی کے فرزند ارجمند ہیں۔ سلطان ابراہیم عادلشاہ کے عہد میں بیجاپور آئے ایک مدت تک زہرہ پور میں رہے۔ اس کے بعد قلعہ کے اندر آ کر

قیام فرمایا اور طالبوں اور مریدوں کی تلقین میں سرگرم رہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے مکہ معظمہ جا کر حج و زیارت سے فراغت حاصل کی بارگاہ رسالت نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جانب سے حزب الاعظم اور قبضہ گیتی عنایت ہوا۔ آپ میں حلم و رضا غالب تھی اور تواضع و انکساری و خاکساری اور عاجزی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

آپ کا وصال روز جمعہ ۹ رمضان ۱۰۵۲ھ کو بیجاپور میں ہوا مرقد مبارک آپ کا گول گنبد کے مغرب میں ایک گنبد میں تہہ خانہ میں واقع ہے۔ اوپر سے کانیں کھلی ہیں اور کونوں پر انٹا بنایا گیا ہے آج بھی آپ کا عرس آپ کی درگاہ کے قابضین باغبان اور عقیدتمندان درگاہ چندہ کر کے کیا کرتے ہیں۔ درگاہ کو کوئی معاش نہیں ہے۔ سب خالصہ ہو گئے ہیں۔

آپ کو دو فرزندان تھے۔ ایک سید مرتضیٰ حسینی آپ کی درگاہ زہرہ پور میں ہے آپ والد کے روبرو ہی ۹ ذی الحجہ [illegible]ھ شہید ہو گئے تھے۔ دوسرے فرزند سید مصطفیٰ حسینی تھے آپ کا مزار شہید دروازہ کے باہر ہے۔ آپ کی اولاد کثرت سے میسور اسٹیٹ اور مدراس میں موجود ہے۔

سید مرتضیٰ حسینی کو ایک فرزند رشید سید برہان الدین حسینی تھے بیعت و خلافت و سجادگی اپنے دادا سید ہاشم حسینی قدس سرہٗ سے

پائی شاہ برہان الدین حسینی کا انتقال جمعرات کے روز موضع دوندگہ میں ہوا وہاں سے لاش کو لاکر بیجاپور میں آپ کے داداشاہ ہاشم علوی کے گنبد میں ہاشم پیر کی قبر کے پائیں میں دفن کئے مادہ تاریخ آپ کا ناصر اہل بہشت ہے آپ کی زوجہ محترمہ کا نام بی بی فاطمہ بنت شاہ قطب الدین صفوی ہے۔ جن کے بطن سے حضرت شاہ مرتضیٰ حسینی ثانی تولد ہوے۔

حضرت شاہ مرتضیٰ حسینی ثانی ابن شاہ برہان الدین ابن شاہ مرتضیٰ ابن حضرت شاہ ہاشم علی علوی قدس سرہٗ

حضرت شاہ مرتضیٰ ثانی ولی کامل اور عارف واصل سے تھے۔ حضرت شاہ مرتضیٰ حسینی ثانی کی شادی پانچ برس کی عمر میں اپنے والد شاہ برہان الدین کی حیات میں ہوئی۔ زوجہ محترمہ کا نام بی بی رحمان صاحبہ بنت شاہ حضرت حسینی ہے۔ جو حضرت خواجہ بندہ نواز کی اولاد سے تھے۔ شاہ مرتضیٰ ثانی کو خلافت وسجادگی نو برس کی عمر میں اپنے والد شاہ برہان الدین سے ملی اور نعمت ظاہری و باطنی سے سرفراز ہوئے۔ سولہ برس کی عمر میں عالم رویا میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے فائض ہوکر اسرار و رموز اور فیض و برکات کو حاصل کیا۔ آنحضرت صلعم نے اپنی انگوٹھی جو انگلی میں تھی نکالکر آپ کی پیشانی پر مہر کے مانند لگائی بیدار ہونے کے بعد انگوٹھی کا نشان باقی تھا اور ایک نورانی چمک اسی انگوٹھی کے نشان سے تامرگ ظاہر ہوئی

حضرت شاہ مرتضیٰ ثانی کا انتقال ۱۲ ؍ شوال المکرم ۱۱۶۱ھ کو بیجاپور میں ہوا اور اپنے جد مکرم شاہ ہاشم حسینی قدس سرہٗ کے گنبد سے متصل مقبور ہوے۔ آپ نے بی بی رحمان صاحبہ موصوفہ کے بطن سے کئی فرزند ہوئے جن میں چراغ خاندان ولایت حضرت شاہ ہاشم ثانی صاحب سجادہ قدس سرہٗ ولی کامل اور عارف آگاہ دل تھے۔ شاہ مرتضیٰ ثانی نے حضرت ہاشم ثانی میں بزرگی کے آثار کو نمایاں دیکھ کر خلافت دیکر حضرت ہاشم پیر کی درگاہ کی سجادگی اپنے حین حیات عطا فرمائی ہاشم ثانی قدس سرہٗ ۱۲ ؍ جمادی الثانی ۱۱۵۰ھ کو نہ گذار عالم بقا ہوئے مرقد مبارک آپ کا اپنے جد بزرگوار حضرت شاہ ہاشم پیر قدس سرہٗ کے گنبد مبارک کے قریب علیحدہ چبوترہ پر گنبد کے بالکل سامنے واقع ہے ہاشم ثانی قدس سرہٗ کی وفات کا مادہ "ماہ ہدایت رفتہ" ہے۔ آپ کی زوجہ کا نام ثانی صاحبہ بی بنت شیخ حبیب اللہ ابن شیخ محمود ہے بی بی موصوفہ کے بطن سے کئی اولادیں ہوئیں۔ ایک دختر بادشاہ صاحبہ بی سے اولاد کا سلسلہ جاری ہے۔

بادشاہ صاحبہ بی بنت شاہ ہاشم ثانی ابن شاہ مرتضیٰ ثانی ابن شاہ برہان الدین ابن شاہ مرتضیٰ علوی ابن شاہ ہاشم پیر دستگیر قدس سرہٗ

بی بی موصوفہ کا عقد شرعی حضرت شاہ سید شاہ مرتضیٰ قادری بیجاپوری ابن قطب عالم سید شاہ شمس الدین قادری گرمری ابن سید شاہ عبدالقادر قادری ابن حضرت

میراں شاہ مصطفیٰ قادری معشوق الٰہی صاحب روضۂ بیجاپور قدس سرہٗ
سے ہوا جنکے بطن سے تین فرزند تولد ہوئے جن میں حضرت سید شاہ
محی الدین قادری صاحب سجادہ خاندان پدر و مادر تھے اور صاحب
تصانیف تھے۔ آپ کی زوجہ کا نام بی بی کلثوم صاحبہ بی بنت ابراہیم زبیری
ابن اسمٰعیل زبیری از اولاد قاضی ابراہیم زبیری رنگین مسجد بیجاپور سے
ہوا۔ جنکے بطن سے ایک فرزند وحید الدہر فرید العصر حضرت سید
عبد القادر قادری عرف قادر بادشاہ تولد ہوئے آپ کی شادی
بی بی راجی مبارک عرف بی بی صاحبہ بنت سید محمود بخاری عرف صاحب
پیراں جاگیر دار کنوار ساکن میہنہ سے ہوئی۔ بی بی موصوفہ کے بطن سے
حضرت میراں سید شاہ عبد الرزاق قادری عرف جیلانی بادشاہ
تولد ہوئے آپ کی شادی بی بی سلطان صاحبہ بی بنت سید حسن
محی الدین قادری ابن سید ولی محی الدین قادری جنتکل خورد
از اولاد شاہ طاہر قادری ادھونی ابن شاہ عبد اللطیف قادری
لاابالی سے ہوئی بی بی سلطان صاحبہ بی کے بطن سے حضرت والدی
مرشدی سیدی و مولائی میراں سید شاہ محمود قادری صاحب
سجادہ تولد ہوئے آپ کی شادی اپنے حقیقی ماموں سید نور اللہ
قادری عرف سید صاحب ابن سید حسن محی الدین قادری مذکور
کی دختر نیک اختر بی بی حنیفۃ النساء عرف جو صاحب بی سے ہوئی
ان بی بی صاحبہ کے بطن پاک سے یہ فقیر حقیر میراں احمد الدین سید شاہ

مرتضیٰ قادری ہے۔ اس فقیر کی شادی بی بی میمونہ بنت شاہ محمد علی مدنی
عرف مرشد پیراں جاگیر دار شہر گہال از اولاد شاہ محمد اکبر برادر زادہ
حضرت مولانا محمد خلیل الرحمٰن صدر الصدور بیجاپور برادر حقیقی حضرت
شیخن احمد شطاری اورنگ آبادی قدس اللہ سرہ سے ہوئی بی بی میمونہ
مذکورہ کے بطن سے فی الحال تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ اول سید
شمس الدین محمد شاہ قاسم قادری عرف شمس العارفین عرف سرکار پاشاہ
سلمہٗ دوم سید مصطفیٰ محمد محمد القادری عرف محمود صمدانی عرف غیاث العارفین
یا غیاث پاشاہ سلمہٗ سوم میراں سید شاہ ابو الحسن محمد علی مدنی عرف
ہاشم زبیری عرف بدر عالم سلمہٗ دختران اول سلطان صاحبہ بی عرف
نفیس پاشاہ زوجہ شیخ ابو سعید جنیدی عرف اقبال پاشاہ از اولاد
شیخ رکن الدین سراج جنیدی روضۂ شیخ گلبرگہ دوم امت العظیم
ہمایوں عرف مختار پاشاہ زوجہ شاہ محمد نبیرہ قادری از اولاد حضرت
شاہ حیدر ولی اللہ قادری صاحب نلنگہ قدس سرہٗ۔
سوم بی بی امت الکریم عرف متین پاشاہ زوجہ سید منور بخاری
جاگیر دار نجلاپور تعلقہ سرہٹی ضلع دھارواڑ۔
چہارم بی بی فاطمہ سام عرف مخمور پاشاہ سلمہا ہے۔ اللہ تعالیٰ
کی جناب میں دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے حبیب کے صدقہ میں میری
جملہ اولاد او ر آل کو دین اور دنیا میں خوش و خرم اور باعزت
و آبرو رکھے آمین۔

حضرت قطب الافراد سیدنا شاہ ہاشم علوی الحسینی الگجراتی ثم الاحمد آبادی

حضرت سید شاہ مصطفیٰ الحسینی و علوی قدس سرہٗ
(آپ کی اولاد کثرت سے بیجاپور کے باہر میسور اور ارکاٹ وغیرہ میں ہیں)

حضرت سید شاہ مرتضیٰ حسینی العلوی شہیدؒ
↓
حضرت سید شاہ برہان الدین حسینی علوی قدس سرہٗ صاحب سجادہ
↓
حضرت سید شاہ مرتضیٰ حسینی علوی ثانی قدس سرہٗ صاحب سجادہ
↓
حضرت سیدنا سید شاہ ہاشم حسینی علوی صاحب سجادہ
↓
بی بی بادشاہ صاحبہ زوجۂ حضرت میراں سید شاہ محمود قادری
↓
حضرت میاں سید شاہ محی الدین قادری قدس سرہٗ صاحب سجادہ
↓
حضرت میراں سید شاہ عبدالقادر قادری عرف قادر بادشاہ صاحب سجادہ
↓
حضرت عبدالرزاق قادری صاحب سجادہ
↓
حضرت سید محمود قادری عرف صادق بادشاہ صاحب سجادہ
↓
فقیر حقیر میراں احمد الدین سید شاہ مرتضیٰ قادری صاحب سجادہ عفی اللہ عنہ

حضرت سید شاہ عتیق اللہ قادری قدس اللہ سرہٗ آپ حضرت معشوق الٰہی قدس سرہٗ کے علاتی بھائی اور مرید و خلیفہ ہیں سلطان ابراہیم جگت گرو کے دورِ حکومت میں بیجاپور تشریف لائے۔ بیجاپور کے اولیائے کامل سے تھے۔ ۱۰۲۳ھ میں انتقال کیا آپ کا مزار مبارک زہرہ پور دروازہ کے باہر حضرت مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللّٰہی قدس سرہ کے روضۂ مبارک کے قریب جانب مشرق واقع ہے آپ کی رحلت کی تاریخ کا مادہ "بیت العتیق" ہے۔

حضرت سید شاہ علاء الحق قادری قدس اللہ سرہٗ آپ بھی حضرت معشوق الٰہی کے علاتی بھائی اور مرید و خلیفہ ہیں اپنے دور کے قطب اور ولی اللہ تھے تکمیل طالبان اور تعلیم ناقصان میں اپنی کمر ہمت کو باندھ کر مصروف رہے۔ تبلیغ دین اسلام اور طریقہ قادریہ کے پھیلانے میں دور دور کا سفر اختیار کیا عرب اور عجم کے مشائخین و علماء سے مل کر فیض و برکات حاصل کیں آپ کی وفات ۱۰۳۱ھ کو ہوئی مادہ تاریخ آپ کا "آہ شاہ طریقت" ہے۔ مرقد آپ کا زہرہ پور دروازہ کے باہر ابراہیم روضہ کے مغرب میں مشہور ہے۔

حضرت شیخ منتجب الدین قادری صدیقی الدھولقی عرف میاں صاحب آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں دھولقہ سے بیدر

تشریف لاکر حضرت شیخ شمس الدین محمد ملتانی بیدری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت شیخ ابراہیم مخدوم جی قدس اللہ سرہٗ جو حضرت معشوق الٰہی کے حقیقی نانا ہوتے ہیں کی خدمت میں رہ کر مرید ہوئے اور خرقہ خلافت کو حاصل کیا اور وہاں سے بیجاپور تشریف لائے اور اسی شہر میں انتقال فرمایا مزار آپ کا سنگولی دروازہ کے باہر شاہ مرتضیٰ قادری قدس سرہٗ کی درگاہ کی زمین میں ٹیلہ پر واقع ہے مزار پتھر کی ہے۔ اطراف سے چار دیواری بنائی ہوئی ہے جو ناتمام ہے آپ کے فرزند کا نام شیخ محی الدین واعظ ہے۔ مشہور واعظ تھے جنکا مزار حضرت شاہ حمزہ حسینی تختی کی درگاہ میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت شیخ حمید قادری قدس اللہ سرہٗ

آپ اپنے وطن سندھ سے بیدر تشریف لاکر حضرت شیخ محمد گنج بخش خلیفہ حضرت شیخ ابراہیم مخدوم جی کے مرید ہوکر خلافت قادریہ حاصل کی اور وہاں سے سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ میں بیجاپور تشریف لاکر نوباغ میں ٹھیرے۔ ۲۲ ذیحجہ سنہ ۱۰۱۱ھ کو ملک بقا کی جانب تشریف لے گئے۔ آپ کو ملکہ جہاں فاطمہ سلطان زوجۂ علی عادل شاہ اول کیلئے جو گنبد بنایا گیا تھا اسی میں دفن کیا گیا۔ آپکی رحلت کا مادہ "شفیع قیامت" اور "فیض سبحانی" ہے۔

حضرت شیخ لطف اللہ قادری قدس اللہ سرہٗ

آپ حضرت شیخ اسمٰعیل محدث قدس سرہٗ کے

فرزند اکبر اور حضرت مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللّٰہی کے حقیقی نواسے ہیں۔ مرید و مجاز اور خلیفہ و سجادہ نشین آپ حضرت شیخ حمید قادری قدس سرہٗ کے ہیں۔ حضرت شیخ لطف اللہ مذکور حضرت معشوق منقبت کے حقیقی پوتے حضرت قطب عالم سیّد شاہ شمس الدین قادری گومری شریف کے حقیقی ماموں ہوتے ہیں۔ الغرض شیخ لطف اللہ قدس سرہٗ بیجاپور کے کامل ترین اولیا سے تھے آپ سے ہزاروں کرامات و کرشمات واقع ہوئے ہیں۔ وفات آپ کی الربیع الآخر [illegible] میں ہوئی اور اپنے شیخ طریقت حضرت شیخ حمید قدس سرہٗ کے گنبد میں مشرق کی جانب مدفون ہوئے آپ کے فرزند کا مزار جن کا نام محمد عالم بادشاہ تھا جنکے نام موضع مدلد نی جاگیر تھی موضع دھرا پھیگور میں واقع ہے۔ عالم بادشاہ کے فرزند کا نام محمد جنگلی پیر تھا۔ جنکا مزار موضع یاپلی دنی ضلع رائچور میں واقع ہے۔ اور چلہ موضع سانگندہ اور موضع دھرطے گور وغیرہ میں واقع ہیں۔ حضرت شیخ لطف اللہ کے ایک خلیفہ بھی تھے جنکا نام شیخ عبدالصمد کنعانی تھا۔ وہ مشہور اولیائے زمانہ سے تھے ۵ محرم سنہ ۱۰۶۱ھ کو وفات پائی آپ کا مزار شیخ حمید و شیخ لطف اللہ کے گنبد کے شرق میں چھوٹی گنبد کے اندر واقع ہے شیخ عبدالصمد کے خلیفہ شیخ عبدالکریم لاہوری ہیں جنہوں نے لمعات کی شرح لکھی ہے مشہور ہیں۔ اور حضرت سیّد محمد حسینی عرف شاہ حضرت حسینی جو خواجہ بندہ نوازکی

اولاد سے ہیں اور آپ کی کتاب مراد المریدین مشہور ہے آپ ہی کے خلیفہ ہیں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت مولانا حبیب اللہ ابن ملا احمد بن خلیل اللہ قدس اللہ سرہٗ

تذکرہ آل زبیر میں غلام مرتضیٰ زبیری نے آپ کو خاندان زرایط سے ہونا لکھا ہے۔ دیگر تذکرہ نویسوں نے آپ کو فقیہ عطا احمد شافعی کی اولاد سے ہونا ثابت کیا ہے۔ مولانا حبیب اللہ کے والد ملا احمد اور ملا خلیل اللہ حضرت میراں سید بدرالدین بدر عالم حبیب اللہ قادری (جو حضرت معشوق الہیٰ کے والد ماجد ہیں) کی خدمت میں رہ کر مرید ہو کر خلافت قادریہ عالیہ کو حاصل کر کے فیضان قادریہ سے مشرف ہوئے ہیں۔ جب شاہ صبغۃ اللہ بھڑوچی نے مرید کرتے وقت مولانا سے پوچھا کہ کونسے سلسلہ میں مرید بناؤں تو مولانا نے کہا کہ مجھے سلسلہ سے کیا کام ہے اپنا بنا لیجئے شاہ صاحب نے مکرر دریافت کیا تو مولانا نے وہی جواب عرض کیا شیخ محمود جنیدی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ مولانا کے والد اور دادا قادری المشرب تھے۔ چنانچہ شاہ صاحب نے مولانا کو قادریہ سلسلہ میں مرید فرما کر خلافت عطا فرمائی اور تلقین وغیرہ سے مشرف کیا۔ مولانا حبیب اللہ کے دادا ملا خلیل اللہ کا انتقال سنہ ۹۶۲ھ میں ہوا اور دادی کا انتقال دادا کے چار سال پہلے دوشنبہ ۱۵ شوال سنہ ۹۶۲ھ کو ہوا مادۂ تاریخ واخیر النساء ہے۔ ملا احمد[1]

۹۶۲

[1] مولانا کے والد

مکہ معظمہ میں پانچ برس تک مقیم رہے اور شیخ شہاب الدین احمد حجر الہیتمی المکی متوفی سنہ ۹۷۵ھ اور شیخ علی المتوفی سنہ ۹۷۵ھ کے پاس رہ کر ان کی شاگردی کی اور علم فقہ اور حدیث کی کتابیں پڑھیں وہاں سے جب واپس ہندوستان آئے تو شہر بیدر میں حضرت معشوق الہیٰ کے والد ماجد سیدنا بدرالدین بدر عالم حبیب اللہ قادری کی خدمت میں رہ کر اسرار و رموز شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت کو حاصل کیا اور مرید ہو کر خلافت قادریہ عالیہ سے مشرف ہوئے اور لوگوں کو اپنی بیعت میں لینے لگے۔ بیجاپور تشریف لا کر سلاطین عادلشاہی کے دربار میں اعزاز پایا جبوقت عادلشاہی افواج نے بندر گووا پر سنہ ۹۷۹ھ میں حملہ کیا تو اس فوج کے ساتھ ملا احمد بھی شریک جہاد تھے۔ بلگاؤں سے قریب موضع کندرگی پر عادلشاہی افواج کا قیام تھا تو ملا احمد کا ۱۰ محرم سنہ ۹۸۵ھ کو انتقال ہو گیا اور اسی موضع میں ملا احمد کو شاہی اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا۔

مولانا حبیب اللہ کی ماں کا نام بی بی نعیمہ بنت سید ابوبکر بن سید احمد تھا جو سادات بنی فاطمہ سے تھے۔ بی بی موصوفہ کا انتقال سنہ ۱۰۲۵ھ کو بیجاپور میں ہوا اور مولانا کی گنبد کے اندر شرقی کمان میں مدفون ہوئے۔ حضرت مولانا کی زوجہ محترمہ کا نام حبیبۃ الرحمٰن عرف ام حبیبہ ہے۔ بی بی موصوفہ مولانا کے حقیقی ماموں سید اسحٰق ابن سید ابوبکر کی صاحب زادی ہیں جن کے بطن پاکدامن سے دو بیٹیاں

اور ایک فرزند ارجمند متولد ہوے۔ دختر اول امت الفاطمہ دختر
دوم امت الحبیب اور ایک فرزند تھے۔ امت الفاطمہ کی شادی
حضرت شیخ اسمعیل محدث از اولاد حضرت شیخ شمس الدین محمد ملتانی
بیدری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جن کے بطن سے کئی اولادیں ہوئیں
جن میں سے دو فرزند اور ایک دختر کے نام یہ ہیں اول شیخ محمد عرف
شاہ صاحب دوم شیخ لطف اللہ اور دختر کا نام بی بی بیبنا صاحبہ
شیخ محمد عرف شاہ صاحب کو ایک فرزند شاہ مرتضیٰ قادری عرف
بڑے صاحب اُن کے فرزند شاہ احمد قادری عرف شاہ میاں صاحب
اور اُن کے فرزند شاہ غلام حسینی عرف پیر پاشاہ صاحب تھے۔ آپ بھی
سجادہ نشین روضہ حضرت سید شمس الدین محمد ملتانی بیدری تھے
آپ کی اولاد وہاں یعنے بیدر کی درگاہ کے سجادہ ہیں۔

شیخ لطف اللہ بن شیخ اسمعیل محدث کے فرزند کا نام شیخ محمد
عرف عالم بادشاہ ہے۔ جنکے فرزند کا نام شیخ محمد لطف اللہ عرف
جنگلی بادشاہ ہے۔ جنکی درگاہ موضع سالگندہ میں ہے اور چلّہ
یا پلاتی موضع جوڑا کھیر کے پاس ہے مشہور ہے اور ایک چلّہ
دھڑے سگور میں بھی ہے یا پلاتی میں جنگلی پیر کے خاندان والے
عرس کرتے ہیں۔

سالگندہ میں ملّان والے عرس کرتے ہیں اور دھڑے سگور میں
میں عوام کرتے ہیں عالم بادشاہ کا عرس ۲۴ جمادی الآخر کو سلطان پور کے

ویسائی اور دوسرے عقیدتمندان چندا پٹی کرکے عرس کرتے ہیں
حاجت مند آتے ہیں مرادیں پاتے ہیں۔

بی بی بیبنا صاحبہ بی کے شوہر حضرت سید شاہ عبدالقادر قادری
ابن حضرت میراں شاہ مصطفیٰ قادری معشوق الہٰی تھے بی بی موصوفہ
کی اولاد کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

الغرض حضرت مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللہی ولی اللہ عارف باللہ
سالک مسالک راہ شریعت و طریقت ناہج مناہج راہ حقیقت
و معرفت سے تھے۔ آپ کے حالات و خوارقات ملفوظات کو
ہم نے اپنے نوشتہ رسالے میں جس کا نام تذکرہ مولانا حبیب اللہ
رکھا ہے۔ لکھ دیا ہے۔ یہاں صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ حضرت
معشوق منقبت سے حضرت مولانا اور اُن کے خاندان سے
کیا تعلق تھا اور بس دیگر خانوادہ قاضی بدرالدولہ میں لکھا ہے کہ
مولانا کو حبشہ لونڈی مسماۃ تفاحتہ کے بطن سے ایک فرزند شاہ محمد صبغۃ اللہ
پیدا ہوے اور شاہ محمد صبغۃ اللہ کے فرزند شیخ حبیب اللہ تھے اور
ان کے فرزند شاہ صبغۃ اللہ تھے جنکی درگاہ قمرنگر عرف کرنول میں
ہے اور لکھا ہے کہ آپ کی اولاد کا ذکر اسی قدر معلوم ہوا اس کے
بعد کی اولاد کا ذکر نہ مل سکا تذکرہ انساب میں مولانا کی دختر کا
ذکر مرقوم ہے بی بی امت الحبیب کا مفصل تذکرہ تحریر نہیں ہے۔
کہ وہ کہاں بیاہی گئیں آیا صاحب اولاد ہوئیں یا نہیں مولانا کے

بیٹے کا ذکر ہے۔ مگر بی بی امت الرحمٰن سے اولاد کا ہونا تحریر ہے اور فرزند بھی اسی بی بی سے تھے لکھا ہے۔ واللّٰہ اعلم بالصواب ؕ

مولانا حبیب اللہ ابن ملا احمد ابن خلیل اللہ کا انتقال یکشنبہ ۹ رشعبان سنہ ۱۱۰۱ھ کی آخری رات میں بیجاپور میں ہوا اور دوشنبہ کے دن مدفون ہوئے۔ مولانا کی وفات کے بعد آپ کے فرزند محمد صبغۃ اللہ عرف شاہ صاحب نے مولانا کے مرقد پر خوشنما گنبد تعمیر کروایا۔

مصنف تاریخ اولیائے دکن جناب عبدالجبار خاں ملکاپوری نے مولانا کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین شہید کربلا تک اس طرح منتہی کیا۔

نسب نامہ

مولانا حبیب اللہ ابن ملا احمد ابن مولانا خلیل اللہ ابن شاہ محمد حسینی قادری ابن شاہ خلیل اللہ حسینی القادری ابن محمد المجی ابن سید علی ابن سید عبداللطیف ابن معین ابن خطیر الدین ابن شاہ اسمٰعیل ابن بایزید پارسا ابن خواجہ فرید الدین عطار ابن احمد صادق ابن تقی الدین ابن محمد تقی ابن ابوبکر ابن حضرت اسمٰعیل ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین شہید کربلا ابن علی کرم اللہ وجہہ۔

خانوادہ قاضی بدرالدولہ میں اس طرح نسب نامہ نوایطہ ہے۔

مرقوم ہے۔ مولانا حبیب اللہ ابن ملا احمد ابن خلیل اللہ ابن قاضی احمد ابن فقیہ ابو محمد ابن فقیہ مخدوم اسمٰعیل ابن فقیہ مخدوم اسحٰق ابن فقیہ عطا محمد نائطی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہیں تک اسماء انساب مرقوم ہیں اس کے آگے کے نام نہیں ہیں۔ تذکرۂ آل زبیر میں بھی مولانا حبیب اللہ کو نوایطہ بتایا ہے۔ اور محمد حسین صاحب (امام المدرسین) بیدر کا بھی ذکر ہے جو خانوادہ قاضی بدرالدولہ میں بھی محمد حسین صاحب کا تذکرہ ص۵۳ پر کیا گیا ہے۔ مولوی محمد حسین مدرس بیدر مولانا محمد زبیری خورد کے مرید و خلیفہ اور شاگرد تھے۔ مدرس صاحب کا مزار بیدر میں ہی واقع ہے اور مولانا محمد زبیری خورد کا مزار بیجاپور میں تھال باوڑی پر واقع ہے۔ مولانا محمد زبیری خورد کی وفات ۲۳ رشوال سنہ ۱۰۳۰ھ کو ہوئی۔

حضرت مولانا حبیب اللہ قدس اللہ سرہٗ کے فرزند شاہ محمد صبغۃ اللہ عرف شاہ صاحب کی وفات ۳ر رجب سنہ ۱۱۰۲ھ کو پچاس برس کی عمر میں ہوئی اپنے والد مولانا حبیب اللہ کے گنبد میں والد کے بازو مغرب میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

ہم نے بیجاپور کے اولیائے کرام کے حالات میں ایک کتاب موسوم بہ بستان العارفین بیجاپور سنہ ۱۳۸۲ھ میں لکھی ہے۔ جس میں تمام اولیائے بیجاپور کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس جگہ صرف حضرت معشوق منقبت سے تعلق رکھنے والے اولیا کا تذکرہ کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس متبرک کتاب کو ختم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی

جناب میں دعا ہے کہ اس ناچیز تصنیف کو چھپواکر عوام اور خواص میں مقبول کراکر شہرت عام بخشے آمین ثم آمین ۔

حضرت معشوق آلہی کے خلفا کی فہرست درج ذیل ہے :-

(۱) سید شاہ قاسم قادری برادر خورد
(۲) سید عبدالقادر قادری فرزند سجادہ نشین
(۳) شیخ اسمعیل محدث
(۴) سید عبداللہ بردم
(۵) سید عبداللہ عیدروس
(۶) سید عبداللہ مقبل
(۷) مولانا سید میر محمد صالح خطیب
(۸) قاضی ابراہیم زبیری
(۹) مولانا محمد زبیری کلاں
(۱۰) سید اسداللہ گجراتی
(۱۱) اخلاص خان وزیر
(۱۲) سید ابوبکر بالفقہ
(۱۳) مولانا محی الدین قادری
(۱۴) شیخ فرید
(۱۵) سید محمد تعظیم ترک
(۱۶) سید محمد بخاری
(۱۷) سید منجہن بخاری
(۱۸) سید عتیق اللہ قادری
۱۹۔ سید علاء الحق قادری

خاتمہ کتاب تذکرہ معشوقیہ بیجاپور قدس اللہ سرہ

قطعہ

نشان رہ نتواں دید جز بدیدۂ پاک — کہ آفتاب شناسی بہ بے بصر نہ رسد
بہ بین وگرنہ ملامت بدیدۂ نادان کہ — زبان تپ زدہ را طعمہ بر شکر نہ رسد

طبقات عادل شاہی

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

فقیر حقیر میراں احمد الدین ابن سید شاہ مرتضی قادری سجادہ نشین

گومری شریف وگچی محل بیجاپور وغیرہ

طبقہ اوّل عادِلشاہیہ

سُلطان یوسف عادلشاہ عثمانی[1]

بُوئے پیراہن یوسف زجہان گم شدہ بود
عاقبت سرز گریبان تو بیرون آرد

اوستاد حسین قزوینی جو مشہور سازندہ اور گلوکار تھا اس نے یوسف عادل شاہ کے حضور میں مذکورہ بالا شعر نہایت بہترین ترنم سے سُنایا بادشاہ کو اُس کا گانا بجانا بے حد پسند آیا جس کی خوشی میں بادشاہ نے چھ ہزار ہن بطور انعام عطا فرمائے۔

یوسف عادل شاہ عثمانی کا نسبؔ اور خاندانی حالات

سلطان یوسف عادل شاہ ابن سلطان مراد خاں ثانی ابن سلطان محمد خاں ابن سلطان بایزید یلدرم ابن سلطان مراد خاں اول ابن سلطان ارخان ابن سلطان عثمان خان بانی سلاطین عثمانیہ بن ارطغرل بن سلیمان شاہ سپہ سالار علاءالدین سلجوقی ابن قتبا۔

سلیمان خاں بن قتبا جد عادل شاہان

سلیمان ساتویں صدی ہجری میں اپنے قبیلہ کا

---

[1] تاریخ فرشتہ، تاریخ اسلام اکبر شاہ خان، تاریخ ملت مکمل، تاریخ اسلام شوکت علی فہمی۔

سردار تھا۔ چنگیز خاں کے حملے اور اُس کے ظلم و ستم سے بچنے کیلئے اپنی فوجی قوت کو بڑھایا اور اپنے قبیلہ کو بلا ضرورت نقصان اُٹھانے سے بچا لیا اسی دوران مغلوں نے سلجوقی سلطان علاء الدین کیقباد کی سلطنت پر حملہ کر دیا سلجوقی سلمان تھے اور مغل کافر یہ اطلاع سلیمان کو ملتے ہی وہ سلجوقی سلطان کی مدد کے لیے نکلا اپنے بیٹے ارطغرل کو ۴۴۴ مجاہدین کا دستہ دیکر بطور ہراول روانہ کیا۔ عین لڑائی کے موقع پر دستے نے میدان جنگ میں پہنچ کر داد شجاعت دی اور مغلوں کو شکستِ فاش ہو گئی۔ سلطان کیقباد سلجوقی کو فتح نصیب ہوئی سلطان ارطغرل سے مل کر بہت خوش ہوا سلیمان خاں بھی اپنی پوری فوج کے ساتھ آ کر سلطان سلجوقی سے مل گیا۔ سلطان نے سلیمان کو اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا اور اُس کے بیٹے کو قصبہ سکودار اور طومانج کا سرسبز اور زرخیز خطہ عطا کیا۔ یہ جگہ دریائے سکاریہ کے کنارے روی سرحد کے متصل واقع تھی اس کو قریحبیہ ایکٹیٹس بھی کہتے ہیں سلطان سلجوق نے ارطغرل کو اوج بک کا خطاب بھی عطا کیا اور اُن حدود و علاقہ کا سپہ سالار بھی مقرر کیا ارطغرل نہایت بہادر رحم دل متواضع تھا ارطغرل نے نوّے برس کی عمر میں سنہ ۶۸۷ھ م ۱۲۸۸ء میں بمقام سغوت انتقال کیا اور وہیں دفن ہوا۔ ارطغرل کا باپ سلیمان خاں معہ فوج کے سفر کر رہا تھا دریائے فرات کو عبور کرتے ہوئے دریا میں ڈوب کر مر گیا۔

عثمان خاں بانیٔ دولت عثمانیہ ترکیہ

عثمان خاں سنہ ۶۵ھ میں پیدا ہوا ارطغرل کی وفات کے وقت عثمان خاں کی عمر تیس برس کی تھی۔ شاہ قونیہ نے ارطغرل کی پوری جائیداد بلا کم و کاست عثمان خاں کے نام بحال رکھی غیاث الدین کیخسرو بادشاہ قونیہ نے اپنی بیٹی سے عثمان خاں کی شادی کر دی۔ اس شہزادی کا نام کرمال خاتون تھا۔

غیاث الدین کیخسرو مغلوں کی ایک لڑائی میں قتل ہو گیا اس سلجوقی سلطان کو نرینہ اولاد نہ تھی صرف ایک لڑکی ہی تھی جو عثمان خاں کی بیوی تھی سلطان کی وفات کے بعد اراکین دولت سلجوقیہ نے عثمان خاں کو بحیثیت قائم مقام سلاطین سلجوقیہ تخت پر بٹھا دیا۔ اسرائیل بن سلجوق کی اولاد نے اپنی سلطنت سنہ ۴۷۰ھ میں قائم کی تھی۔ وہ سنہ ۶۹۹ھ میں ختم ہو کر بنام سلطنت عثمانیہ قائم ہو گئی خلفائے ترک اسی عثمان خاں بانی سلطنت عثمانیہ ترکیہ کی اولاد سے تھے۔ سلجوقی شہزادی کے بطن سے عثمان خاں کو دو فرزند ہوئے۔ پہلا فرزند علاء الدین خاں خدارسیدہ تھا اس نے اپنے چھوٹے بھائی اورخان کو اپنا ولی عہد بنایا۔ دوسرا بیٹا اورخاں تھا۔ عثمان خاں نے ۲۱ر رمضان ۷۲۶ھ کو بمقام بروصہ انتقال کیا اور وہیں دفن ہوا۔ سلطان عثمان خاں نے مرتے وقت اپنے چھوٹے بیٹے اورخان کو اپنا جانشین بنانے کی وصیت کی تھی۔

حسب وصیت امرائے سلطنت نے اورخان کو بروصہ میں
تخت نشین کیا۔

سلطان اورخان ابن سلطان عثمان خاں

یہ بادشاہ اپنے باپ سلطان
عثمان خاں کی وصیت کے مطابق ۷۲۶ھ میں بمقام بروصہ
تخت نشین ہوا۔ اس کے دور میں بہت سے علاقے فتح ہو کر
اسلامی قلمرو میں داخل ہوئے یہ سلطان نہایت بہادر اور نیک دل
تھا اور علماء و مشائخ کو دوست رکھتا تھا اورخان نے اپنے
بڑے بھائی علاء الدین کو اپنا وزیر اعظم بنایا اس نے بہ مجبوری
وزارت کا عہدہ قبول کیا اور بہت نیک نامی اور وفاشعاری سے
وزارت عظمیٰ کے فرائض انجام دیئے۔ وزیر اعظم علاؤالدین کی وفات
کے بعد سلطان اورخان نے اپنے بڑے بیٹے سلیمان پاشاہ کو
وزیر اعظم بنایا۔ سلیمان نے اپنے چچا کے قدم بہ قدم امور وزارت
بڑی خوبی سے انجام دیئے۔

قیصر روم نے اپنی بیٹی تھیوڈورا کو سلطان اورخان کے بیاہ
میں فخریہ دیا۔ اس وقت سلطان اورخان کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔
سلطان اورخان کا ہر دلعزیز بہادر بیٹا سلیمان پاشاہ ایک
روز ۷۵۸ھ میں باز کا شکار کر رہا تھا کہ گھوڑے سے گر کر فوت
ہو گیا اورخان نے سلیمان پاشاہ کی نعش کو درہ دانیال کے پار

یورپ کے ساحل پر جس کو سلیمان پاشاہ نے بزور شمشیر فتح کیا تھا
بروصہ سے لیجا کر دفن کیا تا کہ ترکوں کو ساحل یورپ کے چھوڑنے
اور وہاں سے پیچھے ہٹنے کا خیال نہ آئے۔ سلطان اورخان اپنے
چہیتے بیٹے سلیمان پاشاہ کے غم میں بیمار ہو کر ۷۶۱ھ میں ۳۴ سال
حکومت کر کے ۷۵ پچھتر برس یا بقولی ۸۲ بیاسی سال کی عمر میں
بمقام بروصہ انتقال کر گیا اور بروصہ ہی میں دفن ہوا۔

سلطان مراد خاں اول

سلطان مراد خاں اول ۷۲۶ھ میں پیدا ہوا اور چالیس برس کی عمر میں
باپ کی وفات کے بعد بمقام بروصہ ۷۶۱ھ میں تخت نشین ہوا
یہ سلطان بھی بہت دلیر اور فاتح تھا پینتالیس برس حکومت کرنے
کے بعد ۶۵ برس یا ۶۳ برس کی عمر میں میلوچ نامی شخص جس نے
دھوکہ سے سلطان کو زخمی کیا تھا اسی زخم کی وجہ بہ مقام کسوور
۷۹۱ھ داعی اجل کو لبیک کہا اور وہاں سے اس کی نعش کو بروصہ
لاکر دفن کیا گیا۔ جونہی سلطان مراد نے جام شہادت نوش کیا اسی
وقت سرداران فوج نے سلطان کے بڑے بیٹے بایزید یلدرم کے ہاتھ پر
بیعت کر کے اس کو اپنا سلطان بنا لیا۔

سلطان بایزید یلدرم

بایزید یلدرم سلطان مراد اول کا بڑا
بیٹا تھا۔ میدان جنگ میں بہ مقام
کسوور ۷۹۱ھ کو سلطان مراد کی شہادت کے بعد بادشاہ بنا۔

یہ سلطان نہایت بہادر اور فاتح تھا۔ اِس نے صلیبی جنگوں میں حصہ لیا۔ یہ سلطان ایسا بہادر اور رحم دل تھا کہ اپنے دشمن کے بادشاہ اور سپہ سالار گرفتار ہو کر آتے تو وہ اُنہیں عزت کیساتھ رہا کر دیتا تھا۔ نکوپولیس کے میدان جنگ میں ۲۵ شہزادوں کو گرفتار کیا اور پھر سب کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ جاؤ پھر دوبارا میرے مقابلے کی تیاری کرو۔

یہ اسلامی فاتح دنیائے عیسائیت کو مٹانے کے درپے تھا اُسی دوران میں اور ایک اسلامی فاتح امیر تیمور عیسائیوں کی پشت پناہی کرنے لگا۔ امیر تیمور کے مقابلے میں سلطان بایزید یلدرم شکست کھا کر گرفتار ہوا۔ تیمور نے اس شیر دل سلطان کو لوہے کے پنجرے میں قید کر دیا۔ یہ حرکت امیر تیمور کے شریفانہ اخلاق پر ایک بدنما سیاہ دھبہ بنکر رہ گئی۔

سلطان بایزید یلدرم اسی قید و بند آہنی میں آٹھ مہینے زندہ رہ کر انتقال کیا۔ سلطان کی وفات سـ۸۰۵ھ میں ہوئی اس کی نعش کو تیمور نے اُس کے وارثوں کو دیدیا جنہوں نے بروصہ لاکر دفن کر دیا۔

سلطان محمد خاں اوّل | سلطان بایزید یلدرم کے چھٹے یا سات بیٹے تھے۔ باپ کی گرفتاری کے بعد وہ متفرق علاقوں پر حکومت کر رہے تھے سلطان محمد بن بایزید یلدرم

اُن سب سے چھوٹا مگر شجاعت و بہادری میں بے نظیر اور علمی لیاقت میں یکتا تھا۔ بھائیوں کے ساتھ جنگ انگورہ کے بعد گیارہ برس تک لڑتا رہا۔ آخر کار تمام بھائیوں پر غلبہ حاصل کر کے بادشاہ بن گیا۔ سلطان محمد خاں اول سـ۱۳۷۹ء میں پیدا ہوا اور سـ۱۴۱۶ء میں اپنے سلطان ہونے کا اعلان کیا۔ امیر تیمور کی وجہ سے جو علاقے نکل گئے تھے اس لئے وہ دوبارہ حاصل کر لئے اس نے سلطنت عثمانی کو دوبارہ زندہ کر کے مستحکم اور مضبوط بنا دیا۔

اِسلام کی ترقی و اشاعت اپنے اب و جد کی طرح کرنے لگا۔ اس نے اکتالیس سال کی عمر میں سـ۱۴۲۱ء میں وفات پائی اور بروصہ میں مسجد خضرا کے قریب دفن ہوا۔ اس مسجد کو اُسی نے تعمیر کروایا تھا۔ بعض تاریخوں میں سـہ وفات سـ۱۴۲۵ھ لکھا ہے۔ اور مرض وفات سکتہ بیان کیا ہے۔

سُلطان مُراد خان ثانی | یہ سلطان سـ۱۴۰۴ء میں پیدا ہوا اور اپنے باپ محمد خاں اول کے بعد سـ۱۴۲۵ء میں تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا یہ سلطان نہایت عادل و با دل تھا۔ اس کے عدل و انصاف کی تعریف دوست دشمن بھی کرتے ہیں۔ یہ سلطان نہایت شجاع اور عادل فرماں روا تھا۔ وہ کشادہ دل مستقل مزاج، عالم، رحم دل، پابند مذہب اور فیاض تھا۔ اس نے کئی لڑائیاں لڑیں اور عیسائی ممالک

فتح کرکے اپنی سلطنت میں شامل کئے اور انچاس برس کی عمر میں تیس سال چھ مہینے آٹھ روز تک فرماں روائی کرکے در محرم ۸۵۵ ہجری مطابق ۱۴۵۱ء کو بمقام ادرنہ وفات کر گیا نعش بروصہ لاکر دفن کی گئی۔

اسی سلطان مراد خاں ثانی سے سلاطین عادلشاہیہ بیجاپور کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ سلطان مراد خاں ثانی کو دو بیٹے تھے اوّل سلطان محمدؐ ثانی فاتح قسطنطنیہ۔ دوم مصطفیٰ۔ سلطان مراد کی وفات کے بعد سلطان محمدؐ ثانی تخت نشین ہوا تو امرائے سلطنت نے سلطان سے عرض کیا کہ آپ کے دادا سلطان بایزید یلدرم کے زمانہ میں اُن کے تخت نشین ہوتے ہی اُن کے بھائی نے بغاوت کرکے سلطنت کو بہت نقصان پہنچایا تھا اس لئے ہمارا مشورہ ہے کہ چھوٹے شہزادہ مصطفیٰ کو قتل کر دیا جائے سلطان محمدؐ نے منع کیا مگر امرائے سلطنت نے نہ مانا اور سلطان کو قتل برادر پر آمادہ کرکے محل سلطانی پر آئے اور شہزادہ کی ماں سے شہزادہ کو طلب کیا ملکہ سلطان مراد ثانی نے ایک دن اور رات کی مہلت طلب کی چنانچہ مہلت دی گئی ملکہ نے اپنے معتبروں کو خواجہ عمادالدین گرجستانی تاجر ساکن ساوہ کو جو ہمیشہ ایران سے اچھی اچھی اشیا لاکر روم میں بیچا کرتا تھا بھیج کر بلا لیا اور اُس سے رازداری میں کہا کہ کوئی غلام بچے فروختنی ہیں تم میرے پاس اسی وقت لے آؤ خواجہ عمادالدین محمود نے

اُسی وقت پانچ غلام گرجی اور دو غلام جرگس حاضر کئے۔ دو جرگس غلاموں میں سے جس کا نام یوسف تھا شہزادہ مصطفیٰ سے مشابہت رکھتا تھا خرید لیا اور شہزادہ کو خواجہ عمادالدین محمود کے حوالے کیا اور تمام باتیں مخفی میں قتل شہزادہ کی بتلا دیں اور کہا کہ جلد سے جلد اسی رات شہزادہ کو غلامانہ لباس پہنا کر لیجا میں ہر سال تجھے اس بچے کے پرورش کے اخراجات روانہ کرتی رہوں گی۔

الغرض خواجہ عمادالدین محمود گرجستانی اُسی رات بغداد کی جانب چل پڑا۔ خداوند کارساز سے منت مانی کہ اگر میں شہزادہ کو لیکر سرحد ایران پر پہنچوں تو میرے مال کا پانچواں حصہ حضرت شیخ صفی کی درگاہ کی زیارت کرنے والوں کو دیدوں گا۔

الغرض دوسرے روز ارکان سلطنت سلطان محمدؐ ثانی فاتح قسطنطنیہ نے حرم سرا کے دروازہ پر آکر شہزادہ کو طلب کیا ملکہ نے اُس خریدے ہوئے بچے کی نعش باہر بھیجدی ارکان سلطنت نے شہزادہ کا جنازہ سمجھ کر دفن کر دیا۔

خواجہ عمادالدین محمود نے جب عجم کی سرحد پر قدم رکھا تو پہلے حضرت شیخ صفی رحمتہ اللہ کی درگاہ مقدس پر پہنچ نذر پوری کی۔ اور شہزادہ کو شیخ صفی کے عقیدتمندوں کے زمرہ میں داخل کر دیا۔ جب خواجہ عمادالدین محمود شہر ساوہ میں پہنچا تو شہزادہ کو اپنا راز پوشیدہ رکھنے کی سخت تاکید کی دوسرے سال شہزادہ کی ماں بیٹے کی یاد میں بیتاب ہوئی

اور اپنے ایک خاص آدمی کو ایلچی بنا کر تحقیق حال کے لئے روانہ کیا
اُس نے ایران آکر یوسف کی خیریت معلوم کی اور شہزادہ کا رقعہ لے کر
روم کی جانب روانہ ہوا۔ راستہ میں بیمار پڑ گیا ڈیڑھ برس تک
علالت کی وجہ روم نہ جا سکا۔ تیسرے سال خیریت فرزند اور خط
فرزند اس کی ماں کے پاس پہنچایا مخدومۂ جہاں فرزند کی خیریت
اور خط دیکھ کر شکر بجالائی اور نذر و نیاز ادا کر کے محتاجوں اور
مستحقوں کو مالامال کر دیا۔

یوسف عادل شاہ کسی آنا کو اس کے بیٹے غضنفر آقا کے ساتھ
کر کے پہلے شخص کے ہمراہ ساوہ کی جانب بھیجا ان ایام میں خواجہ
عمادالدین محمود ہندوستان گیا ہوا تھا۔ یہ لوگ اُس کے گھر
آکر ٹھیرے خواجہ کی بیوی ان لوگوں کے رہن سہن گفتار کردار
اطوار و عادات سے حقیقت حال سے واقف ہوئی اور یہ راز فاش
ہو گیا۔ الغرض یوسف اور حاکم ساوہ کے لوگوں میں ایک سنار کے
بیٹے کی وجہ سے لڑائی ہو گئی جس کی وجہ یوسف ساوہ چھوڑ کر شہر
قم چلا گیا اور ارادہ کر لیا کہ جب تک ساوہ کا حاکم معزول نہ ہو۔
ساوہ نہ جائے۔ وہاں سے کاشان اصفہان کی سیر کر کے شیراز گیا
وہاں ساوہ کے حاکم کی معزولی کی خبر سن کر ساوہ جانے کا ارادہ
کیا۔ ناگاہ حضرت خضر علیہ السلام نے خواب میں آکر فرمایا کہ اے یوسف
تو ہندوستان کی جانب جا وہاں تجھے بادشاہی ملنے والی ہے آخر کار

یوسف معہ خواجہ محمود گرجستانی ۸۶۷ھ میں ہندوستان کی جانب
براہ مصطفیٰ آباد دابل (کراچی) ہندوستان چلا آیا۔ وہاں بھی حضرت
خضر نے بشارت و خوشخبری دی دوبارہ یہ غیبی اشارہ ملنے سے
دل کو فرحت حاصل ہوئی۔ خواجہ عمادالدین محمود گرجستانی بندر دابل میں
طریقہ تجارت میں مشغول تھا۔ محمد آباد بیدر کی جانب آگیا وہاں اُس کا
مربی خواجہ جہاں گاواں گیلانی اعمال شاہی سے تھا یوسف کی
عمر سترہ برس کی تھی اُس نے خواجہ عماد سے عرض کیا کہ آپ سفارش
کر کے مجھے شاہی ملازمت دلوا دیں۔ خواجہ نے پہلے تو انکار کیا۔
جب زیادہ اصرار کیا تو خواجہ محمود گاواں نے یوسف کی سفارش
کر دی۔ محمود گاواں نے نظام شاہ بہمنی اور اُس کی ماں مخدومہ
جہاں سے عرض کیا اور اُس غلام چرکس یعنے یوسف کو فروخت
کروا کے زر کثیر خواجہ عمادالدین محمود کو دلوایا۔ یوسف عادلشاہ کو
ساوی بھی کہتے ہیں کیوں کہ وہ ساوہ سے ہندوستان آیا تھا۔
یہاں کے لوگ ساوی کو سوائی کہنے لگے سوائی کے معنے سوا چار کے
ہوتے ہیں اس سے یہ مراد بھی لیجاتی ہے کہ یوسف عادل شاہ
طاقت و شمشیر زنی اور ملک گیری میں دکن کے فرماں رواؤں میں
سوا چار حصہ بڑھ چڑھ کر تھا۔

خواجہ محمود گاواں نے مخدومہ جہاں سے سفارش کر کے عزیز خاں
میر آخور یعنے اصطبل کے داروغۂ شاہی کے حوالے کیا اور اُس نے

اپنے پورے کاروبار یوسف کے سپرد کر دیئے۔ یوسف اصطبل کے ضروری امور کے سلسلہ میں کئی دفعہ سلطان محمد شاہ بہمنی کے حضور میں حاضر ہوا۔ عزیز خاں کے فوت ہونے پر خواجہ محمود گاواں کی سفارش سے سہ صدی کے منصب پر فائز ہو کر اصطبل کی ملازمت پر سر بلند ہوا۔ بہمن متصدی اور یوسف میں ناچاقی رونما ہونے سے مستعفی ہو گیا اور نظام الملک ترک کے ملازموں میں شریک ہو کر اس کی سفارش سے پانصدی منصب پر فائز اور عادل خاں کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ نظام الملک ترک قلعہ کھرکہ کی لڑائی میں مارا گیا تو یوسف عادل خاں نے تمام راجپوتوں کو بزور شمشیر قتل کر کے کھرکہ فتح کیا اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ اسباب مال غنیمت سلطان محمد شاہ بہمنی کے حضور میں حاضر کیا اور امرائے ہزاری میں داخل ہوا ترقی کرتے کرتے امرائے سلطنت میں شریک ہو گیا۔

اس نے ۸۹۵ھ یا ۱۴۹۰ء ہجری میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر کے عادل شاہ کا لقب اختیار کیا اور خطبہ میں اپنا نام پڑھوایا۔ تقریب پانچ ہزار ترک اور غریبوں نے اس کی بادشاہت تسلیم کی یوسف عادل شاہ نے بہت سا ملک سلطان محمود بہمنی کی سلطنت سے بزور شمشیر حاصل کر لیا۔

چنانچہ یوسف عادل شاہ بمقام گوگی تخت شاہی پر بیٹھا اور بیجاپور کو اپنا پایہ تخت بنایا۔

یوسف عادلشاہ بھی اپنے اسلاف کی طرح بہادر شجاع رحم دل اور صاحب سیف تھا اور شیعہ مذہب رکھتا تھا۔

حضرت شیخ جلال المشہور چندا حسینی کا مرید و معتقد تھا

جس طرح اس کے دادا عثمان خاں نے سلطنت عثمانیہ کی بنیاد رکھی ٹھیک اسی طرح یوسف نے عادلشاہی کو قایم کیا جو ہندوستان کے دکنی علاقہ پر نہایت جاہ و جلال سے قایم ہو گئی۔

یوسف عادلشاہ مرض سوداستقینہ میں گرفتار ہو کر ۹۱۶ ہجری میں انتقال کر گیا اور اس کے حسب وصیت اس کی نعش کو اس کے پیر و مرشد شاہ چندا کے مزار کے پہلو میں بمقام گوگی دفن کیا گیا یوسف عادلشاہ نے بائیس سال دو مہینے حکومت کی۔

یوسف عادل شاہ نے مکند راؤ کی بہن سے عقد کر کے پونجی خاتون نام رکھا۔ جس کے بطن سے ایک بیٹا اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں بیٹے کا نام اسمٰعیل عادل شاہ پہلی بیٹی مریم سلطانہ زوجہ برہان نظام شاہ دوسری۔ خدیجہ سلطان زوجہ شیخ علاء الدین عماد الملک تیسری بی بی ستی شاہ محمد بہمنی کے بیٹے کی زوجہ تھیں

یوسف عادل شاہ کی وفات کے بعد اسمٰعیل عادل شاہ تخت نشین ہوا۔

تذکرہ شاہ چندا حسینیؒ مرشد یوسف عادلشاہ بیجاپور

حضرت شاہ چندا حسینی کا

نام جلال الدین ہے۔ صاحب تاریخ الاولیاء ہند نے بحوالہ مجمع الانساب تصنیف سیّد محی الدین قادری پیرزادہ گوگی محل بیجاپور آپ کا سلسلہ نسب اس طرح لکھا ہے۔

سیّد جلال الدین المعروف شاہ چندا حُسینی گوگی ابن سیّد علی جہان شیر ابن سیّد خضر ابن سیّد محمد ابن سید احمد ابن سیّد یحیٰی ابن سیّد زید ابن سیّد حسین ابن سید سراج الدین ابن سید شرف الدین ابن سیّد زین الدین ابن سیّد ابوالحسن ابن سیّد عبداللہ ابن سیّد محمد ابن سیّد عمر اسرار اللہ ابن سیّد یحیٰی ابن سیّد حسین الدمعہ ابن سیّد ابوالحسین ابن سید اصغر ابن سیّد علی اصغر ابن سیّد امام زید ابن سید زین العابدین ابن سیّدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آپ کے دست مبارک پر ہزاروں بندگان خدا توبہ کرکے مشرف باسلام ہوئے آپ کی ذات سے صدہا کرامات ظاہر ہوئے ہیں آپ کا مشرب چشتی تھا چھے واسطوں سے خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کو پہنچتے ہیں۔ آپکا دوسرا خرقہ اس طرح ہے شیخ چندا نے مخدوم شیخ عارف بن ضیا سے خرقہ لیا عارف نے مخدوم شیخ فرید الدین ضیا سے ان کو مخدوم شیخ سعد زنجانی سے ان کو مخدوم علاؤالدین ملک گنج سے ان کو مخدوم شیخ اخی سراج سے ان کو مخدوم شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے ملا ہے شاہ چندا بزمانہ

سلطنت یوسف عادل شاہ گوگی تشریف لائے شاہ صاحب شیعہ مذہب کے تھے چونکہ یوسف عادل شاہ بھی شیعہ مذہب رکھتا تھا آپ کا معتقد و مرید ہوگیا اور آپ کی خدمت جان و دل سے کرتا تھا۔

حضرت شاہ چندا نے ۱۰ شعبان المعظم ۹۵۵ھ ہجری کو وصال فرمایا آپ کی درگاہ گوگی میں زیارت گاہ عوام و خواص ہے یوسف عادل شاہ نے آپ کا مقبرہ بنوایا۔ یوسف عادل شاہ کے عہد حکومت میں انتقال کرنے والوں میں سے مخدوم شیخ سراج اور مخدوم شیخ الاسلام شیخ کنجگی اور شاہ چندا ہیں۔

یوسف عادل شاہ نے قلعہ ارک بیجاپور بنوایا اور ایک مسجد بھی قلعہ ارک کے اندر بنوائی جس کو مسجد بلایان کہتے ہیں قلعہ بلگاؤں اور قلعہ پنہ ینڈہ قلعہ میرج قلعہ شولاپور اور احمد نگر کا قلعہ بیدر کا قلعہ فرخ محل موضع فتح پور انند محل کے قریب والی مسجد اور گگن محل اسی بادشاہ کے دور حکومت میں بنوائے گئے تھے۔

طبقۂ عادل شاہیہ دوم

سلطان اسمٰعیل عادل شاہ ثانی اسمٰعیل عادل شاہ صغیر سن تھا۔ بقول صاحب تاریخ مختصر ۲۳ سال ولبقول صاحب واقعات مملکت بیجاپور ۱۲ یا ۱۳ سال تھی۔ اس لئے

اختیارات سلطنت کمال خاں دکنی کے سپرد کئے گئے اس لئے
اس پر اعتبار کیا گیا تھا کہ مرحوم سلطان نے مرض الموت کے
وقت وکالت سلطنت کا کام اس کے ہی سپرد کیا تھا۔

کمال خاں نے پہلے پہل وفاداری و نیک نامی سے امور سلطنت
کو انجام دیا۔ فرنگیوں سے خوب لڑا اور قلعہ گوا پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔
پرتگالیوں سے اس بات پر صلح کر لی کہ وہ گوا کے سوائے دوسرے
علاقوں پر حملہ نہ کریں۔ صاحب تاریخ فرشتہ پرتگالیوں کے عہد و
شرط کی وفاداری میں لکھتا ہے کہ قوم پرتگال تصادی تا وقت
تحریر کتاب تاریخ فرشتہ قلعہ گوا پر قابض ہیں اور پرتگالی اپنے
کئے ہوئے وعدہ پر مضبوطی سے قائم ہیں۔

کمال خاں دکنی پرتگالیوں سے صلح کر لیکر اطمینان کے ساتھ
امور وزارت انجام دینے لگا جوں جوں کمال خان کے اثرات
ملک و حکومت پر بڑھتے گئے اس کے دل میں بھی غداری کا خیال
آگیا اور سلطان اسمعیل عادلشاہ اور اس کی ماں پونجی خاتون کو
قلعہ ارک میں قید کر دیا اور ان کی نگرانی اپنے بیٹوں کے سپرد کی۔
پونجی خاتون کو جب اس بات کی اطلاع ملی کہ اسمعیل عادلشاہ
خطرہ میں ہے۔ تو اس نے حکمت عملی سے کمال خاں دکنی کو قتل کروا لیا
پھر اسمعیل نے دربار عام کیا اور تمام رعایا نے نذریں گذرانیں
جو اپنے وفاداروں کو انعام و اکرام سے نوازا اور خصوصاً پنجومیاں

قوم برہمن کمال خاں دکنی کو دھوکہ دیکر وقت و ساعت دراز
بتلایا تھا۔ بے حساب عطیات و انعام سے سرفراز کیا۔ خرد
ترک کو جولار سے بیجاپور آیا تھا اور غلامان عادلشاہی کے
زمرہ میں رہ کر کمال خاں دکنی کے دفعیہ میں کارہائے نمایاں
انجام دئے تھے۔ اسد خاں کے خطاب سے سرفراز ہو کر بلگام اور
اس کے اطراف کا علاقہ جاگیر میں پایا۔ سلطان اسمعیل عادلشاہ
نے کئی لڑائیاں لڑیں جن میں مشہور لڑائی جنگ رایچور ہے۔
جس میں اسمعیل عادلشاہ کو سخت شکست ہوئی قلعہ رایچور اور
مدگل ہاتھ سے نکل گئے۔ اس کے بعد قاسم برید کے ساتھ جنگ ہوئی
اسد خاں نے قاسم برید کو اس کے لشکر کے درمیان سے اٹھا لایا
کیونکہ وہ نشہ میں بیہوش پڑا تھا۔ خان موصوف اس کے لشکر میں
چند سپاہیوں کو لیکر بھیس بدل کر گیا اور اسکا پلنگ اٹھا کر
کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے مثل میت کے لیکر عادلشاہی فوج
میں آیا۔

اسمعیل عادل شاہ نے قسم کھائی تھی کہ قلعہ مدگل و رایچور جب تک
واپس نہ لونگا شراب و کباب سے پرہیز کرونگا آخرکار شاہ
بیجاپور نے قلعہ رایچور و مدگل پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور وہاں سے
واپس بیجاپور آکر اسیر قاسم برید کو قید سے رہا کر کے بیدر کی
حکومت اس کو واپس کر دی۔

راچور کی پہلی لڑائی میں عادلشاہی سپہ سالار نرسوں برہمن دریائے کرشنا میں بوقت بھگدڑ افواج عادلشاہی معہ اپنے رسالہ کے ڈوب گیا جس کا اثر شاہ کے دل پر برسوں رہا اُس کی نعش تلاش کر کے عزیزوں کے حوالے کی جس کو ارک قلعہ کی خندق کے پاس برسم برہمنان جلایا گیا۔ اسمعیل عادل شاہ قلعہ نلگنڈہ کو فتح کرنے کیلئے نکلا تھا کہ راستہ میں آب و ہوا کے تبدیل ہونے سے بیمار ہو کر واپس ہوا۔ اور بروز چہار شنبہ سولہ صفر ۹۴۱ھ ہجری انتقال کیا۔ اسد خاں لاری نے بادشاہ کی موت کو پوشیدہ رکھا اور نعش کو پالکی میں رکھ کر گوگی بھیجدیا جہاں مرحوم سلطان یوسف عادلشاہ کے بازو میں دفن کیا گیا۔

اوصاف سلطان اسمعیل عادلشاہ حلیم و کریم سخی تھا عالی ہمتی سے دخل آمد اور خرچ بے دریغ کرتا تھا اس لئے سلطنت کے اخراجات کافی نہ ہوتے تھے کھانے پینے میں بھی اخراجات کثیر کرتا عفو اور درگذر اُس شاہ ستودہ صفات میں بے حد تھا بڑے سے بڑے دشمن کو معاف کر دیتا اور کہتا العفو زکواۃ الظفر۔ اس شاہ والاجاہ کی عالی ہمتی و فراخدلی کی یہ ایک ادنی مثال ہے کہ مولانا شہید شاعر قمی گجرات سے آکر دربار اسمعیل عادل شاہ میں باریاب ہوا۔ اور شعر و شاعری کے باعث تقرب سلطانی حاصل کیا بادشاہ نے ایک دن اُس کو حکم دیا کہ خزانہ شاہی میں جا اور

جس قدر کہ تو اُٹھا سکتا ہے لیجا۔ مولانا نے کہا کہ میں گجرات سے تھکا ماندہ آیا ہوں طاقت نہیں رکھتا چند روز کی مہلت دیتا تندرستی کے بعد اُٹھا کر لیجاؤنگا۔ شاہ نے فرمایا کہ دو وقت جا اور تو جتنا اٹھا سکتا ہے۔ دو مرتبہ لے آ۔ ملک قمی دو مرتبہ خزانے میں گئے اور ۲۵ پچیس ہزار سونے کے ہن اُٹھا لائے۔

جب قاسم برید کو قید کر کے قلعہ بیدر میں داخل ہوا تو قاسم برید کے فرزندوں نے تمام خزانہ جواہرات وغیرہ معہ بارہ لاکھ ہن پیش کئے۔ شاہ نے علاءالدین عماد شاہ کو فرمایا کہ آپ کو جو چیز پسند ہے اٹھالیں عماد شاہ نے ایک عنبرچہ اٹھا لیا اُس کے بعد بادشاہ نے اسد خاں کو حکم دیا کہ تین لاکھ ہن عماد شاہ کے ملازموں میں تقسیم کریں۔ ایک لاکھ ہن ملو خاں، علو خاں، ابراہیم خاں اور عبداللہ خاں کو دیدے اور خود بھی اسی قدر لے۔ پچاس ہزار ہن سید احمد ہروی کو دے بارہ ہزار ہن مساکین پر تقسیم ہوں اور باقی جو بھی بچے سپاہیوں میں بانٹ دیں۔

چنانچہ سلطان کے بذل و احسان نے ایک تنکا یا ایک حبہ بھی خزانہ میں رہنے نہ دیا سلطان کی زبان سے کسی نے کبھی بخش کلامی نہ سنی۔ سلطان اسمعیل عادلشاہ کو بقول تاریخ فرشتہ چار فرزند تھے۔ ملوخاں توخاں ابراہیم خاں عبداللہ خاں شاہ نے ملوخاں کو تخت نشین کرنے کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ حسب وصیت

سلطانی الوخاں کو عادلشاہ کا لقب دیکر تخت نشین کیا الو عادلشاہ میں لیاقت تاجداری و مرباں روائی نہ تھی حرکات ناشائستہ میں گرفتار ہو کر امورِ ملکی و مالی سے کوتاہی کرنے لگا اور ظلم و زیادتی حد سے تجاوز کر گئی۔ اُس کی دادی پونجی خاتون نے جو مکٹ رائے کی بہن اور یوسف عادلشاہ کی بیوی تھی اس کو معزول کروا کر اس کے بھائی ملو کو مکحول کروا کے قید کر دیا اور ابراہیم عادل شاہ اول تخت نشین کر دیا گیا۔

طبقہ سوم عادل شاہیہ

ابو نصر سلطان ابراہیم عادل شاہ اول

سلطان ابراہیم عادلشاہ نہایت بہادر شجاع و دلیر اور مردِ میدان تھا۔ اس نے اپنی مدت سلطنت میں دس مرتبہ بڑی بڑی لڑائیاں لڑیں اور بذات خود ان لڑائیوں میں شریک رہا مگر ہر مرتبہ شکست کھاتا رہا شیعہ مذہب کا رواج ایک لخت بند کروا کر حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کو اختیار کیا۔

یہ بادشاہ شکی المزاج زود رنج اور کان کا کچا تھا اپنے وفادار سپہ سالار اسد خاں لاری سے محض اس لیئے ناراض ہوا کہ حاسدین نے اس کے متعلق غلط اطلاعیں دی تھیں۔ حالانکہ اسد خاں نہایت وفادار اور نیک سپہ سالار تھا۔

صرف شک کی بنا پر تین مہینے کے اندر چالیس برہمنوں اور ستر مسلمانوں کو جو قرب سلطانی رکھتے تھے قتل کر دیا۔ جب وہ بیمار ہوتا اور طبیبوں کی دوا سے فایدہ نہ ہوتا تو طبیب کو قتل کروا دیتا جو بھی طبیب دوا دیتا اُس سے فایدہ نہ ہوتا تو قتل کر دیا جاتا آخر کار یہ نوبت پہنچی کہ اُس کے حدود سلطنت میں رہنے والے جملہ حکیم اور طبیب ترک وطن کر گئے اور عطاروں نے اپنا پیشہ ترک کر کے دوکانیں بند کر دیں بادشاہ دو سال تک بیمار رہا اور ۹۶۵ھ میں انتقال کر گیا۔ اس سلطان کا جنازہ گوگی لیجا کر اُس کے باپ اور دادا کے بازو دفن کیا گیا۔

اس کی شادی سنہ ۹۵۰ ہجری میں علاءالدین عماد شاہ کی بیٹی رابعہ سلطان سے ہوئی تھی۔ اس کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں اول علی ولی عہد دوم طہماسپ والد سلطان ابراہیم عادلشاہ ثانی دختران بانی بی بی زوجہ علی برید اور ہدیہ سلطان منکوحہ نظام شاہ بحری اس بادشاہ کی مدت سلطنت چوبیس برس اور کچھ ماہ تھی۔

طبقہ چہارم عادل شاہیہ

سلطان علی عادل شاہ اوّل

علی عادلشاہ اول کے متعلق مورخین کا بیان ہے کہ وہ ابھی خورد سال تھا لیکن نہایت ذہین اور فہیم تھا۔

ایک دن سلطان ابراہیم عادلشاہ نے ایک مجلس میں جہاں علی بھی موجود تھا کہا کہ شکر ہے کہ میں اپنے باپ اور دادا کا طریقہ روافض کو چھوڑ کر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی راہ پر گامزن ہو گیا ہوں علی نے کہا کہ جب باپ اور دادا کا طور طریقہ چھوڑنا اچھا ہے تو ہر شخص کو اپنے باپ دادا کا طور طریقہ چھوڑ دینا بھی مبارک ہوگا سلطان ابراہیم عادل شاہ یہ جواب سن کر نہایت غضبناک انداز میں پوچھا کہ تیرا کونسا مذہب ہے۔ شہزادہ علی نے جواب دیا کہ اب تو آپ کا مذہب رکھتا ہوں آگے کا حال خدا جانتا ہے ابراہیم عادلشاہ سمجھ گیا کہ شہزادہ علی شیعہ مذہب کا دلدادہ ہے اس لئے کہ اس کا اتالیق خواجہ عنایت اللہ شیرازی تھا اس نے علما سے فتویٰ حاصل کرکے اس بیچارے کو قتل کروا دیا اور ملا فتح اللہ شیرازی معروف بہ بخاری کو شہزادہ کی تعلیم و تربیت کیلئے مقرر کیا لیکن یہ معلم بھی درپردہ شیعہ مذہب کا پیرو تھا علی عادل شاہ اس استاد شیعہ صفات کو دل و جان سے چاہتا اور اس کی ہر طرح عزت کرتا تھا اتفاقاً درباریوں میں سے چند نے برہان نظام شاہ بحری کے ساتھ بادشاہ کو زہر دینے کا مشورہ کیا اور چاہا کہ اس کے بھائی شہزادہ عبداللہ کو تخت پر بٹھلا دیں اور شیعہ مذہب کا آغاز کریں سلطان ابراہیم عادلشاہ کو جب اس راز کا پتہ چلا تو تمام سازشی درباریوں کو قتل کروا دیا۔

بھائی کی بے گناہی شاہ کو معلوم تھی مگر شک کی وجہ قلعہ پنالہ کی جانب بطور تفریح نکلا شہزادہ عبداللہ بھائی کی آمد سن کر بہت سا مال و زر لیکر گوا بندرگاہ کی جانب چلا گیا شہزادہ علی جو اس وقت جوان تھا اس پر بھی شک کرکے اس کے اوستاد کے ساتھ قلعہ میرج کی جانب بھیجدیا اور قلعہ دار سکندر خاں کو اسکی حفاظت کا حکم دیا اور شیعہ امرا سے شہزادہ کو نہ ملنے دینے کی تاکید کی مگر سکندر خاں قلعہ دار میرج اور اس کا داماد کامل خاں دکنی جو سلطان اسمٰعیل عادلشاہ کے نمک پروردہ اور جان نثار تھے اور شیعہ مذہب رکھتے تھے علی عادلشاہ کی خدمت دل و جان سے کرنے لگے۔ جب سلطان ابراہیم عادلشاہ پر مرض موت طاری ہوا تو اس کو معلوم ہوا کہ شہزادہ علی شیعہ ہو گیا ہے۔ اور شیعہ مذہب کی اذاں دلواتا ہے۔ یہ کیفیت سنکر شاہ نے شہزادہ علی کی بجائے شہزادہ طہماسپ کو اپنا ولی عہد سلطنت بنایا۔ لیکن باوثوق مخبروں سے پتہ چلا کہ وہ بھی شیعہ ہے تو اس نے طہماسپ کو بھی قید کرکے قلعہ بلگام کو بھیج دیا۔ اور تخت شاہی کو خدا کے بھروسہ پر چھوڑ دیا۔ جب اس کا وقت قریب آیا تو محمد کشور خاں جو چند تعلقات کا حاکم تھا بہت سا سونا چاندی وغیرہ بطور نذر لیکر میرج کی جانب نکلا اور قلعہ دار میرج کو لکھا کہ علی کو قید سے نکال کر تاج پہنائے اور شاہی چھتری کے

نیچے لیکر قلعہ سے باہر آئے تاکہ عوام اُس کی بادشاہت قبول کریں
ورنہ اندیشہ ہے کہ بلگام کے اُمرا شہزادہ طہماسپ کو جانشین
بنادینگے اگر ایسا ہوا تو ملک میں ایک بڑا فتنہ ظاہر ہوگا۔ غرض
سکندر خاں قلعہ دار نہ شہزادہ علی کو اپنے داماد کامل خاں کے
تعاون سے لوازمات شاہی کے ساتھ۔ قلعہ سے باہر لایا کشور خاں نے
بلاجھجک نذر گذرانی کر وفاداری کا ثبوت دیا اور سپہ سالاری کا
عہدہ سنبھالا اور لوازمات شاہی کی ضیافت کی۔ ابراہیم عادل شاہ نے
انتقال کیا اور علی عادلشاہ میرج سے بیجاپور آگیا ہے۔ اراکین
سلطنت و عمائدین حکومت نے حضور شاہی میں حاضر ہو کر نذریں
گذرانیں اور محمد کشور خاں کے باغ میں جو بیجاپور کے قلعہ سے ایک
کوس پر ہے نجومیوں کے بتائے ہوئے وقت پر تخت نشین کر دیا
پھر وہ قلعہ بیجاپور میں داخل ہو کر اپنے باپ دادا کے تخت پر
جلوس کیا پہلے جس مقام پر تخت نشین ہوا تھا اس مقام کا
نام شاہ پور رکھا وہ مقام آج بھی شاہ پور کے نام سے مشہور ہے
جہاں حضرت خواجہ امین الدین اعلیٰ قدس سرہٗ اور اُن کے والد خواجہ
برہان الدین جانم اور دادا خواجہ میراں جی شمس العشاق کے گنبد اُسی
ٹیلۂ شاہی پر واقع ہیں جس ٹیلہ پر کہ علی عادل شاہ کلاں نے پہلا
جلوس فرمایا تھا اور اُس درگاہ کو بیجاپور میں درگاہ کلاں بھی
اس وجہ کہتے ہیں کہ وہاں علی عادلشاہ کلاں پہلے پہل تخت نشین ہوا تھا۔

سلطان علی عادلشاہ کلاں نے شیعہ مذہب کی اشاعت میں سرگرم ہو کر
ہر جمعہ میں بارہ اماموں کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ خطبہ سے اصحاب کرام
کے اسماء گرامی کو ساقط کروایا اور سادات علما و فضلا کو
راتب مقرر کروایا اور ایرانیوں کو یومیہ جاری کر دیا۔ بہترین
دانشوروں کو ملازم رکھا تاکہ امور سلطنت میں مددگار رہیں۔
ایک نہایت طاقتور فوج بھی رکھی۔ اُس کے زمانے میں ایران اور
توران اور دوسرے ممالک سے باکمال اور متدین حضرات بیجاپور
آئے ڈیڑھ کروڑ ہن اُس کو وراثت میں ملے تھے اُن تمام کو
سادات مومنین غربا مساکین شہری و دیہی اعلیٰ و ادنیٰ پر خرچ
کر دیا تمام اُس کے خوان سخاوت سے فیضیاب ہوئے۔ اس شاہ
عالی صفات کی سخاوت کا شہرہ نزدیک و دور ہوا گری بھکاری
و سوالی اس کے دور میں باقی نہ رہا بھکاری اور سوالی کو لوگ
دیکھنے کے مشتاق ہو گئے مگر کوئی بھیک منگا نہ ملتا تھا عدل گستری
و رعایا پروری میں یہ بادشاہ رات دن سرگرم رہتا رعایا کے
ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا تھا جس کی وجہ اُس کی واصلات
میں بھی ترقی ہوئی جنگ و جدل کو یہ بادشاہ پسند نہیں کرتا تھا
اُس نے حسن تدبیر سے رائچور، مدگل، ورنگل، کلیانی، شولاپور،
دھونی، دھارور، چندر گری کے قلعوں اور اُس کے تعلقات
کثیر پر قابض ہو گیا کسی بھی زمانہ میں شاہان اسلام نے بنکاپور سے

آگے کا علاقہ فتح نہیں کیا تھا مگر اس بادشاہ نے حکمت عملی کو کام میں لاکر بغیر جنگ وجدل کے اپنے حدود سلطنت وسیع کر لیئے قافیہ اور متوسط اور دوسری چند کتابیں پڑھیں علم منطق اور حکمت کو استادوں سے حاصل کیا اکثر علوم کے مسایل کو بھی جانتا تھا خط نسخ، ثلث اور رقاع خوب لکھتا تھا اور خطوط کے آخر میں اپنا نام اس طرح لکھتا تھا۔ کتبہ علی صوفی قلندر۔ یہ بادشاہ صوفی صفت درویشی کو پسند کرتا تھا اور مشرب طریقت تھا۔ طبیعت کو ہمیشہ خوش رکھتا پاک بین تھا۔ عشق کے ذوق سے بھی باخبر تھا صاحب حیثیت کو اپنے ہم صحبت رکھتا تھا۔

ہمیشہ خوبرویان وزہرہ جبیں حسیناؤں سے اپنی محفل کو منور اور روشن رکھتا تھا۔ یہ بیت ہمیشہ اس کے ورد زبان رہتی تھی۔

مائیم رہیں زمزمۂ عشق نغانے ۔ کز پیداست کہ دیگر بچہ خرسند توان بود

بیجانگر کے رام راج سے دوستی اور رنجش

علی عادلشاہ کلاں جب تخت نشیں ہوا تو محمد کشور خاں اور شاہ ابوتراب شیرازی کو قاصد بنا کر رام راج کے پاس بھیجا۔ رام راج قاصدوں کے ساتھ بہت اعزاز واکرام سے پیش آیا اور اپنے خاص آدمی کو تخت نشینی کی مبارکباد دیکر بھیجا اور قاصدوں کو بہت ہی خوش کرکے واپس روانہ کیا انہی ایام میں رام راج کا ایک بیٹا مر گیا رام راج اس بیٹے سے

بہت محبت رکھتا تھا جسکی وجہ رنج وغم زیادہ ہوا یہ کیفیت بادشاہ کو معلوم ہوئی تو بیجاپور سے روانہ ہوکر رام راج کے پاس اظہار تعزیت کے لئے تنو سواروں کو ساتھ لیکر بیجانگر پہنچا ان سواروں میں محمد کشور خاں بھی تھا۔ وہ رام راج کے دربار میں پہنچا اور لوازمات پرسش بجالایا اور لباس فاخرہ جو اپنے ہمراہ لے گیا تھا اسے پہنا کر ماتمی کا لباس اتروایا۔ رام راج کی بیوی جو راجے رائے کی بیٹی تھی اس نے علی عادلشاہ کو اپنا بیٹا کہہ کر فرزند بنالیا اور پردہ نہ کیا تین روز تک رام راج نے شاہ کی مہمانداری کی اور شاہ کی ہر طرح مدد کرنے کا وعدہ کیا جب شاہ بیجانگر سے واپس ہو رہا تھا تو رام راج رخصت کرنے نہ آیا بلکہ اپنے بھائیوں اور قرابت داروں کو روانگی کے مراسم ادا کرنے کیلئے بھیجا جس کی وجہ علی عادل شاہ کے دل میں رنجش واقع ہوئی اس کا بدلہ لینے کا ارادہ مصمم کرلیا لیکن مصلحتاً اس بات کو کسی پر ظاہر نہ کیا اور ۹۷۲ھ ہجری میں اپنا سفر پورا کرکے بیجاپور چلا آیا بیجاپور آکر حسین نظام شاہ بحری کے ساتھ جنگ کی اور اس لڑائی میں رام راج سے مدد حاصل کی دوبارہ رام راج نے دو لاکھ پیادہ افواج اور پچاس ہزار سوار روانہ کیے۔ عادل شاہی افواج اور بیجانگر کی افواج ملک احمد نگر کی جانب بڑھیں اور کلیانی کے قلعہ کا محاصرہ کیا ابراہیم قطب شاہ جو حسین نظام شاہ بحری کا

دوست و مددگار تھا۔ رام راج اور علی عادلشاہ سے آملا جب
حسین نظام شاہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر یہ ماجرا سنا تو بھاگ
کھڑا ہوا۔ اسی بادشاہ نے تمام دکن کے مسلم بادشاہوں کو متفق
کرکے رام راج سے سنہ ۹۷۲ھ ہجری میں لڑائی کی آگ بھڑکائی۔
یہ لڑائی جنگ تالیکوٹ کے نام سے مشہور ہوئی حسین نظام شاہ
بحری کے غلام سمی علی نے رام راج کو اپنے ہاتھی کی سونڈ سے پکڑوا کر
لے آیا رام راج کا گرفتار ہونا ہی تھا کر فوج بیجانگر میں بھگدڑ مچ
گئی۔ افواج رام راج شکست کھاکر بھاگیں میدان جنگ سے اناگندی
تک جو بیجانگر سے دس کوس پر ہے جابجا لاشیں راستوں پر پڑی
تھیں افواج بیجانگر قتل ہوئیں اور قلعہ بیجانگر کی اینٹ سے اینٹ
بج گئی۔ رام راج کو علی عادلشاہ کے بلاعلم و اطلاع قتل کر دیا گیا۔
کیونکہ علی عادل شاہ رام راج کی عزت کرتا تھا اور اُس کو چھوڑ کر
اُسے بیجانگر کی حکومت دوبارہ دینے کا ارادہ رکھتا تھا سنہ ۹۷۵ھ
میں محمد کشور خاں کی سرپرستی میں قلعہ دھارواڑ آباد کیا گیا۔ یہ
سلطان نہایت شان و دبدبہ سے حکومت کر رہا تھا کہ امیر بریدکا
کا غلام جو علی عادلشاہ کی خدمت مگس رانی پر مقرر تھا۔ چھپے ہوئے
خنجر سے بادشاہ کو شہید کر دیا یہ واقعہ عظیمہ ۲۰ صفر سنہ ۹۸۸ھ
جمعرات کی رات کو ہوا۔ اس سلطان کا مدفن بیجاپور میں حضرت
سعید جعفر سقاف رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کے قریب مشہور و

معروف علی کے روضہ سے موسوم و مشہور ہے

طبقہ پنجم عادل شاہیہ

سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی المشہور جگت گرو

تخت نشینی کے وقت ابراہیم کی عمر نو برس کی تھی سلطنت کے کاروبار کامل خاں دکنی کے
اختیار میں آگئے اور بادشاہ کی پرورش و نگہداشت اُس شاہ
کی تائی یعنے چاند بی بی سلطانہ زوجہ علی عادلشاہ کے ذمہ ہوگئی
سلطان ابراہیم عادل شاہ بن شہزادہ طہماسپ برادر سلطان
علی عادلشاہ اول اپنی تائی چاند سلطانہ کے زیر سایہ پرورش
پانے لگا اور کار ملکی و امور جہانداری سلطان کی جانب سے کامل خاں
دکنی انجام دینے لگا چہارشنبہ اور جمعہ کے روز بادشاہ کو بوقت
چاشت محل سے لاکر تخت پر بٹھاتا اور تمام امور سلطنت
کے احکام صادر ہوتے دو مہینے تک اسی طرح چلتا رہا۔ کامل خاں کے
دماغ میں غرور و نخوت و تکبر نے جگہ پائی اور چاند بی بی سلطانہ سے
بے ادبی سے پیش آنے لگا اور اُس معصومہ زماں و عفیفہ
دوراں کو بدنام کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ یہ حالت دیکھ کر چاند بی بی
سلطانہ غضبناک ہو کر حاجی کشور خاں ولد کمال خاں کو جو امرائے
معتبر دولت عادلشاہی سے تھا پوشیدہ کہلا بھیجا کہ کامل خاں کو

قتل کردے کیونکہ وہ اس منصب اعلیٰ وارفع کے قابل نہیں ہے
یہ منصب جلیل القدر تجھے عطا کردوں گی حاجی کشور خان چار سو
جوانان جرار مسلح لیکر کامل خاں کے سبز محل میں اچانک داخل ہوا
اُس وقت کامل خاں سبز محل میں دربار کر رہا تھا کہ کشور خاں پہنچا
پہلے دروازہ اندر سے بند کر کے دربان کو قید کر لیا اور پھر
سبز محل میں پہنچا۔ کامل خاں لاعلم تھا۔ وہ شاہی حرم سرا کی طرف
یہ سمجھ کر بھاگا کہ چاند بی بی سلطانہ بچائیگی ایسے وقت میں کامل خاں
کے خواجہ سراؤں میں سے ایک نے اُس کے کان میں کہا کہ یہ سب
چاند بی بی کے سبب ہوا ہے اُس سے اُمید رکھنا بے سود ہے۔
کچھ غور کر کے شاہی محل کے پیچھے سے قلعہ کی دیوار پر چڑھا اور
خندق میں کود پڑا خندق پانی سے لبریز تھی تیر کر خندق کے پار ہوا۔
کسی نے کامل خاں کو نہ پہچانا وہاں سے بارہ امام کے باغ پر جو
قلعہ ارک کی خندق سے لگا ہوا ہے آیا درختوں کی جھنڈ میں چھپ کر
شہر کے حصار میں۔ آکر قلعہ کی دیوار سے باہر آکر آیا اور اپنے
مکان کو پا پیادہ چلا گیا اور وہاں سے سات یا آٹھ معتبر آدمیوں
کو اپنے ہمراہ لیکر احمد نگر کی جانب بھاگ گیا ابھی دو کوس بھی
نہیں گیا تھا کہ کشور خاں کے سپاہیوں نے تعاقب کیا اور کامل خاں
کو گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر دیا۔ حاجی کشور خاں اس کی جگہ
مامور ہوا۔ اس نے چاند بی بی سلطانہ کو ناحق قید کر کے ستارہ جیل میں

رکھا اس نے سید مصطفیٰ خاں اردستانی کو شہید کروایا۔ آخرکار
اپنے شومئ بخت سے احمد نگر کی جانب بھاگ گیا وہاں مصطفیٰ خاں کے
ایک نوکر نے اُسے قتل کر دیا۔ اُس کی جگہ اخلاص خاں حبشی مقرر ہوا
کاروبار سلطنت ٹھیک چلنے لگے۔ الغرض سلطان ابراہیم عادلشاہ
اولیا اللہ اور علمائے اسلام وغیرہ کی بیحد قدر کرتا تھا۔ اِسی
بادشاہ کے تخت نشین ہوتے کے اوائل سال میں ہی حضرت
میراں شاہ مصطفیٰ قادری معشوق الٰہی اپنے بھائی شاہ ابوالحسن قادری
کے ہمراہ بیجاپور آئے بادشاہ نے آپ کے لئے ایک حویلی جو
جبید خاں کی حویلی کہلاتی تھی نذر کی اُسی حویلی میں آپ اور
آپ کے بھائی اور دیگر خاندانی حضرات رہتے تھے اس بادشاہ کے
دور سلطنت میں میر محمد صالح ہمدانی [illegible] اپنے ساتھ موئے
مبارک لے آئے بادشاہ کو عنایت کئے اسی بادشاہ کے زمانے
میں حضرت شاہ صبغۃ اللہ دلی تشریف لائے اور آپ کے بھائی
سید عبدالرحمن بھڑوچی بھی آئے۔ حضرت ہاشم پیر بھی اسی کے
زمانے میں آئے۔ غرض کہ اس بادشاہ کے زمانے میں بہت سے
اہل کمال بیجاپور آگئے یہ بادشاہ آخرکار مرض بھگندر میں مبتلا
ہوکر المحرم الحرام ۱۰۳۷ھ ہجری کو انتقال کیا اور ابراہیم روضہ میں
مدفون کیا گیا۔

طبقۂ ششم عادل شاہیہ

سلطان محمد عادل شاہ

سلطان محمد عادل شاہ پندرہ یا سولہ سال کی عمر میں اپنے باپ سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی کی وصیت کے مطابق دولت خاں اور مرزا محمد امین لاری کی وساطت سے چہار شنبہ کو ڈھائی ساعت گذرنے کے بعد ۱۵ محرم ۱۰۳۶ھ یا ۱۰۳۷ھ کو سریر آرائے سلطنت ہوا امرا وزرا اور ارکین سلطنت اور عوام نے جلوس کی خوشی میں تہنیت اور مبارکباد پیش کی اور "کشورستان" کا لقب دیا۔ کشورستان کے اعداد سے سن جلوس ۱۰۳۷ھ برآمد ہوتا ہے

اس شاہ گیتی پناہ کے جلوس کی کیفیت یہ ہے کہ جب سلطان ابراہیم عادلشاہ ثانی المشہور جگت گرو کا انتقال ہوا تو میرزا محمد امین اور دولت خاں نے بادشاہ کے مرنے کی کیفیت کو پوشیدہ رکھکر شہر کے دروازوں کو بند کروا دیا اور دریچوں سے آمد و رفت کی اجازت دی گئی اخلاص خاں دیانت الملک اور آقا رضا اور برہمنان متصدی امور کو طلب کر کے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بلا کر خواجہ سرا کی زبانی تخت نشینی کے بارے میں مشورہ کیا اور اخلاص خاں سے بھی دریافت کروایا تو بادشاہ نے

سلطان محمد عادلشاہ کو تخت نشین کرنے وصیت کی۔ دیانت الملک نے کہا کہ جب تک سر موجود ہے زانو پر سہرا نہیں باندھا جاتا۔ دولت خاں نے یہ سن کر دیانت الملک کو گالیاں دیں اور کہا کہ تجھ سے کون پوچھ رہا ہے وہ شرمندہ ہوا دولت خان نے اخلاص خاں سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہیے اس نے جواب میں کہا کہ بڑی صاحبہ سے پوچھنا چاہیے میں بادشاہ کے بعد مستعفی ہو جاؤں گا درویش بادشاہ اور سلطان محمد ہر دو میرے صاحب زادگان سے ہیں بڑی صاحبہ جسکو تخت پر بٹھلانے فرمائیں بٹھا دیں دولت خاں یہ سن کر بڑی صاحبہ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا بڑی صاحبہ نے کہا کہ وصیت کی تعمیل ضروری ہے۔ اسی وقت دولت خاں نے سلطان محمد عادلشاہ کو تخت نشین کیا اور اخلاص خاں کو اس کے گھر بھیجدیا اور دیانت الملک آقا رضا اور برہمنوں کو محل میں ہی روک لیا اس کے بعد سلطان ابراہیم عادلشاہ ثانی کی نعش کو شاہی اعزاز کے ساتھ نورس پور میں لیجا کر روضہ میں دفن کیا۔ شہزادہ درویش پاشاہ کی آنکھیں ضائع کر دیں اور شہزادہ سلیمان کی چھوٹی انگلی کٹوا دی اور دوسرے چھوٹے شہزادہ کو بھی ناکارہ کروا دیا۔ اس کے بعد دیانت الملک اور آقا رضا اور برہمنوں کو قید سے رہا کر دیا۔ جلوس کے روز ہی سلطان نے دولت خاں کو خواص خاں کا خطاب عطا فرمایا اور مرزا محمد امین کو مصطفیٰ خاں کا خطاب بخشا دولت خاں

کو کامروائی کا عہدہ دیا اور آقا رضا کو کارِ ملکی کے اختیار سپرد کیے اور دیانت الملک کو سرخیل بنا دیا۔

سلطان محمد عادلشاہ خوش خلق سلیم النفس بلند اقبال قوی طالع اور عادل بادشاہ تھا۔ اس کے دورِ حکومت میں ظلم و ستم کی آندھیاں تھم گئیں نا انصافی اور لاقانونیت کے بادل چھٹ گئے بیجاپور کی آبادی اس بادشاہ کے زمانے میں اندرون قلعہ اور بیرون قلعہ اس قدر بڑھ گئی تھی کہ ایک گز شرعی زمین کی قیمت ایک مثقال سرخ سے بھی اونچی تھی اس کے باوجود زمین مشکل سے ملتی تھی۔ بادشاہ نے اپنے زمانے کے بزرگوں کی صحبتوں میں رہ کر فیض و برکات حاصل کئے خصوصاً حضرت معشوق الٰہی قدس سرہ کے فرزند ارجمند حضرت میران سید شاہ عبدالقادر قادری کی صحبت بابرکت سے فیض باطنی حاصل کیا اور آپ کے رہنے کیلئے ایک محل موسوم بہ پنچی محل اپنے وزیر مراری پنڈت کے زیر نگرانی بنوا کر نذر کیا اور حضرت کے چچا شاہ قاسم قادری کے مجاور پیارا محمد کے لئے ایک مکان حدود درگاہ میں بنوا دیا اور معشوق الٰہی اور قاسم قادری کی درگاہوں کے اخراجات اعراس وغیرہ کیلئے یومیہ اراضیات انعامی اور مواضعات جاگیر عطا کئے تھے کچھ مواضعات ہندوستان کے آزاد ہونے تک باقی بھی تھے لیکن اب آزادی کے بعد ختم ہو گئے ہیں۔ اس کی فوج میں اسی ہزار سوار اور بے حساب پیادے تھے۔ خزانے کا کوئی شمار نہ تھا۔ جس طرف بھی

بادشاہ نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا فتح و ظفر قدم چوم لیتی اس بادشاہ نے کئی مسجدیں بنوائیں اور مدارس کھلوائے جس میں ہزاروں بچے تعلیم پاتے۔ طالب علموں کیلئے انعامات اراضیات بھی مقرر کئے تھے منگولی میں اب بھی وہ اراضیات طالب علم کے کھیتوں کے نام سے دکاڈو آف رائٹس میں (دیہی کاغذات میں) لکھے ہوئے ہیں۔ خطیبوں قاضیوں محتسبوں اور عمال دینی کو مقرر کیا اور اپنی ہندو رعایا پر بھی بے حد مہربان تھا پنڈتوں اور سوامیوں کو بھی انعامات اور نقدیات اراضیات جاگیرات سے سرفراز کیا۔ اس بادشاہ کی سلطنت کی لمبائی اودسہ سے جو مغلوں کی سرحد تھی۔ سیب بندر راشیر تک اور چوڑائی قطب شاہی سرحد بیدر سے لگی ہوئی تھی۔ کوئی قریہ یا قصبہ یا محلہ یا گھر ایسا نہ تھا کہ جہاں ہر دن اور رات کو ساز اور آواز گانا بجانا رقص و سرود سے خالی ہو لوگ آرام اور آسائش کی زندگی گذارتے تھے۔ شہنشاہ ہندوستان صاحب قران ثانی شاہ جہاں بادشاہ بھی سلطان محمد عادلشاہ کی تعظیم کرتا اور بادشاہ کے القاب سے یاد کرتا تھا۔ مکہ معظمہ کے شریف اور والیان ملک عرب اور شاہ صفی اور شاہ عباس ثانی صفوی کے تحفے اور ہدایے روانہ کرتے اور اپنے اخلاص، ہمدردی اور خیر خواہی کا اظہار کرتے۔ اس بادشاہ کے دور میں حضرت سیدنا عبداللہ عقیل کے فرزند سید زین مقبل اپنے والد سے ملنے کے لئے تشریف لائے

اور اسی بادشاہ کے دورِ حکومت میں حضرت سید شمس الدین قادری جو معشوق الٰہی کے حقیقی پوتے ہیں تولد ہوئے اور سیدنا علوی بردم بھی اسی بادشاہ کے دور میں حضر موت سے بیجاپور تشریف لائے آپ کے والد سید عبداللہ بردم پہلے بیجاپور آگئے تھے سیدنا علوی بردم کی اولاد گوکاک میں موجود ہے سیدنا علوی بردم کے مشہور خلیفہ حضرت حاجی رحمت اللہ ہیں جن کا مزار علاقہ الکاٹ میں مشہور ہے پیری و مریدی کا سلسلہ جاری ہوا۔ اسی بادشاہ کے دور میں سید ابوالحسن قادری ثانی کنکالی حضرت معشوق الٰہی کے بھائی میراں سید شاہ ابوالحسن قادری کلاں کے پوتے پیدا ہوئے جن کی تصنیف مخزن السلاسل مشہور ہے اسی بادشاہ کے دور میں حضرت قاضی سید علی محمد اور سید میراں عرف سید اعظم فرزندان سید اسداللہ گجراتی اور قاضی اعز الدین وغیرہ مشہور قضات گذرے ہیں۔ قاضی زرانہ قاضی سید علی محمد کے فرزند اس بادشاہ کے دور میں تھے اور اس بادشاہ کے بیٹے علی عادل شاہ ثانی کے زمانہ تک رہے اسی بادشاہ کے دور میں شاہ کریم اللہ قادری گجرات سے تشریف لائے اور حضرت سیدنا جعفر سقاف حضرت سید ابوبکر بالفقیہ سید احمد نظر بھی اسی بادشاہ کے زمانہ میں بیجاپور آئے۔ حضرت سیدنا شاہ ہاشم حسینی العلوی قدس سرہٗ نے اس عالم فانی سے عالم باقی کی جانب کوچ فرمایا سلطان نے آپ کے مزار پر گنبد تعمیر کروایا حضرت ممدوح نے

سلطان مذکور کو اپنی دس سالہ حیات دیدی تھی اور بادشاہ نے اسی عقیدت کی بناء پر آپ کا گنبد بنوایا اور اپنی بیٹی بادشاہ حمایہ کو جو رانی رمبھا کے بطن سے تھیں آپ کے بیٹے مرتضیٰ علوی الحسنی کے حبالۂ نکاح میں دیدی تھی واللہ اعلم۔ محمد عادل شاہ نے سینتالیس برس کی عمر میں .... چھبیس [۲۶] ماہ محرم یوم سہ شنبہ طاس نہم ۲۶ محرم ۱۰۶۷ھ کو انتقال کیا اور اپنے تعمیر کردہ عالمگیر شہرت یافتہ عالی شان گنبد موسوم بہ گول گنبد یا بولتی گنبد میں دفن ہوا۔ اس بادشاہ کی حکومت کا زمانہ اکتیس برس رہا۔

سلطان محمد بادشاہ جنتی سچا دیگر پاک پاک بہشتی شد
۱۰۶۷ھ ۱۰۶۷ھ

طبقۂ ہفتم عادلشاہیہ

سلطان علی عادلشاہ ثانی

کروں ہر گھڑی شکر پروردگار کہ اس دور میں ہیں علی شہریار
زہے شاہ عادل زہے بادشاہ کہ سنت کو جوں فرض کرتا ادا
کدھیں ترک ہرگز کیا نیں نماز کہ حق سانتھ دھرتا ہے راز و نیاز
شب و روز ہے دین پر استوار تو خوشنود ہے اس پو پروردگار

اکہی اچھے جب تلک آسماں شہنشاہ عادل کون رکھ درجہاں

ایاغی

تجے جد براہیم ایلا بلی تو سلطان محمد کا جایا علی
ترے جد کون عالم جگت گر کہے پدر تئیں سو تیرے بہادر کہے

نصرتی

محمد دکھن پت کے گھر توں علی جگ افروز دیپک ہوا منجلی

نصرتی

زہے شاہ عادل سمی ولی علی ابن سلطان محمد بلی

(علی نامہ)

سلطان علی عادلشاہ ثانی نے باپ کے انتقال کے بعد اسی روز ۲۶ محرم سنہ ۱۰۶۷ھ بروز منگل بیجاپور کے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا کسی شاعر نے اس بادشاہ عالی تبار کے جلوس کے موقع پر یہ تاریخی قطعہ کہا۔

قطعہ

بہر سال جلوس شاہ دکن گفت ہاتف سحر بصوت جلی
نیست آخر درین سخن جرفی جانشین محمد است علی

سلطان علی عادلشاہ ثانی محمد عادل شاہ کی رانی رمبھاوتی کے بطن سے جمعہ ۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۸ھ کو پیدا ہوا رانی رمبھاوتی سلطان محمد عادلشاہ کی معشوقہ دلنواز اور محبوبہ وفادار تھی

دو سال کے بعد اول ایک دختر بادشاہ صاحبہ نام تولد ہوئی جو شاہ مرتضیٰ علوی ابن شاہ ہاشم علوی سے منعقد ہوئی جس کے بطن سے شاہ برہان الدین علوی تولد ہوئے اس کے بعد سلطان علی عادلشاہ ثانی کی ولادت ہوئی۔

کہتے ہیں کہ رانی رمبھاوتی علی عادلشاہ کے پیدا ہونے کے بعد انتقال کر گئیں بلقیس زمانی بڑی صاحبہ بنت محمد قطب شاہ والی حیدرآباد و گولکنڈہ نے اس کی پرورش کی وہ علی کو ۱۹ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۸ھ شب یکشنبہ کو دو بجے آنند محل سے آئیں اور بہت بڑا جشن شاہانہ منایا۔ جب شہزادہ چار سال چار مہینے اور چار روز اور چار گھڑی کی عمر کو پہنچا تو بسم اللہ خوانی کی رسم دھوم دھام سے ادا ہوئی۔ سواری، نشانہ بازی اور پہلوانی طریقے۔ تلوار اور تیر و کمان کے تمام فنون حرب سکھائے گئے۔ سلطان محمد عادلشاہ کی وفات کے بعد ارکین سلطنت و اعیان حکومت نے علی کو تخت نشین کیا۔ بعض محققین نے علی کی ماں کا نام خدیجہ سلطان بتلایا ہے جو سراسر غلط ہے۔ علی کی ماں رانی رمبھاوتی تھیں جو علی کے پیدا ہونے کے بعد انتقال کر گئیں جس کی وجہ سلطان محمد عادلشاہ کی بڑی زوجہ خدیجہ سلطانہ المشہور بڑی صاحبہ نے پرورش اور تربیت اپنے سر لیکر اپنی اولاد کی طرح پالا پوسا اور پروان چڑھایا۔

جس وقت کہ سلطان محمد عادلشاہ نے انتقال کیا اور سلطان

علی عادل شاہ ثانی تخت نشین ہوا تو شاہجہاں بادشاہ دہلی نے علی کو سلطان محمد کا ...... جایز وارث تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ سلطان محمد عادل شاہ کو کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ علی کو محمد شاہ کی بیگم نے جو بادشاہ گولکنڈہ کی بہن تھی متبنیٰ لیا ہے اسلام میں متبنیٰ کو کوئی شرعی حق نہیں مل سکتا۔

حالِ کلام خدیجہ سلطانہ عرف بڑے صاحبہ سلطان علی عادلشاہ ثانی کی حقیقی ماں نہیں تھیں بیجاپور کے تاریخ نویسوں نے علی کی ماں کے نام کو لکھنا مناسب نہیں سمجھا اور عمداً اس کی ماں کا نام بتلانا ترک کردیا کیوں کہ اس کی ماں سلطان محمد عادلشاہ کی نومسلم معشوقہ و محبوبہ رانی رسبھاوتی تھی۔

سلطان علی عادلشاہ ثانی کو اپنے باپ سلطان محمد عادلشاہ سے ورثے میں ایک بہت بڑی وسیع اور خوش حال سلطنت ملی تھی محترمہ زینت ساجدہ نے کلیات شاہی میں حضرت ابراہیم زبیری کی لکھی ہوئی تاریخ بساطین السلاطین سے حدود، وسعت فوج اور آمدنی کی تفصیل کا خلاصہ اس طرح لکھا ہے۔

"مملکت بیجاپور کی زرخیزی اور شادابی دولت اور تمول تہذیب و شائستگی کے چرچے قلمروے ہند میں زبان زد خاص و عام تھے۔ اس کے مشرق میں خلیج بنگال مغرب میں بحیرہ عرب شمال میں صحرائے حیدرآباد اور جنوب میں ریاست بدنور

واقع تھی۔

مملکت دو سو اکیاسی پرگنوں (پرانتوں) پر مشتمل تھی اور بروے دفتر آصف جاہی اس مملکت کا محاصل سات کروڑ چوراسی لاکھ اکسٹھ ہزار آٹھ سو سترہ روپیہ ڈیڑھ آنہ تھا۔ اس کے علاوہ بندر دابل سے سات ہزار، بندر کھل سنہی سے سات ہزار، جیول سے پندرہ ہزار، بندر سنکر سے دس ہزار، بندر گوا سے ستئیس ہزار، پانسو اسلام بندر عرف راجاپور سے چوبیس ہزار، بندر ساہتی سے دس ہزار، بندر کھاڑی پٹن سے پانچ ہزار، بندر پھلچری (پانڈیچری) سے پانچ ہزار، بندر ساتولی سے تین ہزار، پانسو بندر محمد آباد عرف سدھوٹ سے پانچ ہزار، بندر کیراد (کیرالا) پانچ ہزار، اور زمینداران سرنگ پٹن سوندھا چیتورگ جری ملاتر کھیڑ رتن گیری سرستی پاکرا تک پالا چک پالا کورتی تکیر منوری ہاکل واڑی ہرپن پلی کوندی کیلوری کنک گیری بلاری سوری کوٹھا سکر کوسی سے جملہ پانچ کروڑ ۲۵ لاکھ ۶۱ ہزار ۶ سو ۴۹ روپیہ خراج وصول ہوتا تھا۔

فوج میں اسی ہزار سوار دو لاکھ احشام پانسو تیس ہاتھی اور دوسری روایت سے ساڑھے تین لاکھ سوار بے شمار پیدل فوج ڈیڑھ ہزار ہاتھی تھے تعلقات کی فوج اس کے علاوہ تھی اتنی بڑی مملکت اور وسیع سلطنت کی فرمان روائی سلطان علی عادلشاہ ثانی

کو ملی۔ جب کہ اُس کی عمر ۱۵ یا سولہ برس کی تھی باوجود اس خورد
سالی اور کم عمری کے علی تدبر ہمت اور جرأت کے ساتھ حکومت
کرنے لگا۔ علی کو ایک ہی وقت تین طرف سے جنگ کرنا پڑا خود
اپنے ملک کے خود سر اور سرکش امرا کے خلاف جنگ کی کیونکہ ان
امرائے سرکش کی فتنہ پردازیوں اور بغاوتوں سے سلطنت کی
بنیادیں کمزور ہو رہی تھیں تو دوسری طرف بیرونی دشمنوں کو سر اٹھانے
کا موقع مل رہا تھا۔ دوسرے مغلی دشمن مرہٹے جن کی دشمنی روز بروز
ترقی پذیر تھی اور وہ اپنی عیاری اور چالاکی سے فتح حاصل کر رہے تھے
مرہٹوں نے عادلشاہیوں اور مغلوں دونوں کا ناطقہ تنگ کر دیا
تھا تیسرے مغل جو عرصہ دراز سے دکن پر حکومت کرنے کے خواب
دیکھ رہے تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر تو بس بھوکا شیر بنا بیٹھا تھا
سلطان علی عادلشاہ ثانی نے ان تمام کا پامردی سے ڈٹ کر مقابلہ
کرکے دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے۔

خود ملک میں بغاوتوں کے جال بچھے ہوئے تھے ملک کے
باہر مرہٹے اور مغل حکمران منہ کھولے ہوئے تھے اورنگ زیب تو
تاک میں بیٹھا تھا۔ سلطان علی عادلشاہ کے تخت پر بیٹھتے ہی
اس نے شہر بیدر پر حملہ کر دیا ملک ریحان نے پوری طاقت سے
مقابلہ کیا لیکن مغلوں کی تقدیر میں فتح مقدر تھی۔ بیدر اور کلیانی کے
قلعے عادلشاہیوں کے قبضہ سے نکل گئے۔ افواج مغلیہ نے بیجاپور کا

محاصرہ کر لیا۔ امرائے بیجاپور باوجود انتشار اور افتراق وخودغرضی
کے مغلوں کے مقابلے کے لئے متحد ہو گئے اور دشمن کا مقابلہ پامردی
سے کیا اور اورنگ زیب کے خواب کو شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا۔
ابھی مقابلہ جاری تھا کہ دہلی سے شاہجہاں کے بیمار ہونے کی
اطلاع آئی۔ حریص اورنگ زیب تخت و تاج کو حاصل کرنے
کیلئے دہلی بھاگ گیا مگر مرہٹوں کی شرارت ہنوز باقی تھی۔
انھوں نے سلطنت عادلشاہی کے بہت سے قلعے اپنے
قبضے میں لے لئے تھے۔ ان کی روک تھام کیلئے سلطان نے ۱۰۷۰ھ
میں اپنے سپہ سالار اعلیٰ افضل خاں کو سیواجی کے مقابلے کیلئے
بھیجا۔ سیواجی سالار اعظم کا مقابلہ نہیں کر سکا مگر مکاری اور
دغابازی کے ساتھ اُس بہادر سپہ سالار کو شہید کر دیا۔ سلطان
علی عادلشاہ ثانی نے افضل خاں کی جگہ سدی جوہر صلابت خاں کو
مقرر کرکے سیواجی کے مقابلے کو بھیجا لیکن صلابت خاں سیواجی
کی مکارانہ چال میں پھنس کر اس سے مل گیا خود سلطان معظم اس
فتنے کے سد باب کیلئے میدان جنگ میں نکل پڑے سیواجی کو
شکست دیکر قلعہ پنالہ کو فتح کیا۔ ملا نصرتی جدّ غلام احمد جاگیردار
وکیل بیجاپور مرحوم نے دکنی میں اس فتح کی تاریخ یوں لکھی ہے ؂
وہیا یو فتح کی تاریخ نصرتی بولیا   علی نے پل میں پنالہ لیا صلابت سوں

ان ہی دنوں میں ملناڈ کا رئیس (زمیندار) بغاوت اور تمرد پر
آمادہ ہوا تھا اور ایک مدت سے خراج دینا بند کر دیا تھا
سلطان نے اس کی سرکوبی کا ارادہ کیا یہی وقت تھا کہ صلابت خان نے
پھر سے بغاوت کی اراکین سلطنت کے مشوروں سے ایک
نصیحت آمیز خط ابراہیم خاں اور ملا احمد محدث اور حضرت سید شاہ
ابوالحسن قادری ثانی کنکائی کے ذریعہ روانہ کیا گیا ان حضرات نے
صلابت خاں کے پاس جاکر سمجھا بجھا کر بادشاہ کے حضور میں آنے
کیلئے راضی کیا اور ملاقات کا مقام دریائے کرشنا کے کنارے
موضع چملگہ کے پاس مقرر ہوا جوہر صلابت آکر معذرت خواہ ہوا۔
بادشاہ نے اُس کے قصور معاف کر کے نواب عبدالرحیم بہلول خاں
کے ساتھ کرناٹک کے محاذ جنگ پر بھیجا مگر جوہر صلابت کا
دل صاف نہ تھا چھٹکارا پاتے ہی بھاگ گیا۔ سلطان نے
چند روز دریائے کرشنا کی سیر و تفریح کی اور مصاحبین کے
کہنے سے قلعہ تورگل کی جانب کوچ کیا وہاں کا قلعہ دار سدی
یاقوت تھا اور وہ درپردہ بادشاہ سے بغاوت کر رہا تھا۔
جونہی سلطان کے آنے کی اطلاع ملی تو کھلم کھلا بغاوت شروع
کر دی۔ جب سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ یاقوت کو اندرونی طور سے
جوہر صلابت مدد دے رہا ہے۔ فوراً تورگل کا محاصرہ اٹھا کر ہرین ہلی
کی جانب کوچ کیا۔ صلابت وہاں سے فرار ہو کر بھنو کے قلعہ کی طرف

بھاگا۔ (مالوی کو بھنو کہتے تھے) جو ضلع رائچور میں ہے۔ صلابت وہاں
جاکر سلطان سے مقابلے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ سلطان وہاں
پہنچا اور ایک خونریز لڑائی کے بعد صلابت زخمی ہو کر نول بھاگ
گیا۔ بھنو کی فتح کے بعد سلطان رائچور کی جانب بڑھا۔ رائچور کا
صوبہ دار صلابت کے قرابت داروں سے تھا اور اُس کے اشارے
سے جنگ کی تیاری کر رہا تھا۔ لیکن فوج بادشاہ کی وفادار تھی۔
اس لئے اس کی پیش نہ گئی اور جنگ کے بغیر قلعہ دار رائچور
گرفتار ہو گیا اور رائچور پر سلطان کا قبضہ ہو گیا۔ قلعہ رائچور کے
انتظامات مکمل کر کے سلطان نے دریائے تنگ بھدرا کے
کنارے پڑاو ڈالا۔ جھجار راؤ اور موسیٰ خاں کو صلابت کے تعاقب
اور گرفتاری کے لئے بھیجا مسعود نے موقع پا کر افواج شاہی پر
شب خون مارا لیکن شکست فاش کھائی صلابت کو اس شکست
کی اطلاع ملتے ہی اس کے دل پر غم کے بادل چھا گئے اور یہ
صدمہ برداشت نہ کر سکا اور مر گیا ملا نصرتی جد غلام احمد جاگیر دار
گوسنگی المعروف جاگیر دار وکیل ساکن بیجاپور مرحوم نے اُس کے
مرنے کی تاریخ ان دکنی اشعار میں نکالی ہے۔

تس مرنے کے سبب کی جو تاریخ کوئی پوچھے
اے نصرتی توں بول کہ باغی ہوا موا

۱۰۷۲ھ

منگیا تاریخ کہنے میں بوجب نصرت کی ہاتف و بیں
کہیا دل سوں کہندا مارے علی یک پل میں جوہر کون

۱۰۷۲ھ

صلابت کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے عبدالعزیز اور داماد سدی مسعود کے حواس درست ہوگئے اور انھوں نے عبدالمحمد اور سدی بہلول کے توسط سے سلطان سے معافی مانگی سلطان نے نہ صرف ان کا قصور معاف کیا بلکہ ان کی آبائی جاگیرات بھی بحال رکھیں اور بیجاپور واپس آیا اس فتح کی خوشی میں ایک بڑا جشن منایا۔ کچھ دن داد عیش دی تھی کہ محرم آگیا اور وہ عزاداری میں معروف ہوگیا۔ اس سے فراغت پاتے ہی ملناڈ کی طرف معہ افواج قاہرہ چل پڑا کیونکہ ملناڈ کے راجہ نے خراج دینا بند کرکے عادلشاہی قلعوں اور مواضعات پر قبضہ کرلیا تھا۔ بادشاہ نے پہلے ہی اس راجہ کی گوشمالی کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ جوہر صلابت بغاوت کر بیٹھا تھا اسلیئے اسکی سرکوبی نہ ہوسکی تھی اور وہاں کا راجہ بھدراپا نائک تھا۔ سلطان نے اپنے سپہ سالار شرزہ خاں کو اس مہم پر روانہ کیا شعبان کی چاند رات ۱۰۷۴ھ کو خود بھی چل پڑا اور شاہی افواج کا قبضہ سونڈا بدنور اور کویل دوگ پر ہوگیا۔ راجہ بھدراپا نائک نے بھی معافی مانگ لی اور اطاعت قبول کی۔ جب کہ سلطان ملناڈ کی جنگ میں معروف اور

بنکاپور میں مقیم تھا کہ سیواجی نے شائستہ خان کو تنگ کر دیا اور شبخون مار کر تباہی مچادی شائستہ خاں اور دیگر عہدہ دار بری طرح زخمی ہوگئے اور گرفتار بھی ہوئے یہ اطلاع جب اورنگ زیب کو دہلی میں ملی تو آگ بگولہ ہوگیا اور شیواجی کی سرکوبی کیلئے جسونت سنگھ کو بھیجا جسونت سنگھ آتے ہی سیواجی کو ایک قلعہ میں گھیر لیا لیکن سیواجی نے یہ چالاکی کی کہ ایک حصہ فوج کا جسونت سنگھ کے مقابلے کو بھیجا اور باقی فوج لیکر سورت بندر کی جانب بھاگ گیا لیکن ملا نصرتی نے لکھا ہے کہ مغلوں کے آنے تک وہ بندر سورت کو لوٹ چکا تھا۔ بندر سورت جاکر سیواجی نے خوب لوٹ مار مچائی اور جس تیزی سے گیا تھا۔ اسی تیزی سے واپس آیا جب اس یلغار کی اطلاع اورنگ زیب کو ہوئی تو بے حد غضبناک ہوا۔ اور سمجھا کہ بغیر عادلشاہی امداد کے سیواجی پر فتح پانا مشکل ہے سلطان علی عادلشاہ کے پاس قاصد کے ذریعے پیام بھیجا کہ سیواجی نے طرح طرح سے فساد برپا کر دیا ہے۔ ادھر سے ہم اپنی فوج روانہ کرتے ہیں اور ادھر سے تم اپنی فوجیں روانہ کریں تو اس کی سرکوبی ہوسکتی ہے۔ علی عادلشاہ نے اس رائے سے اتفاق کرلیا اور خواص خاں کو اس مہم کے لئے انتخاب کیا ادھر سے جے سنگھ مامور ہوکر آیا۔ مغل افواج کے آنے تک خواص خاں سیواجی کے مقابلے کو چل پڑا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ مغل آنے تک اس کا

خاتمہ کر دے سے

کہ باغی کی مجلس وو ساقی نہ رہے
مغل آ ے لگ دور باقی نہ رہے

سیواجی اب کی دفعہ بھی اپنے پرانے ہتھکنڈوں کو بروئے کار لایا۔ بیجاپوری افواج کا پڑاؤ پہاڑیوں کے درمیان تھا۔ سیواجی نے شبخون مار کر طوفان بدتمیزی برپا کر دیا۔ عادلشاہی فوج کے قدم اکھڑ گئے لیکن خواص خان نے غیر معمولی ہمت و جرأت و پامردی سے کام لیکر شیواجی کو مار بھگا دیا۔

اس شکست کے بعد سیواجی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ جے سنگھ سے مقابلہ کر سکے اس لئے وہ پونا میں جا کر بیٹھ رہا اور جے سنگھ سے صلح و صفائی کا سلسلہ شروع کیا۔ جے سنگھ کو ایسے ایسے سبز باغ دکھائے کہ جے سنگھ اس کی تقصیر معاف کروانے اور اس کی مدد سے دکن کو فتح کرنے کی رائے سے اتفاق کر لیا۔ مغلوں اور مرہٹوں کے گٹھ جوڑ سے میدان جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا اور عادلشاہیوں کیلئے صورت حال نہایت خطرناک ہو گئی۔ شیواجی کی وجہ سے مغلوں کا پلہ بھاری ہو گیا۔ سلطان علی عادلشاہ ثانی نے پہلے تو ملا شیخ احمد محدث اور ملا خرم کے ذریعے جے سنگھ سے بات چیت شروع کرنے کہ بیجاپور اور دہلی کے درمیان پہلے ہی صلح موجود ہے اس صلح کے موجودگی پر جنگ کرنا بے محل تھا۔ لیکن جے سنگھ نے

سلطان علی عادلشاہ ثانی کو بھی مجبوراً جنگ کی تیاری کرنا پڑا تمام باج گذاروں زمینداروں اور رئیسوں نوابوں کو فوجوں کے ساتھ دارالسلطنت بیجاپور کو حاضر ہونے کا فرمان جاری کیا اور شہر کے اطراف و اکناف جتنے باغ، کھیت، نہریں، حوض، تالاب، باولیاں اور کنویں تھے۔ اُن میں زہر ملوا دیا گیا۔ تاکہ مغلیہ افواج کو جائے پناہ نہ مل سکے اور نہ رسد اور پانی میسر آ سکے اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے قلعہ کے باہر کا آباد اور بارونق سرسبز و شاداب علاقہ ہُو کا میدان بن گیا۔
اس کے بعد قلعہ کے اندرونی انتظامات مکمل کر کے دشمنوں کا انتظار کرنے لگا۔

مغلیہ افواج نے پہلے منگل بیڑا فتح کر لیا شرزہ خاں کو اسکی اطلاع ملتے ہی وہ بجلی کی طرح وہاں پہنچا اور سرفراز خاں جو مغلیہ افواج کی جانب سے پانچ ہزار مغل سواروں کے ساتھ قلعہ پر قابض تھا۔ اس کو قلعہ منگل بیڑھ سے نکال باہر کیا۔ اتنے میں عبدالمحمد اور اخلاص خاں سپہ سالاران افواج عادلشاہی کا حکم آیا کہ فوراً دارالسلطنت کی جانب چلے آؤ شرزہ خاں جس تیزی سے منگل بیڑھ گیا تھا۔ اسی سرعت کے ساتھ بیجاپور لوٹ گیا اور امرائے شاہی کے ساتھ افواج کی صف بندی میں شریک ہو گیا حسب توقع مغل افواج نے بیجاپور پہ حملہ کر دیا۔

خواص خاں پانچ ہزار سوار خاصہ فیل لے کر میدان میں آیا اور
جئے سنگھ کو شکستِ فاش دی عین اس وقت خبر ملی کہ صلابت خاں
جو مغلیہ افواج کا سردار تھا۔ سامان رسد اور پانچ ہزار بہادر
سواروں کی کمک لے کر آ رہا ہے۔ شرزہ خاں نے پانچ روز کا راستہ
دو دن میں چل کر اس پر حملہ کر دیا اور بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی
طرفین کے ہزاروں بہادر مارے گئے۔ شرزہ خاں اور صلابت خاں
کے درمیان آمنے سامنے لڑائی ہوئی جس میں شرزہ خاں سپہ سالار
عادلشاہی کے ہاتھوں صلابت خاں سپہ سالار مغلیہ مارا گیا سلطان
عبداللہ قطب شاہ نے جب مغلوں اور مرہٹوں کے اتحاد کی سے
جنگ کی خبر سنی تو اپنے سپہ سالار نیک نام خاں کی کمان میں بارہ ہزار
سوار اور چالیس ہزار پیدل فوج بیجاپوریوں کی مدد کیلئے روانہ
کی۔ عادلشاہی اور قطب شاہی افواج نے متحد ہو کر جئے سنگھ پر
حملہ کر دیا جئے سنگھ کی کمان میں ایک لاکھ اسی ہزار مغل
افغان، قزلباش اور راجپوت تھے۔ وہ بھی اپنی پوری طاقت کے
ساتھ میدان میں آیا اور باوجود کافی افواج اور سامان جنگ کے
زبردست شکست اٹھائی۔ اس شکست سے جئے سنگھ کی کمر
ٹوٹ گئی حوصلے پست ہو گئے۔ اس لئے وہ اپنی سرحد میں جا کر بیٹھ گیا
ہر چند کہ عادلشاہی چاہتے تھے کہ جئے سنگھ میدان میں آئے
لیکن اس نے میدان جنگ میں آنے سے گریز کیا۔ ایسے میں

سپہ سالار افواج عادلشاہی شرزہ خاں کا اچانک انتقال ہو گیا
شرزہ خاں سلطنت عادلشاہیہ کی افواج کا سب سے
بڑا سپہ سالار تھا اور تمام میدان جنگ شرزہ خاں ہی کے
ہاتھ میں تھا۔ اس کے اچانک انتقال سے مملکت بیجاپور میں
غم کے بادل چھا گئے اور ہر گھر ماتم کدہ بن گیا۔ شرزہ خاں کی وفات
سے جئے سنگھ نے موقع غنیمت جان کر پھر سے عادلشاہی
حدود میں جنگ کے لئے کود پڑا مگر اس کا اندازہ غلط ثابت
ہوا۔ وفادارانِ تخت عادلشاہی نے بے جگری سے مقابلہ کیا اخلاص
خاں بہلول خاں اور شرزہ خاں کے دونوں بیٹے سید مخدوم اور سید حبیب اللہ
نے میدانِ جنگ میں وہ دادِ شجاعت دی کہ مغل فوجوں کے
پرخچے اڑا دیے۔ جے سنگھ بھاگ گیا اور برہان پور میں جا کر
مر گیا۔

یہ مغلوں اور عادلشاہیوں کی آخری لڑائی تھی جو
سنہ ۱۰۷[illegible]ھ میں ہوئی تھی گو کہ سلطان علی عادلشاہ ثانی کو مکمل فتح
حاصل ہوئی مگر اس کے ساتھ ہی کافی نقصان بھی برداشت
کرنا پڑا یہ فتح عادلشاہیوں کیلئے بے حد گراں ثابت ہوئی۔

سلطان علی عادلشاہ ثانی کا آخری زمانہ امن اور سکون کے
ساتھ گذرا وہ اس لڑائی کے بعد سات برس تک زندہ رہا۔ اس
سات سالہ دور میں کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ علی نامہ بھی اسی

لڑائی کے بیان پر ختم ہوا ہے۔ یہ سلطان ایک بہترین سپاہی
اور جفاکش حکمران اور باہمت مدبر تھا۔ اس کے ساتھ ہی
وہ عیش و عشرت کا بھی دلدادہ تھا۔ ایک رات امساک کی دوا
کھالی جس سے غیر معمولی حدت پیدا ہوئی بار بار ٹھنڈا پانی
پینے لگا۔ اسی حالت میں ۱۴ ربیع الاول سنہ ۹۳۳ھ کی صبح کو مظفر خاں
سپہ سالار کے استقبال کو خدیجہ پور تک گیا۔ راستہ میں سردی
لگی اور واپس آتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ دوسرے دن کچھ ہوش
آیا تو نصف جسم مفلوج ہو گیا تھا۔ عبدالمحمد اور خواص خاں کو
خبر ملی تو دوڑے آئے۔ مظفر خاں محب علی اور دھرما پنڈت
دبیر جو ندیم خلوت خاص تھے۔ بادشاہ کی خدمت میں رہے۔
شہر کے تمام دروازے بند کر دئے گئے صرف چند کھڑکیاں
کھلی رکھی گئیں۔ معالجہ کرنے والوں میں حکیم شمس الدین خاں
اور دیگر حکمائے دہلی سے علاج کرتے رہے تین چار روز کے
(بعد) شاہ کو ہوش آیا مگر کامل طور سے صحت نہ ملی۔ اب سلطان
کو یقین ہو گیا کہ یہ مرض موت ہے۔ اس لئے اس نے سکندر کو
اپنی زندگی میں تخت نشین کر دینا چاہا اور عبدالمحمد کو حسب
سابق سلطنت کے کام چلانے کی تاکید کرتا رہا۔ لیکن عبدالمحمد
ٹالتا رہا اور ذمہ داری کو قبول کرنے کیلئے تیار نہ ہوا۔
صاحب تاریخ مختصر لکھتا ہے کہ "روزی بادشاہ با عبدالمحمد

گفتند کہ می دانم ازین مرض رہائی ممکن نیست معقول نزدیک
اند کہ چوں سیواجی تاب طلب ورکنیست خدا داند کہ بعد از من چہ صورت
روی نماید وچہ طور منصوبہ پیش آید بہتر است کہ بحضور من شاہزادہ
را بر سریر خلافت اجلاس دادہ در زمام حکم و عقد و فتق و رتق مہمات
را بدست خود در آوردہ فکر محافظت بادشاہی بکن تا بعد از من
کسی را با تو مجال نقاضت و منازعت نباشد۔
عبدالمحمد قبول نکرد و تواضع و عذر خواہی گذرانید و یافت راؤ
و دیگر نیکخواہان بوجوہات خاطر نشان کردند کہ بادشاہ میخواہد
شاہزادہ را بتو سپردہ بحضور خود ترا مستقل کنند دغدغہ را بخاطر
راہ مدہ و خرد را ازین کار وا مدار و گرنہ معاملہ برہم خواہد شد و کسی ترا
بحال نخواہد گذاشت جرأت نکرد و اصلاً راضی نشد این معنی بر
خاطر اشرف بادشاہ بسیار گراں آمد لیکن چوں بحالی خود واماندہ
بود علاجی نتوانستند۔
عبدالمحمد نے محض اس خیال سے اس ذمہ داری کو قبول کرنے
سے انکار کیا کہ سلطنت عماد شاہی میں جو بھی سلطنت کے کاروبار
پہلے سنبھالتا ہے اور اس کام میں پہل کرتا ہے جلد ہی قتل کیا
جاتا ہے۔
صاحب تاریخ مختصر نے اس طرح لکھا ہے۔
عبدالمحمد بخاطر رسانیدہ بود کہ در سلطنت خانۂ عماد شاہی

ہر کہ در ابتدا بادشاہ را سلطنت برسید او دو برایں کار اقدام

می نماید عنقریب کشتہ میشود مادرش نیز مانع آمدہ قسم خوردہ

بود کہ اگر ایں کار اختیار کنی حق شیر بحل نخواہم کرد۔ لہذا از خوف

خطر جان خود دارین نمی آورد۔

عبدالمحمد کی نادانی ہی کی وجہ سے سلطنت عادلشاہی میں

انتشار پیدا ہوا اور زوال پذیر ہو گئی۔

بہر حال سلطان علی عادلشاہ ثانی کی طبیعت میں روز بروز

کمزوری آتی گئی آخر کار ۱۳/ شعبان ۱۰۸۳ھ کو اتوار کے

دن صبح کے پانچ بجے سلطان نے انتقال کیا اور اپنے بنائے

ہوئے ناتمام مقبرہ واقع شاہ پیٹھ میں دفن ہوا۔

تاریخ وفات سلطان علی عادلشاہ ثانی

رستی ز قید ہستی اے شہریار عالم / در بحر ملک رانی راندی بعقل کشتی

اے رہروان جہاں را انگبدا گشتی گزیدی / در منزل بہشتی این خلق را بہشتی

تاریخ رحلت تو رضوان بکلک رحمت / بر برگ گل نویسد "شاہ جہاں بہشتی"

۱۰۸۳ھ

علی عادلشاہ ثانی ایک جلیل القدر اور باحوصلہ سلطان تھا

رزم و بزم ہر دو کا مرد میدان تھا اُس کے میدان جنگ کے

کارناموں سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ اُس کے

دربار کے عالم ادیب اور شاعر اس کی بزم آرائیوں کے گواہ ہیں

جنھیں اس بادشاہ کے زیر سایہ رہ کر پھلنے پھولنے اور علم و ادب

کی مجلسیں سنوارنے کا موقع ملا۔

اس بادشاہ کے عہد میں بیجاپور شاعروں عالموں فاضلوں

صالحوں اور اولیا اللہ سے معمور تھا۔ باکمال حضرات اس کے

دربار سے وابستہ تھے۔ اس بادشاہ کے دور کے اولیاؤں میں

سید زین متقبل۔ حضرت سید ابوبکر بالفقیہ قاضی سید علی محمد ابن

سید اسد اللہ گجراتی اور قاضی سید نوراللہ مصنف تاریخ علی عادلشاہ

ثانی ہیں۔ ان سبھوں نے بادشاہ کے حین حیات میں وفات

پائی۔ سید قاضی نوراللہ نے سنہ ۱۰۷۰ھ میں انتقال کیا۔

ان حضرات کے علاوہ سید عبداللطیف قادری نبیرہ حضرت

سید شاہ حیدر ولی اللہ قادری صاحب ننگہ اور آپ کے فرزند

حضرت سید شاہ حضرت قادری۔ حضرت قطب عالم سید شاہ شمس الدین

قادری نبیرہ حضرت معشوق الٰہی اور آپ کے فرزند حضرت شاہ

مرتضیٰ قادری۔ آپ کے برادران اور حضرت سید شاہ ابوالحسن

قادری ثانی نبیرہ حضرت میراں شاہ ابوالحسن قادری برادر معشوق

الٰہی حضرت سید محمد مدرس اور آن کے فرزندان سلطان

سید عبدالرحمن اور سید کریم محمد حضرت سید موسیٰ قادری ابن

حضرت شاہ عبداللطیف قادری وغیرہ بقید حیات تھے اور سلطان کی

افواج کے ساتھ بھی بہت سے اولیائے کرام نے شرکت کی تھی
جن میں شاہ حضرت قادری ابن سید شاہ عبدالرزاق قادری
اور سید عبدالرزاق قادری ابن سید اسحاق قادری جنیدی وغیرہ نے
افواج سلطانی میں شریک ہو کر مغلوں اور مرہٹوں سے جنگ کی۔
سلطان علی عادلشاہ ثانی کو ایک لڑکا سکندر اور ایک
لڑکی مسماۃ بادشاہ بیگم تھی۔

سلطان کے دور کے درباری شعراء میں نصرتی، حضرت سید نوراللہ
ابن قاضی سید علی محمد قادری ابن سید اسداللہ گجراتی، حکیم آتشی
مرزا مقیم، مرزا دولت شاہ کے علاوہ اور بہت سے شعرا فارسی
گو اور ہندی گو تھے۔ ہاشمی نے ہندی زبان میں احسن القصص نامی
مثنوی لکھی ایاغی نے نجات نامہ اور عبداللطیف اور عبدالنبی نے
اکثر قصائد فصاحت و بلاغت کے ساتھ زبان فارسی میں لکھے ہیں۔

اس بادشاہ کے دور کے وزرا اور امراء و مقربان بارگاہ
سلطانی میں سید ابوالحسن، شدلہ خان، بہلول خان، عبدالمحمد ارسطوئے
زماں، ملا احمد یعنی (شیخ احمد محدث) افضل خاں، محمد یاقوت،
عزیز خاں، ملک اعتبار، آغا خرو، عبداللہ خاں، ہیبت خاں،
ملک مرجان، ناصر محمد، عزیز خاں، یوسف خاں، مصطفیٰ خاں،
داؤد خاں، ملک حسن، محمد علی، خانجی ملک، سدی الماس، شاہ
نواز خاں، میر نعمت اللہ، شرزہ خاں، کماں خاں، وصیدی جوہر
صلابت خاں، انجلی شاہ، شاہ جی راجہ بیناجی بھونسلے، شرزا راؤ
دسراس راؤ، بابجی گھوڑپڑہ وغیرہ تھے اور قاضیوں اور علماء میں
قاضی سید علی محمد و قاضی سید نوراللہ و ابراہیم خاں و شاہ
ابوالمعالی ابن شیخ علم اللہ محدث قدس سرہ و شاہ ابو تراب
قدس سرہ ابن شیخ علم اللہ محدث وغیرہ موجود تھے۔

"از تاریخ مختصر سید محی الدین قادری پیرزادہ گیگل"

طبقہ ہشتم عادل شاہیہ بیجاپور

سلطان سکندر عادلشاہ ابن سلطان علی عادلشاہ ثانی

نہ ہے شہ سکندر بفضل خدا — خداوند دیہیم افسر شدہ
ہمائے ہمایوں بروز سعید — فراز جہاں سایہ گستر شدہ
برا ورنگ شاہی چوں بنشست شاہ — صدائے کرم از فلک بر شدہ
چنیں گفت سال جلوس اویس — جہانگیر سلطان سکندر شدہ

سلطان علی عادل شاہ ثانی کی وفات کے روز صبح کے چھ
بجے تیرہ شعبان ۱۰۸۳ھ کو سلطان سکندر بن علی عادلشاہ ثانی
مرحوم کو پانچ برس کی عمر میں مدار مملکت خواص خاں ولد خاں خاناں
اپنے گود میں لیکر تخت پر بٹھایا اور تاج شاہی رکھا۔ مندرجہ
بالا اشعار سلطان سکندر عادلشاہ کے جلوس کی تاریخ کے ہیں۔

صاحب تاریخ مختصر لکھتا ہے کہ خواص خاں نے تین سال تک سلطان
سکندر کی پیشوائی اور وزارت کے فرائض انجام دیئے۔ یعنی
جمعرات ۳ رمضان ۱۰۸۰ھ تک وزارت عظمیٰ پر فائز رہا۔ خواص خاں
میں ملک رانی کا حوصلہ نہ تھا۔ اکثر ارکین سلطنت اس سے بیزار
ہوگئے۔ جب اس نے نواب مصطفیٰ خاں کو قید کردیا تو حد سے
زیادہ مغرور ہوگیا۔ (سلطان محمد عادلشاہ کے دور میں بھی ایک
مصطفیٰ خاں گذرے ہیں۔ اسی طرح سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی
کے دور میں بھی ایک خواص خاں گذرے ہیں جن کا نام دولت خاں
اور خطاب خواص خاں تھا) اس کو قتل کر کے خان محمد کو خطاب خان خانان
عطا کیا جو خان وزیر کے نام سے بھی مشہور رہے۔ اسی خان خانان کا
بیٹا یہ خواص خاں ثانی تھا اور اس کا ایک بھائی اخلاص خاں
تھا۔

الغرض خواص خاں بن خان خانان نے مصطفیٰ خاں کو
قید کرنے کے بعد خودسری پر اتر آیا اور نمک حرامی کے خیالات
اس کے دل میں جاگزیں ہو گئے اور اپنے تحفظ کیلئے اکثر معتمدانِ
بارگاہ سلطانی کو خدمت سے برطرف کر کے اپنے نوکروں کو ان کی
جگہ مامور کر دیا اور سرکشی و بغاوت کا جھنڈا بلند کر کے افعال
ناروا میں مشغول ہوگیا آخرکار عبدالکریم بہلول خاں کے لوگوں نے
اس کو قلعہ بنکاپور میں قید کر کے قتل کر دیا۔ اس کی نعش کو

وہاں سے بیجاپور لاکر دفن کیا گیا خواص خاں کے قتل کے بعد
عبدالکریم بہلول خاں وپیشوائے سلطنت بن گئے انھوں نے
کچھ عرصہ تک پیشوائی کی اور یکشنبہ ۹ ذیقعدہ ۱۰۸۸ھ کو انتقال
کیا۔ مسعود خاں حبشی اُن کی جگہ مقرر ہوا اور دس سال تک
کاروبار سلطنت انجام دیئے۔ آخر دولت عادلشاہی کے ختم ہونے
کا وقت آن پہنچا اور ۴ ذیقعدہ ۱۰۹۷ھ کو دن کے دس بجے
سلطان سکندر عادل شاہ کو قلعہ سے باہر لاکر عالمگیر کے
حوالے کر دیا گیا۔ اورنگ زیب عالمگیر ۸ ذیقعدہ ۱۰۹۷ھ کو
قلعہ بیجاپور میں داخل ہوا۔ اور عادلشاہیوں کی دولت ختم ہوگئی
سلطان سکندر بچپن میں تخت نشین ہوا۔ چودہ سال تک
غلاموں کے ہاتھوں میں مغلوب اور بے اختیار رہا اس کے بعد
عالمگیر کی قید میں گیا اور چودہ برس تک مقہور اور لاچار زندہ
رہا۔ آخرکار ۳۳ برس کی عمر میں ۱۱۱۱ھ میں نامرادی کے ساتھ
اس ظلمت خانۂ فنا سے روشن محل بقا کی جانب کوچ کر گیا۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

مورخین کا کہنا ہے کہ عالمگیر نے خفیہ طریقہ سے خربوزہ میں
زہر دے کر سکندر کو مروا ڈالا۔ جس کی وجہ سلطان سکندر عادلشاہ
کی شہادت ہوئی۔ سکندر کی وصیت کی بنا پر اس کی نعش کو
بیجاپور لاکر اس کے پیر طریقت حضرت سید شاہ نعیم اللہ ابن سید

محمد المعروف خادم محمد ابن سید نصر اللہ شاہ شریف و غریب ابن سید اسمٰعیل ابن سید من اللہ بخاری قدس سرہٗ جو حضرت شاہ ہاشم حسینی علوی گجراتی کے مرید و خلیفہ ہیں اور اپنے پیر و مرشد کے حالات و ملفوظات میں ایک کتاب گنج الاسرار لکھی ہے ان کے پائیں میں دفن کیا گیا۔ شاہ نعیم اللہ کا مزار حضرت شاہ نصر اللہ ولی فرزند خواجہ فریدالدین شکر گنج قدس سرہٗ کی گنبد کے بازو شرقی جانب واقع ہے۔ آپ کے مزار پر بھی چھوٹا سا گنبد مثل گنبد حضرت شاہ سفر اللہ ولی بنایا گیا ہے۔ آپ شاہ نصر اللہ ولی کے سجادہ نشین اور وارث بھی تھے۔ سید شاہ نعیم اللہ کے خلافت نامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ نے وہ خلافت نامہ اپنے بیٹے کو ۱۰۹۵ھ میں دور سلطنت سکندر عادل شاہ کے لکھ کر دیا ہے۔ اور سکندر عادل شاہ بھی اس جلسۂ خلافت میں موجود تھا لکھا ہے۔ اِس بادشاہ کی تاریخ رحلت "بادشاہِ ملک بہشت" سے مستخرج ہوتی ہے۔

دیگر تاریخ

زدنیا چوں سکندر کرد رحلت — غریو از سینۂ غربت بر آمد
معما طور گفتم سال تاریخ — سکندر زین کہن ظلمت بر آمد

صوفیا جو سکندر عادل شاہ کے دور میں انتقال فرما گئے

حضرت سید شاہ موسیٰ قادری ابن

حضرت سید شاہ عبداللطیف لاوبالی قادری اسی بادشاہ کے دور میں ۱۳؍ جمادی الثانی ۱۰۸۱ھ کو بمقام بیجاپور انتقال فرما گئے۔

حضرت سید شاہ برہان الدین حُسنی علوی ابن سید شاہ مرتضیٰ علوی الحسنی ابن حضرت سید شاہ ہاشم حُسنی العلوی کا انتقال موضع دونڈگہ میں ہوا آپ نے اس موضع کا نام اپنے نام پر برہان پور رکھا تھا اور یہ موضع لکیشور کے قریب ہے۔ وہاں سے آپ کی نعش کو بیجاپور لا کر حضرت سیدنا ہاشم پیر دستگیر کے گنبد کے سامنے دفن کیا گیا۔ تاریخ وفات ۹؍ ذی قعدہ ۱۰۸۴ھ آپ کی رحلت کا مادہ تاریخ ہے

"برہان راز حقیقت" ہے

۸۴ ۱۰ ھ

علماء و اولیاء جو دور سکندری میں موجود تھے

ابوالحسن قادری ثانی نبیرہ حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری نے ۱۰۹۲ھ میں کتاب مخزن السلاسل لکھی اور مسجد خانقاہ قادریہ جو گگن محل کے پیچھے تھی ۱۰۹۰ھ میں تعمیر کی خانقاہ کی تکمیل ۱۰۹۹ھ میں ہوئی۔ حضرت سید شاہ نور اللہ قادری عرف شاہ صاحب ابن سید شاہ ابوالحسن قادری ثانی ۱۰۹۵ھ میں تولد ہوئے قاضی سید نور اللہ ابن

قاضی سید علی محمدؒ نے ۱۰۸۰ھ میں انتقال کیا۔ آپ نے تاریخ عادلشاہی سلطان علی عادلشاہ ثانی کے دور کے حالات میں لکھی۔ قاضی سید علی محمد کے داماد سید لطیف نے ۱۰۸۲ھ میں انتقال کیا۔ حضرت شاہ حضرت قادری نبیرہ شاہ حیدر ولی اللہ قادری تلنگ بھی دور سکندری میں موجود تھے اور آپکے فرزندان سید نور اللہ عرف پیر پاشاہ ۱۰۹۵ھ اور شاہ سیف اللہ ۱۰۹۹ھ میں تولد ہوئے۔

حضرت قطب عالم سیدنا پیر دستگیر سید شاہ شمس الدین قادری صاحب گورسی شریف نبیرۂ حضرت معشوق الٰہی اور آپ کے فرزند سید شاہ مرتضیٰ قادری موجود تھے۔

یوم شب چہار شنبہ

اتمام یافت تذکرۂ تاجداران بیجاپور موسوم بہ طبقات عادلشاہی بتاریخ ۲۹ نومبر ۱۹۷۲ء

تصنیف و تحریر بقلم فقیر حقیر میراں احمد الدین سید شاہ مرتضیٰ قادری صاحب سجادہ ابن حضرت میراں سید شاہ محمود قادری عرف الصمدانی بادشاہ صاحب سجادہ ابن حضرت میراں سید شاہ عبدالرزاق قادری عرف جیلانی بادشاہ قادری ابن حضرت میراں سید شاہ عبدالقادر قادری۔ المعروف قادر بادشاہ صاحب سجادہ قدس سرہٗ ابن حضرت میراں سید شاہ محی الدین قادری صاحب سجادہ ابن حضرت میراں سید شاہ محمود قادری ابن حضرت قطب الاقطاب میراں سید شاہ مرتضیٰ قادری بیجاپوری ابن قطب عالم حضرت میراں سید شاہ شمس الدین قادری گورسی ابن حضرت میراں سید شاہ عبدالقادر قادری ابن غریق بحر وحدت مظہر اتم القدرت سید عارف باصفا حضرت میراں سید شاہ مصطفیٰ قادری معشوق الٰہی صاحب روضہ بیجاپور قدس اللہ سرہ العزیز۔